جواہر مجدّدیہ

تالیف

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پسند فرمودہ

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

دارالاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون:2631861

جواہر مجدّدیہ

تالیف

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پسند فرمودہ

حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

پاکستان میں جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : جون ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

ضخامت : 315 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

......ملنے کے پتے......

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

Azhar Academy Ltd.
London
Email : sales@azharacademy.com,
Website : www.azharacademy.com

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

عنوان **فہرست** صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر
☆ مقدمہ	۱۳
☆ انتساب	۱۵
☆ پسند فرمودہ	۱۶
☆ تلقینِ ذکر الٰہی فارسی اشعار	۱۷
☆ پہلا جواہر	۱۸
☆ آپ کا نسب	۱۸
☆ آپ کے خاندانی حالات	۱۹
☆ فرخ شاہ کابلی کے حالات	۱۹
☆ امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات	۲۰
☆ تعمیر قلعہ و بناء شہر سرہند	۲۰
☆ آپ کے والد ماجد اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت	۲۲
☆ جناب مخدوم کی حضرت صاجزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت	۲۲
☆ جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال کیتھلی قادری سے خلافت	۲۳
☆ جناب مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ	۲۳
☆ جناب مخدوم کی خوارق و کرامات	۲۳
☆ جناب مخدوم صاحب کی تصانیف	۲۴
☆ جناب مخدوم کے عقائد اور ان کی تعلیم	۲۴
☆ جناب مخدوم کے مریدین و تلامذہ	۲۵
☆ جناب مخدوم کی وفات	۲۵
☆ جناب مخدوم کی اولاد	۲۵
☆ دوسرا جواہر	۲۷
☆ آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں	۲۷
☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۷
☆ حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۷
☆ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۸
☆ حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۸
☆ حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کا الہام	۲۸
☆ دیگر مشائخ کرام کے الہام	۲۸

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
☆ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۹
☆ ارکان سلطنت کی خوابیں	۲۹
☆ حضرت مخدوم کا کشف	۲۹
☆ اکبر بادشاہ پر جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت	۳۰
☆ آپ کی ولادت باسعادت کا بیان	۳۰
☆ اثنائے ولادت کے واقعات	۳۰
☆ آپ کا علم شریعت	۳۲
☆ آپ کا اپنے والد ماجد سے استفادہ	۳۲
☆ آپ کی دیگر اساتذہ اور طریقہ کبرویہ سے اجازت	۳۲
☆ سند مصافحہ	۳۳
☆ آپ کا علم طریقت	۳۳
☆ آپ کا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا	۳۳
☆ دیگر کمالات اور نسبت فردیت	۳۳
☆ آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا	۳۳
☆ افضلیت طریقہ نقشبندیہ	۳۴
☆ آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نیاز مندی	۳۴
☆ طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت اور قلب کا جاری ہونا	۳۵
☆ حضرت خواجہ کا خاص واقعات آپ سے ظاہر فرمانا	۳۵
☆ آپ کے بعض حالات خود آپ کے قلم سے	۳۶
☆ تعلیم ذکر اسم ذات	۳۷
☆ مدہوشی وفناء	۳۷
☆ مقام ظلال وفناء و مالفناء	۳۷
☆ مرتبہ علمی	۳۷
☆ مقام حیرت وحضور نقشبندیہ	۳۸
☆ مقام فناء حقیقی وشرح صدر	۳۸
☆ مقام حق الیقین وجمع الجمع	۳۸

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
☆	مرتبہ فرق بعد الجمع	۳۹
☆	نسبت مرادیت ومحبوبیت	۴۰
☆	آپ کو حضرت خواجہؒ سے خلافت	۴۰
☆	آپ کے شیوخ اور سلاسل	۴۰
☆	تیسرا جواہر	۴۵
☆	حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق و اعمال کے بیان میں	
	آپ کے مخصوص کمالات	۴۵
☆	آپ کی کرامتیں	۴۵
☆	آپ کے متفرق حالات	۴۸
☆	آپ کا حلیہ شریف	۵۲
☆	آپ کے اخلاق، عادات اور وضع	۵۳
☆	آپ کے شبانہ روز اعمال	۵۳
☆	آپ کے آداب بیت الخلا	۵۴
☆	آپ کے آداب وضو	۵۴
☆	آپ کی نماز تہجد، وتر اور مراقبہ	۵۶
☆	آپ کی نماز فجر	۵۸
☆	آپ کا حلقہ ذکر وتوجہ	۵۸
☆	آپ کی نماز اشراق، استخارہ، نماز اوابین	۵۸
☆	آپ کی خلوت اور صحبت	۶۰
☆	آپ کی نماز چاشت	۶۱
☆	آپ کا طعام و قیلولہ	۶۱
☆	آپ کی نماز فی الزوال	۶۳
☆	آپ کی نماز ظہر	۶۳
☆	آپ کا حلقہ ذکر وتوجہ تعلم دین و نماز عصر و ختم خواجگان	۶۳
☆	آپ کی نماز مغرب اور صلوٰۃ اوابین	۶۴
☆	آپ کی نماز عشاء، وتر	۶۴

صفحہ نمبر	فہرست عنوان	

☆	آپ کے اوراد	۶۵
☆	عام مسائل نماز	۶۵
☆	آپ کی نماز جمعہ وعیدین وتراویح وغیرہ	۶۶
☆	چوتھا جواہر	۶۹
☆	حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصانیف، تعلیم، طریقہ، وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں	۶۹
☆	وفات حسرت آیات	۶۹
☆	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ شریف	۷۹
☆	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تصانیفِ عالیہ	۸۱
☆	(۱) اثبات النبوۃ	۸۱
☆	(۲) ردِ روافض	۸۲
☆	(۳) رسالہ تہلیلیہ	۸۳
☆	(۴) شرح رباعیات	۸۴
☆	(۵) معارف لدنیہ	۸۵
☆	(۶) مبدأ و معاد	۸۶
☆	(۷) مکاشفاتِ عینیہ	۸۷
☆	مکتوباتِ شریفہ	۸۸
☆	حضرت مُجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد	۹۰
☆	(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ	۹۱
☆	(۲) حضرت خواجہ محمد سعید "خازن الرحمۃ" رحمۃ اللہ علیہ	۹۷
☆	(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۵
☆	حضرت خواجہ محمد فرخ، خواجہ محمد عیسیٰ وخواجہ محمد اشرف علیہم الرحمہ	۱۱۹
☆	(۷) حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۰
☆	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادیاں	۱۲۶

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
☆	حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے عظام	۱۲۷
☆	حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ	۱۲۷
☆	مولانا احمد برکی علیہ الرحمہ	۱۳۳
☆	مولانا احمد دیبنی علیہ الرحمہ	۱۳۷
☆	مولانا امان اللہ لاہوری علیہ الرحمۃ	۱۳۹
☆	مولانا بدر الدین سرہندی علیہ الرحمۃ	۱۴۰
☆	شیخ بدیع الدین سہانپوری علیہ الرحمۃ	۱۴۳
☆	شیخ حسن برکی علیہ الرحمۃ	۱۴۸
☆	شیخ حمید بنگالی علیہ الرحمۃ	۱۵۲
☆	حاجی خضر خاں افغان علیہ الرحمۃ	۱۵۶
☆	میر صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ	۱۵۷
☆	شیخ طاہر بدخشی علیہ الرحمۃ	۱۵۸
☆	مولانا شیخ طاہر لاہوری علیہ الرحمۃ	۱۶۰
☆	خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں علیہ الرحمۃ	۱۶۳
☆	خواجہ عبد اللہ عرف خواجہ خورد علیہ الرحمۃ	۱۶۵
☆	حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں آپ کی تعریف۔	
☆	وتحسین فرماتے ہیں:	۱۶۶
☆	شیخ عبد الحی حصاری علیہ الرحمۃ	۱۶۷
☆	مولانا عبد الواحد لاہوری علیہ الرحمۃ	۱۶۹
☆	شیخ عبد الہادی فاروقی بدایونی علیہ الرحمۃ	۱۷۰
☆	مولانا فرخ حسین ہروی علیہ الرحمۃ	۱۷۱
☆	مولانا قاسم علی علیہ الرحمۃ	۱۷۲
☆	شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی علیہ الرحمۃ	۱۷۲
☆	سید محب اللہ مانکپوری علیہ الرحمۃ	۱۷۵

عنوان	فہرست	صفحہ نمبر
☆	نوٹ:	۱۷۶
☆	شیخ محمد صادق کابلی علیہ الرحمۃ	۱۷۷
☆	مولانا محمد صالح کولابی علیہ الرحمۃ	۱۷۸
☆	مولانا محمد صدیق کشمی علیہ الرحمۃ	۱۷۹
☆	خواجہ میر محمد نعمان بدخشی علیہ الرحمۃ	۱۸۱
☆	مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ	۱۸۹
☆	شیخ مزمل علیہ الرحمۃ	۱۹۵
☆	حافظ محمود لاہوری علیہ الرحمۃ	۱۹۶
☆	شیخ نور محمد پٹنی علیہ الرحمۃ	۱۹۷
☆	مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ	۱۹۹
☆	مولانا یار محمد قدیم بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ	۱۹۹
☆	شیخ یوسف برکی علیہ الرحمۃ	۲۰۰
☆	مولانا یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ	۲۰۱
☆	ضروری وضاحت	۲۰۲
☆	حمد باری اور شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۳
☆	بتوں کو خدا کا شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے	۲۰۵
☆	سجدۂ تعظیمی حرام ہے	۲۰۶
☆	معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدات	۲۰۷
☆	آپ معراجِ بدنی سے مشرف ہوئے	۲۰۷
☆	وجہِ تخلیقِ کائنات	۲۰۷
☆	شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۸
☆	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حق ہے	۲۱۰
☆	حیاتِ انبیاء علیہم السلام	۲۱۱
☆	فضیلتِ شیخین رضی اللہ عنہما	۲۱۲

☆	عنوان **فہرست**	صفحہ نمبر
☆	خلفائے اربعہ کی فضیلت ----------	۲۱۳
☆	صحابی کا مرتبہ --- نگاہِ مجدد میں ----------	۲۱۳
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا کامل احترام ----------	۲۱۴
☆	طریقت اور حقیقت کی بنیاد شریعت پر ہے ----------	۲۱۵
☆	شریعت طریقت کا حسین امتزاج ----------	۲۱۶
☆	دوام ذکر شریعت کی کامل پیروی سے حاصل ہوتا ہے ----------	۲۱۶
☆	ریاضت و مجاہدہ کا شریعت کے مطابق ہونا لازم ہے ----------	۲۱۷
☆	اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریق ----------	۲۱۸
☆	فقراء کون ہیں؟ ----------	۲۱۸
☆	شیخ کامل کون ہے ----------	۲۲۰
☆	صحبتِ فقراء اختیار کرنی چاہیے ----------	۲۲۰
☆	بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب ----------	۲۲۱
☆	صحبتِ فقراء کے فیوض و برکات ----------	۲۲۲
☆	فقراء کی صحبت میں بیٹھنے والا شقاوت سے محفوظ ہے ----------	۲۲۳
☆	بزرگوں کی زیارت سے خدا یاد آتا ہے ----------	۲۲۳
☆	فقراء سے محبت باعثِ برکت اور اُن سے بغض زہرِ قاتل ہے ----------	۲۲۴
☆	فقراء کی خدمت ----------	۲۲۴
☆	فقراء سے محبت کی ترغیب کی وجہ ----------	۲۲۵
☆	مقامِ ولایت ----------	۲۲۶
☆	بزرگ اصولِ دین میں متفق ہیں ----------	۲۲۷
☆	عارف کے قلب کی وسعتیں ----------	۲۲۸
☆	بزرگوں کا وجود مسعود غنیمت ہے ----------	۲۲۹
☆	اللہ کا وجود ہی کرامت ہے ----------	۲۳۰
☆	اولیاء کی تربیت روحانی فضلِ خداوندی سے ہوتی ہے ----------	۲۳۱
☆	اولیائے کرام کی تربیت روحانی اور اُن کے مدارج ----------	۲۳۲

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
☆	اہل اللہ دل کی بیماریوں کے طبیب ہیں	۲۴۳
☆	پیری مُریدی کا صحیح تصور اور اُس کے آداب	۲۴۳
☆	تذنیب بعض مُریدوں کے شبہ رفع کرنے کے بیان میں	۲۴۳
☆	طریقۂ نقشبندیہ کی فضیلت	۲۴۳
☆	سِلسلہ نقشبندیہ میں پیری و مُریدی کے آداب	۲۴۴
☆	شیخ طریقت کی تقلید	۲۴۵
☆	توجہ کا مرکز ایک ہونا چاہیئے	۲۴۶
☆	پیرومُرشد پر اعتراض سمِ قاتل ہے	۲۴۶
☆	اہل اللہ سے دُشمنی تباہی ہے	۲۴۷
☆	تصورِ شیخ	۲۴۸
☆	نماز کی حالت میں شیخ کا تصوّر بے ساختہ آنا	۲۴۸
☆	اولیاء اللہ کی خانقاہ کے فیوض و برکات	۲۴۹
☆	ایصال ثواب کا صحیح تصوّر	۲۵۰
☆	نذر مشائخ کا غلط طریق	۲۵۰
☆	ایصال ثواب کا مجددی طریق	۲۵۱
☆	ایصال ثواب کا مقصد	۲۵۲
☆	ایصال ثواب کا فائدہ	۲۵۳
☆	اپنے محسن کے لیے ایصال ثواب لازم ہے	۲۵۴
☆	دُنیا آخرت کی کھیتی ہے	۲۵۴
☆	دُرستی عقائد	۲۵۵
☆	اہل السنّت والجماعت	۲۵۶
☆	پیر کامل طالب کی استعداد سے زیادہ مدارج طے کرا سکتا ہے	۲۵۷
☆	کمال ایمان اور خطرات و وساوس	۲۵۷
☆	نماز میں لذّت کا حصُول!	۲۵۸
☆	نماز تہجد کو باجماعت ادا کرنا خلافِ سُنّت ہے	۲۶۰

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر
☆	ضروری کام آج ہی کرنا چاہیئے	۲۶۲
☆	مطلوب حقیقی کے حاصل کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیئے	۲۶۲
☆	دُنیا کی بے ثباتی۔ بادشاہوں کے ترقصے دِل کی دُنیا تباہ کرڈالتے ہیں	۲۶۳
☆	سچے مرید کو اپنے نیک اعمال کی بجائے اللہ کی رحمت ومغفرت پر بھروسہ رکھنا چاہیے	۲۶۵
☆	اہل اللہ تعالیٰ پر طعن کرنے والوں کی مذمت کرنا جائز ہے	۲۶۶
☆	طریقہء نقشبندیہ کی فضیلت کا راز اتباع سُنّت میں ہے	۲۶۷
☆	فُقراء کے ہاں جھاڑو دینا امیروں کے صوفوں پر بیٹھنے سے بہتر ہے	۲۶۸
☆	شانِ اولیاء کرام	۲۶۹
☆	مُریدکو کُلی طور پر پیر کے تابع رہنا چاہیئے	۲۶۹
☆	عقائد مجدد مقبول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھے	۲۷۱
☆	اولیاء اللہ کی محبت دُنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ ہے	۲۷۳
☆	بتوں سے استمداد اور ہندوؤں کی رسمیں منانا شرک ہے	۲۷۴
☆	سلسلہ نقشبندیہ اتباع سُنّت کی بنا پر افضل ترین ہے	۲۷۶
☆	اولیاء اللہ کا گھر میں تشریف لانا وجہ خیر و برکت ہے	۲۷۶
☆	عجائبات راہ سلوک	۲۷۷
☆	نگاہ کی عصمت	۲۷۸
☆	اطاعتِ مُصطفٰی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۷۹
☆	حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعوت کا نُور ہر جگہ پہنچا ہے	۲۸۰
☆	حقیقت محمدی وحقیقتِ احمدی کی وضاحت	۲۸۱
☆	انبیأ معصوم اور اولیاء محفُوظ ہوتے ہیں	۲۸۲
☆	سادات کی محبت باعثِ رحمت ہے	۲۸۳
☆	اولیاء اللہ کی توجہ اور نظر امراض قلبی کے لیے شافی ہے	۲۸۵
☆	کلمہ طیبہ کے فضائل بمطابق طریقت وحقیقت شریعت	۲۸۵
☆	کشفِ کُفّار اِستدراج ہے	۲۸۷

	عنوان فہرست	صفحہ نمبر
☆	صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے ----------	۲۸۸
☆	اولیاء کی صحبت ریاضتوں سے بہتر ہے ----------	۲۸۸
☆	طالب اپنے کشف اور خواب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ مُرشد کا اتباع کرے --	۲۸۹
☆	اِتباعِ سُنّت عالمِ حقیقت کے لیے ضروری ہے ----------	۲۹۰
☆	مجذوب کی تعظیم ----------	۲۹۱
☆	ہر حال میں ذکرِ الٰہی کرنا چاہیئے ----------	۲۹۲
☆	نوافل کی نسبت فرائض پر زیادہ توجہ دی جائے ----------	۲۹۴
☆	ہر مقام پر اِتباعِ سُنّت ضُروری ہے ----------	۲۹۶
☆	شریعت، صورت اور حقیقت ----------	۲۹۷
☆	طریق ِسلسلہ عالیہ کے فیوض و برکات ----------	۲۹۸
☆	احوالِ آخرت کا تذکرہ دُنیا سے بہتر ہے ----------	۳۰۰
☆	امام ابوحنیفہ کا مسلک افضل ترین ہے ----------	۳۰۱
☆	تلاوت کے درجات ----------	۳۰۲
☆	لاء کی حقیقت سے موجود کی نفی کرنا چاہیئے ----------	۳۰۳
☆	بیان سلوک از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ----	۳۰۴
☆	(۱) لطیفہء قلب: ----------	۳۰۵
☆	(۲) لطیفہء روح: ----------	۳۰۶
☆	(۳) لطیفہء سر: ----------	۳۰۶
☆	(۴) لطیفہء خفی: ----------	۳۰۶
☆	(۵) لطیفہء اخفی: ----------	۳۰۶
☆	(۶) لطیفہء نفس: ----------	۳۰۷
☆	شغل ذکر رابطہ ----------	۳۰۹
☆	امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے ---- بکھرے ہوئے انمول موتی ----------	۳۰۹

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّدنا ومولانا وشفیعنا محمد وعلی الہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین.

اما بعد!

دین کا کونسا طالب علم ہوگا جو امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے واقف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اتباعِ شریعت، ایضاحِ طریقت اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کا جو کام حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ سے ان کے دور میں لیا۔ اس کی بدولت دین کا ہر طالب علم خصوصاً برصغیر سے تعلق رکھنے والا ہر سالک راہِ تصوف ان کا احسان مند ہے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیراً من عندہ

☆...... مقربانِ بارگاہ الٰہی کے حالات کا تذکرہ باعث نزولِ رحمت اور سبب حفظانِ ایمان ہے، حضرت مجدّد کے ارشادات گرامی دراصل ایک تراشے ہوئے ہیرے کی مانند ہیں جن کے ہر پہلو سے فکری اور رُوحانی شعاعیں نکلتی ہیں۔ اور انسانی دل و دماغ کو اپنی لازوال چمک سے نہ صرف متاثر کرتی ہیں بلکہ ایک مستقل انقلابی اور رُوحانی کیفیت پیدا کر کے آمادۂ عمل کر دیتی ہیں۔

امام ربانی مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی کسی قسم کے تعارف کی محتاج نہیں، آپ کی تصانیف عالیہ میں مکتوبات شریف کو ایک خاص مقام حاصل ہے، یہ علوم ظاہریہ اور باطنیہ کا گنجینہ ہیں، شریعت و طریقت کے جملہ مسائل کا حل ان میں موجود ہے۔ علمائے سوٗ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بارے میں اپنی بدعقیدگی کا جو اظہار کیا اس کے خلاف بڑی شدومد کے ساتھ قلمی جہاد کیا گیا ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ کے صاحبِ کمال شخصیت تھے۔ اس لئے آپ نے راہِ سلوک کے تربیتی مدارج، پیری مُریدی کے آداب اور اولیاء کرام سے اُن کی

زندگی اور فیوض و بابرکات کے حاصل ہونے پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے۔ دین الٰہی کے ملحدانہ عقاید کا ردّ بڑی محنت سے کیا ہے۔ غرضیکہ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف ان کے تجدیدی کارنامہ کا بین ثبوت ہیں۔ مکتوبات شریف کے ذریعہ آپ نے مساعیٔ پیہم سے پاک و ہند میں سنت کا دوبارہ احیاء کیا، کفر و ضلالت اور بدعات کے بادل چھٹ کر اسلام کا نُور پھیلا دیا۔

راقم کو اپنی کم مائیگی کا اعتراف ہے کہ اپنی کوتاہ علمی کے باعث سعی و پیہم کے باوجود حضرت کے ارشادات گرامی کی پوری طرح غواصی نہیں کر سکا۔ آپ کے مکتوبات کی گہرائی ایک بحرِ بیکران کے مانند ہے جس پر عبور حاصل کرنا مجھ جیسے نافہم و ناچیز کا کام نہیں۔ جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

اللہ تعالےٰ اس حقیر سی خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نواز دے ہم سب کو حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی فیوض و برکات سے حصہ وافر عطا فرمائے اور اس صراطِ مستقیم پر چلنے اور پھر چلتے رہنے کی توفیق سے نوازے سید المرسلین رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم، ان کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، فقہائے کرامؒ، اولیاء اللہؒ، خصوصاً مجدّد دین وقت (رحمہم اللہ اجمعین) نے شرک و بدعت کی ہر گمراہی اور افراط و تفریط کی ہر ظلمت سے پاک صاف کر کے امتِ مسلمہ کے لئے منوّر اور واضح کیا۔

واللّٰہ الموفق وله الحمد اوّلا و آخرا والسلام على من اتبع الهدى والتزم متابعة المصطفىٰ صلى اللّٰه عليه وعلى آله واصحابه.

بندۂ ناچیز

رحمت الٰہی کا اُمیدوار

خانقاہِ غفوریہ حقانیہ نقشبندیہ

کا ایک ادنیٰ خادم

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

انتساب

بعض مصنفین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی تصنیف اور اپنی محنت کی نسبت کسی بزرگ شخص کی طرف کیا کرتے ہیں تا کہ اس سے ان کو شرف بھی حاصل ہو جائے اور اس شخصیت سے عقیدت ومحبت کا اظہار بھی ہو جائے۔

بندۂ ناچیز انتہائی ادب کے ساتھ

☆..... چمنستان نقشبندیہ مجددیہ کا چشم و چراغ، شہنشاہ تصوف، سلطان العارفین، جمیل الحیاء واسط السلک والسلوک، مقصود السالکین، سلطان الطریقۃ، برہان الحقیقۃ، سلطان المشائخ، شمس العارفین ذالواصلین، شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالغفور عباسی نقشبندی مجددی فضلی مہاجر مدنی

نور اللہ مرقدہ

☆...... اور امام شریعت وطریقت، عاشق ذات اللہ، عالم باعمل، منبع البرکات ومظہر الفیوضات فنافی الرسول (ﷺ)، امام العشاق مصطفی (ﷺ)

حضرت مولانا عبدالحق العباسی صاحب نقشبندی مجددی غفوری نور اللہ مرقدہٗ

☆..... اور راقم الحروف اپنے پیرومرشد، ولی کامل، مخدوم زماں، نور المشائخ حضرت مولانا شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی غفوری دامت برکاتہم وفیوضھم

کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے

جن کی نگاہ شفقت اور جن کے طفیل بندہ چند سطور لکھنے کے قابل بنا

بندۂ ناچیز

شفاعت امام الانبیاء ﷺ کا محتاج

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

پسند فرمودہ

زینت المشائخ ،حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

جانشین شیخ الحدیث

امام اہل سُنّت حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ

ناظم مدرسہ مظاہر العلوم جدید سہارنپور (انڈیا)

جناب مولانا محمد روح اللہ نقشبندی صاحب کی تالیفات دیکھنے کو ملیں ، جواہر مجددیہ ، جواہر مظہریہ ، اساتذہ کیلئے تربیتی واقعات ، طلباء کیلئے تربیتی واقعات ، انہوں نے جو کتابیں لکھی ہے ان کو جگہ جگہ سے سننے کی توفیق ہوئی ، اللہ تعالیٰ ان کی تصانیف کو اُمت کے لئے نافع فرمائے اور ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اُمت کو زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مؤلف کو اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے

فقط والسلام

محمد طلحہ کاندھلوی

٩/ربیع الاوّل ١٤٢٧ھ

تلقینِ ذکرِ الٰہی

(از امام ربّانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

ہر روز باشی صائماً، ہر لیل باشی قائماً
در ذکر باشی دائماً، مشغول شو در ذکرِ ہُو
گر عیش خواہی جاوداں، عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکرِ ہُو ہر آں بخواں، مشغول شو در ذکرِ ہُو
سُود ے ندارد خفتنت، ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت، مشغول شو در ذکرِ ہُو
ہُو ہُو بذکرش ساز کن، نام، خدا آغاز کن
قفل ز سینہ باز کن، مشغول شو در ذکرِ ہُو
علم بخوانی با عمل، فردا نہ باشی تا خجل
در پیش قادر لم یزل، مشغول شو در ذکرِ ہُو
ہر دم خدا را یاد کن، دلہائے غمگین شاد کن
بلبل صفت فریاد کن، مشغول شو در ذکرِ ہُو
مسکین احمد مرو شو، در حملۂ عالم فرد شو
در راہِ حق چوں گرد شو، مشغول شو در ذکرِ ہُو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا جواہر

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ابتدائی اور خاندانی حالات کے بیان میں آپ کا نام، لقب، مذہب اور طریقہ

آپ کا نام نامی احمد لقب بدرالدین کنیت ابوالبرکات منصف خزینۃ الرحمۃ قیوم زمان مجدد الف ثانی اور عرف امام ربانی محبوب صمدانی۔ مذہب آپ کا حنفی ہے۔ طریقہ آپ کا مجددیہ جامع کمالات۔ جمیع طرق قادریہ، سہروردیہ، کبرویہ، قلندریہ، مداریہ، نقشبندیہ۔ چشتیہ، نظامیہ وصابریہ ہے۔

آپ کا نسب

آپ کا نسب عالی ۲۷ واسطوں سے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح متصل ہے۔

حضرت شیخ احمد[۱] بن مخدوم، عبدالاحد[۲] بن شیخ زین[۳] العابدین بن شیخ عبدالحی[۴] بن شیخ خبیب اللہ[۵] بن امام رفیع[۶] الدین ربانی قلعہ سرہند شریف بن شیخ نصیرالدین[۷] بن شیخ سلیمان[۸] بن شیخ یوسف[۹] بن شیخ اسحاق[۱۰] بن شیخ عبداللہ[۱۱] بن شیخ شعیب[۱۲] بن شیخ احمد[۱۳] بن شیخ یوسف[۱۴] بن شیخ شہاب الدین[۱۵] معروف بہ فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیرالدین[۱۶] بن شیخ محمود[۱۷] بن شیخ سلمان[۱۸] بن شیخ مسعود[۱۹] بن شیخ عبداللہ[۲۰] واعظ اصغر بن شیخ عبداللہ[۲۱] واعظ اکبر بن شیخ ابو[۲۲] الفتح بن شیخ اسحاق[۲۳] بن شیخ ابراہیم[۲۴] شیخ ناصر[۲۵] بن شیخ عبداللہ[۲۶] بن سیدنا عمر[۲۷] بن الخطاب[۲۸] رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن نقیل[۲۹] بن عبدالعزی[۳۰] بن رباح[۳۱] بن عبداللہ[۳۲] بن قرط[۳۳] زراح[۳۴] بن عدی[۳۵] بن کعب[۳۶] بن لوی۔

کعب کا نسب حضرت ابونا آدم علیہ السلام تک بتوسط ۴۰ واسطوں کے منتہی ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک ۷ واسطوں سے کعب تک اس طرح منتہی ہوتا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب۔

کعب کا زمانہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۵۶۰ سال پہلے اور رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۵۷ سال بعد تھا۔ کعب کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ قریش کو جمع کر کے وعظ اور پند کیا کرتے اور اپنے فصیح و بلیغ نظموں سے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے ظہور کا مشتاق بناتے تھے۔ منجملہ ان کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

علی غفلة یا تی النبی محمد فیخبر اخبارا صد و قا خبیر ها

ترجمہ: غفلت میں ہی رہ جائیں گے اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آجائیں گے اور ایسی سچی خبریں سنائیں گے جن سے ان کی سچائی کی تصدیق ہوگی۔

آپ کے خاندانی حالات

آپ کے جملہ بزرگ چرخ ولایت وعرفان کے آفتاب برج ہدایت ایمان کے ماہتاب تھے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عبداللہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کی شادی حضرت فاطمہ بنت امام حسن رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔

بقول ابوجعفر محدث رحمۃ اللہ علیہ آپ کی اولاد داخل سادات ہے۔ شیخ ناصر اور ابراہیم تابعین اسحاق اور ابراہیم تبع تابعین سے ہیں۔

واعظ اصغر تک یہ خاندان ملک حجاز میں ہی رہا۔ شیخ مسعود خلفائے عباسیہ کے اصرار سے دارالخلافۃ بغداد شریف میں آکر مقیم ہوئے۔ شیخ سلیمان نے اپنے خاندانی علوم تحصیل کر کے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بغداد کہنہ میں خلافت پائی۔ اس سلسلہ کا نام سری سقطیہ ہے۔

فرخ شاہ کابلی کے حالات

آپ حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بھی جداعلیٰ ہیں۔ یعنی فریدالدین بن شیخ جمال الدین سلیمان بن قاضی شعیب بن محمد احمد بن یوسف بن شیخ محمد بن فرخ شاہ آپ اعاظم وزرائے سلاطین کابل سے تھے۔ مسلمان حکمرانوں میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا ہے، بت خانے منہدم کیے، مسجدیں تعمیر کرائیں، بت پرستوں کو ذلیل اور کفار و مشرکین کو تہ و تیغ کیا۔ سرکش، جوگیوں، رکھیوں کو قتل کیا۔ اس کے بعد آپ نے مختلف ممالک ایران، توران، بدخشان اور خراسان کو مسخر کیا۔ تخت گاہ کابل میں افغانوں اور مغلوں میں زمینداری تقسیم کی اور مستحکم حدود قائم کیے جو اب ۱۳۳۱ء تک حسب حال برقرار ہیں۔ آخر العمر آپ نے امارت ترک فرما کے ایک درّہ

میں جو شہر کابل سے تھوڑے فاصلہ پر تھا۔ عزلت اختیار فرمائی۔ اب وہ درّہ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

شیخ یوسف اپنے والد بزرگوار حضرت فرخ شاہ کابلی کے بعد جانشین ہوئے اور آخر عمر میں انہوں نے بھی سب جاہ وجلال دنیاوی ترک کر دیا اور گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

احمد بن یوسف بن فرخ شاہ نے علاوہ تعلیم خاندانی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت پائی۔ ان کے بعد ان کے فرزند شیخ شعیب خلیفہ وجانشین ہوئے۔ ان کے بعد ان کے فرزند شیخ عبداللہ جانشین ہوئے اور انہوں نے حضرت بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت پائی۔ بعدہ خلافت خاندانی تلاش سہروردیہ یکے بعد دیگرے خاندان ہی میں منتقل ہوتی رہی حتیٰ کہ حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہوئے۔

امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

آپ جامع علوم ظاہر وباطن تھے اپنے والد ماجد کے خلیفہ اتم ہوئے۔ بعدہ، بہت سے مشائخ کبار سے استفادہ کیا، جن کی تعداد قریب (۴۰۰) کے کتب تواریخ میں درج ہے۔ بالآخر آپ بمقام اوچ علاقہ ملتان میں سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں کے خلیفہ اکمل ہوئے اور بلحاظ تقدس مخدوم صاحب نے آپ ہی کو اپنا امام نماز مقرر فرمایا۔

تعمیر قلعہ وبناء شہر سرہند

صحیح لفظ یہ سہرند مرکب (شہر شیر اور رند جنگل) سے تھا۔ کثرت استعمال سے سرہند ہو گیا۔ یہ نام رکھنے کی وجہ تواریخ میں اس طرح لکھی ہے کہ کبھی اس مقام پر ایک وحشت ناک جنگل شیروں کا موطن تھا۔ ایک روز فیروز شاہ خلجی کے عہد میں اس جنگل میں سے عمال شاہی خزانہ کو لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص عارف و صاحب دل تھا۔ اس نے وہاں چشم باطن سے ایک نور تحت الثریٰ سے فوق العرش تک محیط ملاحظہ کیا اور خیال کیا کہ کیا عجب ہے یہاں سے کوئی بزرگ جلیل القدر ظاہر ہوں۔ پس جب یہ صاحب دل دہلی پہنچے تو بادشاہ کے پیر مخدوم جہانیاں سے جو وہاں آئے ہوئے

تھے اس کا تذکرہ کیا ان پران کا بہت بڑا اثر ہوا۔انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بسینہ یہ وصیت چلی آتی ہے کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا جو امام وقت مجدد اسلام اور فیضان ولایت ونبوت سے مالا مال ہوگا اور اولیاء سابقین کی سب نعمتیں اس کو حاصل ہوں گی ۔اس کے ظہور کا مقام آج فلاں جنگل میں معلوم ہوا ہے وہاں کچھ آبادی بھی ہو جائے تو بہتر ہے۔بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو بطور خاص اس کام کی سربراہی کی خدمت سپرد فرمائی ۔وہ فی الفور کئی ہزار آدمی ہمراہ لے کر اس جنگل میں تشریف لے گئے اور ایک مرتفع مقام پسند کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی اور تعمیر میں مصروف ہو گئے مگر جس قدر تعمیر کا حصہ دن کو تیار ہوتا تھا۔ رات کو سب گر جاتا تھا۔ ہر چند اس کا تجسس کیا گیا۔سبب دریافت نہ ہوا بادشاہ کو اطلاع دی۔بادشاہ نے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کرایا،آپ نے اپنے خلیفہ امام نماز رفیع الدین کو جو وزیر موصوف کے برادر خرد تھے۔اس کام کی سربراہی کیلئے مامور فرمایا اور وہاں کی قطبیت اور ولایت دیکر روانہ کیا۔انہوں نے برسر موقع پہنچ کر اپنے نور باطن سے اس کا سبب دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا کہ شاہی پیادوں نے شاہ شرف بوعلی قلندر کو بیگار میں پکڑ کر کام میں لگا رکھا ہے وہ رات کو اثر ڈال کر کل عمارت گرا دیتے ہیں۔آپ نے قلندر صاحب سے بہت معذرت کی اور ان کا اعزاز کیا تو قلندر صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کے بلوانے کیلئے ایسا کرتا تھا۔اب اللہ نے آپ کو ایک وحید امت کی ولادت کیلئے یہاں بھیجا ہے جو تمام روئے زمین سے کفروشرک کی ظلمت کو دور کرے گا پھر ان دونوں صاحبوں نے مل کر ۷۶۰ھ میں بسم اللہ کہہ کر قلعہ کی بنیاد رکھ دی جو تھوڑی مدت میں تیار ہو گیا شہر آباد اور پر رونق ہوا۔

سرہند مگو کہ رشک چین است   خلد یست بریں کہ برزمین است

سرہند شریف میں شاہجہان بادشاہ نے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی اولاد کا مرید اور نہایت معتقد تھا۔۱۰۴۴ھ میں ایک عالیشان محل اور باغ تعمیر کرایا۔۱۰۷۷ھ تک شہر کی آبادی اور ترقی رہی ۔ بعد میں جب سلطان اورنگزیب تسخیر ممالک دکن میں مصروف ہو گیا۔ یہاں سکھوں نے موقع پر شہر کو لوٹ مار کر کے اجاڑ دیا۔شہر سرہند کا یہ خراب،تاریخ ویرانی ہے۔اب کچھ کچھ آبادی باقی ہے۔

یہ شہر دہلی کے شمال ومغرب میں ۳۷ فرسنگ اور لاہور سے بجانب مشرق ۳۴ فرسنگ اور کابل سے ۱۲۵ فرسنگ واقع ہے۔

آپ کے والد ماجد اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت

قدوۃ العارفین مخدوم عبدالاحد قدس سرہ آپ کے والد ماجد اور پیر طریقت ہیں نے عین عالم شباب میں آپ کو جاذبہ الہیٰ وعشق خداوندی سے حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ چشتی کی خدمت میں پہنچایا۔ ان سے بیعت کی تلقین اذکار اوراد پائے۔ آپ کے آستانہ عالیہ پر قیام کر کے کسب سلوک کی درخواست کی۔ شیخ نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلے آپ علوم دینیہ حاصل کریں۔ بعد میں اس علم کے حاصل کرنے کیلئے کمر ہمت باندھیں تو مناسب ہے کہ درویش بے علم مثل طعام بے نمک کے ہے۔ تب آپ نے عرض کیا مجھے اپنی زیست کا اعتبار نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کا وقت ابھی بہت دور ہے۔ اللہ پاک کو آپ سے ایک خاص کام لینا ہے۔ آپ کی پیشانی میں ایک ولی بر حق کا نور جلوہ گر ہے۔ اس کا ظہور ہونا ضروری ہے اگر میں زندہ رہا تو اس کو وسیلہ قرب الہیٰ گردانوں گا۔ اس کے بعد آپ نے شیخ کی کبرسنی کی طرف خیال کیا۔ فوراً ہی شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں خود تمہارے علوم دینیہ کی تکمیل کرنے کے وقت تک بقید حیات نہ رہا تو ہمارا صاحبزادہ موجود ہے۔ آپ یہ مصرعہ پڑھتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے۔ ع

صبر ے کنیم تا کرم او ر چہا کند

آپ تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہونے نہ پائے تھے کہ شیخ کے وصال کی خبر ملی بہت حسرت وافسوس کیا۔ پھر بعد تکمیل تحصیل علم آپ مختلف شہروں کی سیاحت کرتے ہوئے کئی سال کے بعد شیخ قدس سرۃ العزیز کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔

جناب مخدوم کی حضرت صاحبزادہ شیخ رکن الدین سے خلافت

صاحبزادہ شیخ رکن الدین قدس سرہٗ العزیز سجادہ نشین کی حضرت شیخ قدس سرہ جناب مخدوم کی تعلیم کے متعلق ہدایت فرما گئے تھے۔ انہوں نے اس کے بموجب آپ کا

کمال اعزاز کیا۔ بہت سے جلد فوائد اور برکات سے بہرہ یاب کر کے ۹۷۹ھ میں آپ کو طریقہ قادریہ اور چشتیہ صابریہ کا خرقہ خلافت عنایت فرمائی۔ فصیح و بلیغ عربی عبارات میں خلافت نامہ عطا کیا۔ اس موقع پر تیمناً اس کے شروع کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے۔

بشری لقد انجز الا قبال ما وعدا　　وكو كب المجد با لا فق العلى صعد ا

ترجمہ منظوم:

بشریٰ ترا کہ دولت واقبال رو نمود　　انجاز وعدہ کرد ور نقابے ز رخ کشود

در آسمان رخصتے شمے بر آمدہ　　نورے ازاں بتافتہ اندر جہاں نمود

جناب مخدوم کی حضرت شاہ کمال کیتلی قادری سے خلافت

شاہ صاحب اکثر قصبہ پائل میں سرہند شریف سے جو چار فرسنگ پر ہے، مقیم رہتے تھے۔ حضرت مخدوم نے وہیں ان کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوک طریقہ قادریہ طے کیا اور فوائد و برکات بالخصوص نسبت فردیت حاصل کی۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے شاہ صاحب کی نسبت اپنی کتاب مبدء ومعاد میں الفاظ صاحب جذبات قویہ وخوارق عظیمہ تحریر فرمائے ہیں۔ آپ بحالت جذبہ رات دن جنگل و بیابانوں میں پھرا کرتے تھے۔ جب رات ہو جاتی تھی اکثر صحرا لق ودق میں شہر ظاہر ہو جاتا۔ آپ وہاں چلے جاتے۔ اس شہر کے باشندے آپ کی خدمت کرتے۔ کھلاتے پلاتے، آرام سے رکھتے۔ جب صبح ہوتی وہ شہر نظروں سے غائب اور باشندے ندارد ہو جاتے۔

جناب مخدوم کا بعض شیوخ سے استفادہ

آپ نے کابل سے بنگالہ تک سیاحت فرمائی۔ شہر رہتاس میں حضرت شیخ الہ داد سے اور جونپور میں حضرت سید علی قوام نظامی اور دیگر مشائخ کرام سے استفادہ فرمایا۔

جناب مخدوم کی خوارق وکرامات

اکثر آدمی آپ سے فرماتے تھے کہ ہم نے آپ سے مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ یا بغداد

شریف میں ملاقات کی تھی۔ آپ انکسار کر کے فرماتے ۔ بھائی میں تو وہاں کبھی نہیں گیا۔
ایک مرتبہ کا واقع ہے کہ رات کو کوئی شخص اتفاقاً آپ کے حجرہ میں چلا گیا اور آپ کے ہر عضو کو علیحدہ علیحدہ پڑا ہوا پایا۔ باہر نکلا اوروں سے بیان کیا۔ لوگ اندر گئے دیکھا تو آپ کو ذکر و شغل میں مصروف زیب مسند پایا۔ آپ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا ذکر کسی سے نہ آنے پائے۔

جناب مخدوم صاحب کی تصانیف

علم شریعت وطریقت میں کئی رسالے آپ کے تصنیف ہیں۔ ان میں سے اسرار شہد اور کنوز الحقائق مشہور ہیں۔ ان کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ اسرار و حقائق آپ ان میں لکھے ہیں سب الہامی ہیں۔

جناب مخدم کے عقائد اور ان کی تعلیم

آپ اصولاً وفروعاً حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے متبع اور انہیں کے عقائد کے مقلد تھے اور ان کے کلام کے حقائق اور اسرار کے بیان میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ کتاب تصوف میں سے عوارف المعارف وفصوص الحکم اور مواقع النجوم و دیگر تصانیف شیخ نہایت ہی عمدگی سے آپ پڑھاتے تھے۔ مسئلہ وحدۃ الوجود کی تفہیم وجودی طریقہ سے کرتے اور فرماتے تھے کہ ہمارا حال ومشرب یہ ہے جو کچھ نظر آرہا ہے۔ واحد حقیقی ہے کہ بعنوان کثرت نمودار ہوا ہے اور اپنے شیخ گنگوہی علیہ الرحمۃ کا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ اس عالم میں رؤیت ومشاہدہ حق سبحانہ تعالیٰ سے خواہ وہ بچشم تر ہو یا سر بلا ایقان فائدہ نہیں۔ آپ سے حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ایقان کے معنی دریافت کئے تو فرمایا کہ ''اتحاد'' یعنی شاہد ومشہود میں اعتباری اثنتیت بھی باقی نہ رہے۔

آپ ارشاد فرماتے تھے کہ امور خلاف شرع اور بدعات سے مجھ کو دلی نفرت ہے کسی درویش کو جب خلاف شرع پاتا ہوں۔ اس کی صحبت ترک کر دیتا ہوں۔ جب مجھ پر کسی امر کا انکشاف ہوتا ہے تو قرآن وحدیث وشاہد عدول کے روبرو اس کو پیش کرتا ہوں۔ اگر ان سے مطابقت ہو جاتی ہے تو قبول کر لیتا ہوں ورنہ رد کر دیتا ہوں۔

جناب مخدوم کے مریدین وتلامذہ

آپ کے ہزاروں مرید اور صد ہا شاگرد تھے۔ علم شریعت اور طریقت کی تعلیم جاری تھی۔ قدوۃ المشائخ شیخ میرک لاہوری مصنف وسفینۃ الاولیاء وغیرہ استاد ظاہر وباطن شاہزادہ دارالشکوہ آپ کے مرید اور تلمیذ تھے۔ بعض اوقات لوگوں سے ایسے ایسے اسرار ومعارف عالیہ بیان فرماتے تھے کہ بڑے بڑے علماء فحول اس کے سمجھنے میں حیران وششدر رہ جاتے اور بہت ہی غور وخوض کے بعد سمجھتے تھے۔

جناب مخدوم کی وفات

جب آپ کا اخیر وقت ہوا۔ آپ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا۔ ''بات وہی ہے جو شیخ بزرگوار (شیخ عبدالقدوس) نے فرمائی تھی۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز حاضر تھے۔ انہوں نے آپ سے دریافت فرمایا کہ حضور وہ کیا بات ہے۔ فرمایا حقیقت حق سبحانہ تعالیٰ ہستی مطلق ہے لیکن لباس کو نیہ مجوبوں کی آنکھ پر ڈال کر انہیں دور ومہجور رکھتا ہے'' آپ نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ فرمایا بس تمہیں یہی وصیت کرتا ہوں اور میں محبت اہلبیت میں سرشار ہوں اور نعمت کے دریا میں مستغرق ہوں۔

تاریخ ۱۷ رجب ۱۰۰۷ھ بعمر ۸۰ سال وصال فرمایا۔ مزار شریف سرہند میں بجانب شمال ایک میل پر واقع ہے۔

جناب مخدوم کی اولاد

آپ کی شادی ایک بزرگ زادی سے بمقام سکندن جواب ضلع بلند شہر میں ایک قصبہ ہے، ہوئی تھی۔ ان کی بطن سے سات صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱) شیخ شاہ محمد: انہوں نے حضرت مخدوم سے ظاہری وباطنی تعلیم وخلافت پائی۔

(۲) شیخ مسعود: یہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مرید ہوئے۔

(۳) آپ کا نام اور کوئی کیفیت معلوم نہ ہو سکی۔

(۴) شیخ احمد (امام ربانی) آپ کے حالات جو ہر دوم میں مفصل مندرج ہیں۔

(۵) شیخ غلام محمد: شیخ فوادو: دونوں صاحبوں کے حالات مکتوبات شریف جلد اول میں مندرج ہیں۔

(۶) آپ کا نام و کیفیت معلوم نہ ہو سکی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسرا جواہر

آپ کی نسبت اولیاءِ سابقین کی بشارتیں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

چنانچہ روضہ قیومیہ میں دیگر کتب معتبرہ سے منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرما رہے تھے۔ یکا یک ایک نور آسمان سے ظاہر ہوا اس سے تمام عالم منور ہو گیا اور القا ہوا کہ آپ سے پانچ سو سال کے بعد جب کہ عالم میں شرک و بدعت پھیل جائے گی۔ ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا۔ وہ دنیا سے شرک والحاد کے نام کو نابود کرے گا۔ دین محمدی کو نئے سرے سے تازگی بخشے گا۔ اس کی صحبت کیمیائے سعادت ہوگی۔ اس کے صاحبزادے اور خلفاء بارگاہ حدیث کے صدر نشین ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے خرقہ خاص کو اپنے کمالات سے مملو کر کے اپنے صاحبزادہ سید تاج الدین عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے تفویض کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب ان بزرگ کا ظہور ہو یہ ان کے حوالہ کرنا اس وقت سے صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں وہ خرقہ یکے بعد دیگرا اسی طرح سپرد ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ ۱۰۱۳ھ میں حضرت پیران پیر آپ کے پوتے سید شاہ سکندر قادری نے آپ کے حوالہ کیا۔ جس کا مفصل بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

مقامات شیخ الاسلام احمد جام قدس سرہٗ العزیز میں مذکور ہے کہ شیخ قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا۔ ''میرے بعد سترہ آدمی میرے ہم نام پیدا ہونگے اس سب سے آخر کے صاحب جو مجھ سے (۴۰۰) سال بعد پیدا ہونگے سب سے افضل ہوں گے''۔

شیخ کے فرزند شیخ ظہور الدین قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ ''اخیر عمر تک میرے باپ کے ہاتھ پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی تھی میں نے ان سے عرض کیا کہ اکثر مشائخ کبار کے حالات کتابوں میں مرقوم ہیں۔ مگر آپ کے حالات سب سے ممتاز ہیں۔ آپ نے فرمایا اب سے چار سو سال بعد ایک بزرگ میرا ہم نام پیدا ہوگا اس کے حالات مجھ سے کہیں افضل اور مثل اصحاب کبار ہوں گے''۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

نفحات الانس میں مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ بالا نقل کیا ہے اور شیخ کی سن وفات ۶۰۰ھ تحریر کی ہے چونکہ حضرت امام ربانی کا ظہور ۱۰۰۰ھ میں ہوا جو زمانہ شیخ سے پورے چار سو سال بعد ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں۔

حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت داؤد قیصری رحمۃ اللہ علیہ شارح فصوص الحکم مقدمہ قیصری کی دوسری فصل میں لکھتے ہیں کہ ہر ایک اسم اور کوکب کا دورہ ہزار سال کا ہوتا ہے۔ چنانچہ اولوالعزم نبیوں کی شریعت کا زمانہ بھی ہزار سال کا ہے اس امت میں بھی ہزار سال بعد ایک نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم پیدا ہوگا وہ دین کی اصلاح اور درستی کرے گا۔

حضرت خلیل اللہ بدخشی رحمۃ اللہ علیہ کا الہام

مقامات شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ شیخ نے ایک روز فرمایا۔ سبحان اللہ سلسلہ خواجگان نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونے والے ہیں ان سے شرف ملاقات نہ ہوسکنے کا مجھے افسوس ہوگا۔ انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمٰن بدخشی کو دیا جو ۱۰۲۲ھ المقدس میں آپ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ اس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر ان کیلئے دعا فرمائی اور کہا کہ شیخ خلیل اللہ کا مقام کبار اولیاء امت میں نظر آتا ہے۔

دیگر مشائخ کرام کے الہام

حضرت شیخ سلیم چشتی اور شیخ نظام نارنولی اور شیخ عبداللہ سہروردی اکابر اولیاء ہندوستان کی خدمات میں لوگ آ آ کر اکبر بادشاہ کی بددینی اور گمراہی کی شکایت کر کے ترقی اسلام کی دعا کے لئے خواستگار ہوا کرتے تھے۔ یہ اولیاء وقت جب توجہ باطنی فرماتے تو الہام ہوتا کہ عنقریب ایک امام وقت مجدد اسلام کا ظہور ہوگا وہ سب بددینی اور

ضلالت کو دفع فرمائے گا اور قیامت تک اس کا نور باقی رہے گا۔

شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

جناب مخدوم کی بیعت کے وقت شیخ نے فرمایا تھا کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے اس سے شرق وغرب روشن ہونگے۔ بدعت وضلالت دور ہوگی۔ میں اگر اس وقت تک زندہ رہا تو اس کو وسیلہ قرب الٰہی گردانوں گا۔

ارکان سلطنت کی خوابیں

ارکان سلطنت اکبری شیخ سلطان اور خان اعظم اور مدارم المہام سید صدر جہان نے چند خوابیں اس بارے میں دیکھیں۔ ان کی تعبیر کے لئے حضرت شیخ جلال کبیر الاولیاء کی خدمت میں عرض کرایا تو انہوں نے ارشاد فرمایا۔ سرہند سے جو نور کا ظہور دیکھا ہے۔ وہ کسی ولی برحق کی ولادت ہے اور بگولوں کا دور ہونا اور بچھوؤں کا مارا جانا کفر وبدعت کا دور ہونا ہے۔

حضرت مخدوم کا کشف

حضرت مخدوم عبد الاحد قدس سرہ العزیز آپ کے والد ماجد نے ایک روز مراقبہ میں دیکھا کہ عالم میں تاریکی پھیل گئی ہے۔ خوک وبندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ایک نور ان کے سینہ سے نکلا جس سے جہان روشن ہوگیا اور برق خاطف نے نکل کر سب درندوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک تخت پر کوئی بزرگ مسند نشین ہیں۔ اس کی چاروں طرف بہت سے نورانی آدمی اور ملائک مؤدب کھڑے ہیں۔ ملحدوں، زندیقوں، ظالموں اور جابروں کو لا لا کر ان کے حضور میں پیش کر کے بکریوں کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔ منادی ندا دے رہا ہے۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا. (ترجمہ) ''حق آیا اور باطل پامال ہوا''۔ آپ نے یہ واقعہ حضرت شاہ کمال کیتلی سے عرض کیا۔ آپ نے توجہ الی اللہ کر کے فرمایا کہ آپ کے ایک فرزند گرامی جو افضل اولیاء امت ہوگا پیدا ہوگا۔ اس کے نور سے شرک وبدعت تاریکی دور اور دین محمدی کو روشنی اور فروغ حاصل ہوگا۔

اکبر بادشاہ پر ایک جعلی کتاب کا نزول اور مجدد اسلام کی ضرورت

اکبر بادشاہ کے عہد میں جس قدر کفر والحاد کو فروغ اور شرح اسلام کو ضعف اور انحطاط ہو گیا تھا محتاج بیان نہیں۔ دربار کا آداب سجدہ تھا اور بادشاہی کا مہر تج جلّ جلا له ماا کبر شا نه تھا۔ وزیر ابوالفضل نے ایک کتاب بادشاہ کو لا کر دی اور کہا کہ آسمان سے آپ کے واسطے فرشتہ لایا ہے تاکہ آپ اس پر عمل کریں۔

یہ قدرت ہے کہ بے ابوالفضل مردک　　فرشتے نے نہ پائی راہ شہ تک
کتاب اتری تو ایسی لغو مہمل　　کہ ہر ایک قطرہ بے معنی ومعضل

چنانچہ اس کتاب میں ایک آیت بھی تھی یَاایُّھَاالْبَشَرُ لَا تَذْبَحِ الْبَقَرَ وَ اِنْ تَذْبَحِ الْبَقَرَ فَمَاوَاکَ السَّعَرُ. (ترجمہ) اے بشر تو گائے کو ذبح مت کر اور جو تو کرے گا تو ٹھکانہ تیرا جہنم میں ہوگا۔

شخصی طاقتیں بادشاہی کے مقابلہ سے عاجز تھیں۔ امداد غیبی کا ہر کس وناکس کو انتظار تھا اور امام وقت مجدد اسلام کے ظہور کے لئے سب چشم براہ تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت کا بیان

منقول ہے کہ ۱۰ محرم ۹۷۱ھ شب جمعہ کو ایک نور عالم تاب آسمان سے ظاہر ہوا اور تمام خلقت نے مشاہدہ کیا۔ اسی تاریخ میں آپ نے شکم صادر بزرگوار میں قرار پکڑا۔ عالم میں سرسبزی کے آثار نمودار ہوئے۔ ارکان دین استوار ہوئے۔ زمین وآسمان میں غلغلہ شادمانی بلند ہوا اور خطہ ہند اس اعزاز سے ارجمند ہوا۔

بعد گزرنے مدت حمل ۹ ماہ ۴ روز اس آفتاب نے بوقت مسعود شب جمعہ کو تاریخ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ برج حمل سے مطلع شہر سرہند میں طلوع پایا اور اپنے انوار جہان آراء سے عالم وعالمیان کو منور کیا ہر گل پر نور تھا اور ہر شگوفہ وبوٹا رشک طور تھا۔

اثنائے ولادت کے واقعات

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت آٹھ واقعے پیش ہوئے۔ جن کی تفصیل روضہ قیومیہ میں یہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱)..... کل اولیاء امت نے جمع ہو کر آپ کی والدہ ماجدہ کو مبارکباد دی اور آپ کے مدارج عالیہ بیان کئے۔

(۲)...... آپ کے والد ماجد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو دیکھا کہ تشریف لا کر آپ کے کانوں میں اذان وتکبیر کہی اور آپ کے مدارج بیان فرمائے۔

(۳)..... آپ کے والد ماجد نے انبیاء مرسلین اور اولیاء کاملین اور ملائک مقربین کو مع ستر ہزار علم سبز دیکھا اور آپ کے فضائل بیان کرتے ہوئے سنا۔

(۴)..... شیخ عبدالعزیز خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ العزیز آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ملائکہ کا ہجوم ہے اور سب آپ کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔

(۵).... شیخ ابوالحسن چشتی قدس سرہ آپ کی ولادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ آپ نے دیکھا کہ تمام انبیاء اور اولیاء جمع ہیں۔ ایک بزرگ نے ممبر پر چڑھ کر بیان کیا کہ جس قدر کمالات اس وقت تک علیحدہ علیحدہ اور اولیاء کو دیئے تھے۔ آپ کو اس کا مجموعہ عطا کیا گیا۔

(۶).... آپ کی ولادت سے ایک ہفتہ قبل تک مزمار و مزامیر سب باجے بیکار رہے۔ بہت سے قوالوں مطربوں اربابِ نشاط نے حیرت زدہ ہو کر توبہ کی۔

(۷)..... کشف سے آپ کے فضائل اور مقامات عالی منکشف ہوئے۔ اسی بناء پر آپ کے ظہور کے بعد اس وقت تک کے باقی ماندہ اولیاء نے آپ کی طرف رجوع کیا۔

(۸)..... آپ کی ولادت کے دن اکبر بادشاہ کا تخت اوندھا ہو گیا۔ ہر چند سیدھا کیا گیا مگر سیدھا نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا۔ ہیبت زدہ ہو کر معبروں سے بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر دی کہ کسی بزرگ کے ظہور سے آپ کے آئین میں تزلزل واقع ہو گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپ کا علم شریعت

آپ کے اپنے والد ماجد سے استفادہ

ابتداء آپ نے کلام اللہ شریف حفظ کرنا شروع کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ حافظ ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنے والد ماجد سے علم ظاہر کی تحصیل شروع کی۔ ابواب فتح وکشائش آپ پر مفتوح ہو گئے۔ تحقیق کا مادہ پیدا تھا۔ مسائل مشکلہ بآسانی حل فرمانے لگے۔ چند ہی روز میں درسی علوم کتب ضروریہ کے درس سے آپ فارغ ہو گئے۔ دلکش عبارات میں بعض کتب پر حاشیے تحریر فرمائے۔

آپ کے دیگر اساتذہ اور طریقہ کبرویہ کی اجازت

بعدہ دیگر علماء فحول مولانا کمال کشمیری سے سیالکوٹ جا کر عضدی وغیرہ چند کتب مشکلہ کا مطالعہ فرمایا۔ کشمیر میں شیخ یعقوب صرفی سے جو قطب وقت شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے۔ آپ نے کتب احادیث سنا کر سند حدیث واجازت طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل فرمائی۔

قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ شیخ المحدثین ابن فہد سے جو بالآخر آپ کے مرید ہوئے خلافت پائی۔ تفسیر واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی اور تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاء اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ مشکوٰۃ المصابیح وترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر وقصیدۂ بردہ اور حدیث مسلسل بالاولیت کی اجازت حاصل فرمائی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے اور بشارت ہوئی کہ آپ طبقہ محدثین میں داخل کیے گئے۔ اس کے بعد آپ مسند ہدایت پر متمکن ہوئے۔ مختلف ممالک سے صدہا طلباء جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ رات دن درس وتدریس کا مشغلہ تھا۔ حلقہ حدیث وتفسیر گرم رہتا تھا۔ بہت لوگ فارغ التحصیل ہوئے۔

ایک دو مرتبہ آپ کا دارالخلافہ اکبرآباد بھی جانا ہوا۔ ابوالفضل وفیضی سے ملاقات ہوئی۔ ان کو راہ راست پر لانے کیلئے تلقین فرمائی۔ بعدہ واپس وطن مالوف ہوئے۔

سند مصافحہ

آپ نے حاجی عبدالرحمٰن بدخشی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا۔ انہوں نے حافظ سلطان ادھمی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شیخ سعید معمّن حبشی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ان میں سے ایک صاحب جن ہیں۔

آپ کا علم طریقت

آپ کا اپنے والد ماجد سے خلافت پانا

اولاً آپ اپنے والد ماجد حضرت مخدوم عبدالاحد قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے اور آپ نے ان کی صحبت کیمیا خاصیت کو لازم پکڑا۔ ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوئے اور انہوں نے ۱۰۱۵ سال میں آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

دیگر کمالات اور نسبت فردیت

آپ نے حضرت مخدوم ان کے مختصر علوم تعلیم کتب تصوف، عوارف المعارف اور فصوص الحکم حاصل فرمائی اور نسبت فردیت وتوفیق عبادات جوان کو ان کے شیوخ سے پہنچی تھی، حاصل فرمائی۔ چنانچہ اس کو آپ نے اپنی کتاب مبدء معاد میں ذکر فرمایا ہے کہ اس درویش کو دولت نسبت فردیت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی جو ان کو ایک بزرگ قوی الجذب، کثیر الکرامات (یعنی شاہ کمال کیتلی قادری) سے حاصل ہوئے۔ نیز اس درویش کو توفیق عبادات نافلہ کی امداد بھی اپنے والد ماجد سے ہی پہنچی۔ جو ان کو ان کے چشتیہ طریق کے شیوخ سے حاصل ہوئی تھی۔

آپ کے والد ماجد کا طریقہ نقشبندیہ کی توصیف کرنا

حضرت مخدوم قدس سرہ نے طریقہ نقشبندیہ کے جو فضائل اپنے بزرگوں سے سنے اور کتب میں دیکھے تھے کہ ان بادیہ کی شاہراہ اور اس دائرہ کا مرکز طائفہ علیہ نقشبندیہ کے ہاتھ آیا ہے۔ یہ ملک اس طریقہ کے بزرگواروں سے خالی ہے اور افسوس ہے کہ ہم کو

اس سلسلہ علیہ سے استفادہ کا موقع نہ مل سکا۔

افضلیت طریقہ نقشبندیہ

طریقت کے اصول میں یہ بات داخل ہے کہ مرید اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے ورنہ فیض سے محروم رہتا ہے اس سلسلہ کے پیر اعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ علیہ ہیں جن کی شان یہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق۔ پس آپ کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنے سے شریعت اور طریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس طریقہ کے تمامی اصول وفروغ میں اتباع سنت واجتناب بدعت بدرجہ کامل ہے یعنی اصحاب کبار کا سالباس ہے۔ انہیں کی سی معاشرت، ویسے ہی اذکار رواشغال۔ وہی محاسبہ نفس اور ہر دم کی خصوری وہی آداب شیخ ویسی ہی کم ریاضتی اور فیضان کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم۔ نہ اس میں چلہ کشی ہے نہ ذکر بالجہر، نہ سماع بالمزامیر، نہ قبور پر روشنی نہ غلاف وچادر اندازی، نہ ہجوم عورات نہ سجدہ تعظیمی، نہ سر کا جھکانا، نہ بوسہ دینا، نہ توحید وجودی ودعوی انا الحق وہمہ اوست نہ مریدوں کو پیروں کی قدم بوسی کی اجازت، نہ مرید عورتوں کی ان کے پیروں سے بے پردگی۔

نظم:

کیا سلسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے ۔۔۔ جو نقشبند ہے وہ یقین حق پسند ہے
جس کو حصول سلسلہ نقشبند ہے ۔۔۔ واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے
طالب کو استواری ایمان ہے نصیب ۔۔۔ جس کے سبب سے مرتبہ اس کا دوچند ہے
جو لانگہ شریعت غرا میں دیکھئے ۔۔۔ کس زور کس قیام سے ان کا سمند ہے
ایوان معرفت کی ترقی کے واسطے ۔۔۔ سب سے سوا رسائے میں ان کے کمند ہے

آپ کا سفر دہلی اور حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نیازمندی

ہمیشہ سے آپ کو حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق تھا۔ اس لئے آپ ہمیشہ بے چین و بے آرام رہتے تھے کیونکہ آپ کے والد ماجد سن رسیدہ ہو گئے تھے۔ بوجہ ان کی خدمت کے آپ ان کی مفارقت گوارا نہ کر سکتے تھے جب آپ دہلی پہنچے۔ مولانا حسن کشمیری سے جو آپ کے دوستوں اور حضرت خواجہ باقی باللہ کے مخلصوں میں سے تھے۔ ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے خواجہ صاحب کے کمالات

کا اظہار کر کے ملاقات کرنے کے لئے تحریک کی اور بیان کیا کہ حضرت خواجہ صاحب اس سلسلہ نقشبندیہ میں فرد ویگانہ ہیں اور ہر چہار طرف دور دراز تک آپ کی نظیر نہیں۔ آپ کی ایک نظر میں وہ فیض طالبوں کو حاصل ہوتا جو اور طریقوں میں بہت سے چلوں اور شاقہ ریاضت سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ چونکہ آپ نے اپنے والد ماجد سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ واکابر سلسلہ کے حالات سے اور کتابوں میں دیکھے تھے اور اس نسبت کی قابلیت واستعداد آپ بوجہ اتم رکھتے تھے۔ آپ مولانا کے ہمراہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب کی یہ عادت نہ تھی کہ کسی سے کوئی اپنی خواہش ظاہر فرماتے۔ البتہ آپ سے حضرت خواجہ صاحب نے خلاف عادت خانقاہ شریف میں چند روز قیام کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ نے ایک ہفتہ قیام کا وعدہ کیا لیکن رفتہ رفتہ ایک ماہ دو ہفتہ کی نوبت پہنچ گئی۔

طریقہ نقشبندیہ میں آپ کی بیعت اور قلب کا جاری ہونا

ابھی دو روز بھی نہ گزرے تھے کہ آثار تصرف و کشش حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نمودار ہوئی اور آپ پر شوق انابت واخذ طریقہ خواجگان علیہ الرحمۃ نے غلبہ کیا یہاں تک کہ آپ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کے لئے درخواست کی۔ بمجر د عرض کرنے کے بلا استخارہ (خلاف عادت) حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو خلوت میں طلب فرما کر مرید کیا۔ ذکر قلبی تعلیم فرمایا۔ فوراً آپ کا دل ذاکر ہو گیا اور آلام وحلاوت ذکر قلبی والتذاذ تمام حاصل ہوا۔ یوماً فیوماً ترقیات عالیہ عروجات متعالیہ ظاہر ہوتے رہے۔

حضرت خواجہ کا خاص واقعات آپ سے ظاہر فرمانا

بعد چند روز کے جب خواجہؒ نے آپ کے اندر آثار رشد وارشاد واستعداد کامل معائنہ کئے۔ خلوت میں آپ سے وہ حالات اور واقعات بیان فرمائے جو آپ پر کئی سال پیشتر گزرے تھے۔

(۱)۔۔۔۔ مرشدی حضرت خواجہ محمد آدم مکنگی قدس سرہ العزیز نے جب احقر سے ارشاد فرمایا کہ ہندوستان جاؤ وہاں تم سے اس سلسلہ شریفہ کا رواج ہوگا۔ میں نے چونکہ اپنے آپ کو

اس کے لائق نہ پایا۔تواضع کرنے لگا۔آپ نے مجھے استخارہ کرنے کے لئے ارشادفرمایا جب ارشاداستخارہ کیاتوایک طوطی کوایک شاخ پر بیٹھے ہوئے دیکھامیں نے اپنے دل میں یہ خیال کیاکہ اگر یہ طوطی میرے ہاتھ پرآ بیٹھےتواس سفرمیں کشائش حاصل ہوگی۔بمجرداس خیال کے وہ طوطی میرے ہاتھ پرآ بیٹھی اورمیں نے اپنالعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اس نے میرے منہ میں شکرڈالی۔صبح کومیں نے یہ واقعہ حضرت کی خدمت میں بیان کیا۔آپ نے ارشادفرمایا۔طوطی ہندوستان کاپرندہ ہے۔پس تمہارے دامن تربیت سے ایک ایسا شخص نکلے گاکہ عالم اس کے نورسے منورہوگااوراس سے تمہیں فائدہ پہنچے گا۔میں اس واقعہ کوآپ کے حال پرمنطبق پاتاہوں۔

(۲)..... جب ہم تمہارے شہرسرہند پہنچے تھےتوخواب میں دیکھاتھاکہ میں ایک قطب کے جوارمیں اتراہوں مجھے اس کاحلیہ بھی بتایاگیا۔میں صبح کوشہرکے گوشہ نشینوں اور درویشوں کی تلاش میں نکلااورجن جن درویشوں کودیکھانہ وہ آثارپائے اورنہ کسی میں علامات قطبیت ظاہرہوئیں۔میں نے کہاشایداس شہرکاکوئی اورشخص اس امرکی قابلیت رکھتاہوجوآئندہ ظاہرہوجب سے میں نے تم کودیکھاحلیہ اس کے موافق پایااوراس کی قابلیت بھی میں نے تمہارے اندرمعائنہ کی۔

(۳)..... میں نے دیکھاکہ ایک بہت بڑاچراغ میں نے روشن کیااوراس کی روشنی ساعت بساعت بڑھتی گئی اورلوگوں نے اس سے بہت سے چراغ روشن کئے جب میں سرہند کے قُرب وجوارمیں پہنچاتودشت وبیابان میں بہت سی مشعلیں روشن دیکھیں۔اس واقعہ کوبھی میں تمہارے حالات سے متعلق سمجھتاہوں۔بالجملہ ان دوتین ماہ کے اندرجوکچھ آپ کوبمین تربیت خواجہ خواجگان خواجہ بیرنگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے حاصل ہوا۔اس کی تحریروتقریرزیادہ ہےاورقلم قاصرہے۔

آپ کے بعض حالات خودآپ کے قلم سے

آپ نے ایک طالب کی تحریض وترغیب کے لئے جواپناحال بیان کیاہے (وہ تبرکاًلکھاجاتاہے) وَالْقَلِیلُ بَدَلُ عَلَی الْکَثِیرِ . جب اس درویش کواس راہ کی ہوس پیداہوئی توعنایت الٰہی اس کی معین ومددگاررہوئی کہ یہ فقیرولایت پناہ حقیقت آگاہ

ہادی طریق اندراج اَلنِّھَایَتُ فِی الْبِدَایَۃِ وَاِلَی السَّبِیْلِ الْمُوْصِلِ اِلٰی دَرَجَاتِ الْوِلَایَۃِ. مؤید الدین الرضی شیخنا وامامنا محمد الباقی قدس سرہ السامی کی خدمت میں پہنچا جو خلفائے کفار سلسلہ علیہ نقشبندیہ سے ہیں۔

تعلیم ذکر اسم ذات

اول اس درویش کو آپ نے ذکر اسم ذات کی تعلیم کی اور بطریق عادت قدیمہ توجہ کی یہاں تک کہ فقیر کے قلب میں التزاذ تمام پیدا ہوا اور کمال شوق و اشتیاق سے گریہ وزاری کرنے لگا۔

مدہوشی وفناء

ایک روز کے بعد بحالت بے خودی ایک دریائے محیط اور صور و اشکال عالم اس دریا کے سایہ میں نمودار ہوئے۔ رفتہ رفتہ اس کیفیت بے خودی نے اور بھی غلبہ کیا۔ کبھی ایک پہر تک رہتی اور کبھی دو پہر اور کبھی تمام شب۔ میں نے اپنے خواجہ صاحب کی خدمت میں یہ کیفیت بیان کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم کو ایک قسم کی فناء حاصل ہوئی ہے۔

موج آبی محو سکر است و فنا ست　　　موج خاکی وہم وفہم وفکر ماست

مقام ظلال وفناء و الفناء

اس کے بعد آپ نے ذکر کرنے سے منع کر دیا لیکن موجودہ ذکر کی نگاہ داشت کے لئے ارشاد فرمایا۔ پھر دو روز کے بعد مجھے فناء مصطلح حاصل ہوئی تو میں نے خدمت والا میں کیفیت عرض کی ارشاد فرمایا کہ تمام عالم کو ایک دیکھتے رہو اور واحد و متصل پاتے ہو یا نہیں۔ میں نے عرض کی ایک پاتا ہوں۔ فرمایا فنائے فنا میں یہ بات معتبر ہے کہ باوجود اتصال ابدان بے شعوری حاصل ہوئی اس رات مجھ پر بھی کیفیت گزری تھی۔ وہ سب میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی اور کہا میں اپنے علم کو نسبت حق سبحانہ وتعالیٰ اب حضوری میں پاتا ہوں۔

مرتبہ علمی

اس کے بعد ایک نور سیاہ رنگ کا ظاہر ہوا جو تمام اشیاء کو محیط تھا میں نے اس کی کیفیت

بھی عرض کی تو ارشاد فرمایا کہ انبساط جو اس نور میں دکھلائی دیتا ہے۔ علم الٰہی ہے کہ بواسطہ تعلق ذات حق سبحانہ ان اشیاء کے ساتھ جو بالا و پستی میں واقع ہیں۔ منبسط ہے لہٰذا انبساط کی بھی نفی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد اس نور منبسط میں انقباض ظاہر ہوا اور تنگ ہونے لگا حتیٰ کہ صرف ایک نقطہ کے برابر رہ گیا۔

مقام حیرت وحضور نقشبندیہ

فرمایا اس نقطہ کی بھی نفی کرنی چاہئے اور حیرت میں آنا چاہئے۔ میں نے ایسا ہی کیا چنانچہ وہ نقطہ بھی زائل ہو گیا اور حیرت ظاہر ہوئی کہ اس مقام پر خود بخود شہود حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ میں نے یہ کیفیت عرض خدمت کی تو فرمایا یہی حضور نقشبندیہ ہے اور نیت نقشبندیہ عبادت اسی حضور و آگاہی سے ہے اور اس حضور کو حضور غیبت بھی کہتے ہیں۔ یہی مقام اندراج النہایۃ فی البدایۃ کا ہے۔ اس طریق میں طالب کو بمجرد اخذ نیت یہ مقام حاصل ہوتا ہے اور دوسرے طریقوں میں کسی کو اگر کچھ حاصل ہوتا ہے تو بڑے کسب وریاضت اور محنت ومجاہدہ سے اس فقیر کو یہ مقام ابتدائے تعلیم ذکر سے اندروں دو ماہ چند روز حاصل ہو گیا۔

مقام فناء حقیقی وشرح صدر

اس کے بعد پھر ایک روز فناء حاصل ہوئی۔ جسے فناء حقیقی کہتے ہیں اور دل میں اس قدر وسعت پیدا ہو گئی کہ تمام عالم عرش سے فرش تک اس کے پہلو میں رائی کے دانہ کے برابر دکھائی دینے لگا۔

مقام حق الیقین وجمع الجمع

اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو اور ہر ہر فرد عالم کو بلکہ ہر ہر ذرہ کو حق دیکھا۔

ہر ذرہ کہ دیدیم جمال تو بدید   ہر جا کہ رسیدیم سر کوئے تو دیدیم

اس کے بعد ہر ذرہ عالم کو الگ الگ اپنا عین دیکھا اور اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کو اس قدر منبسط اور وسیع پایا کہ تمام عالم بلکہ ایسے ایسے کئی عالم اس میں سما جائیں اور میں نے اپنے آپ کو اور ہر ذرہ کو ایک نور منبسط پایا کہ اشکال وصور عالم اس میں مضمحل مثل

لاشے کے پاء ہیں۔اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو بلکہ ہر ذرہ کومقوم جمیع عالم پایا۔ جب میں نے یہ کیفیت حضرت خواجہؒ کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا۔توحید میں مرتبہ حق الیقین ہی ہے اور جمیع الجمیع عبارت اسی مقام سے ہے۔اس کے بعد صور واشکال عالم کو جیسا کہ اول میں نے حق پایا۔اس وقت موہوم پایا اور نہایت حیرت پیدا ہوئی اور اس وقت مجھ کو فصوص الحکم کی عبارت جو میں نے حضرت والد ماجد سے سنی تھی یاد آئی اور فی الجملہ تسکین بخش اضطراب ہوئی۔

هُوَ هٰذَا اِنْ شِئتَ قُلْتَ اِنَّهُ اىْ الْعَالَمَ حَقٌّ وَاِنْ شِئتَ قُلْتَ اِنَّهُ خَلْقٌ وَاِنْ شِئتَ قُلْتَ اِنَّهُ حَقٌّ مِنْ وَجْهٍ وَخَلْقٌ مِنْ وَجْهٍ وَاِنْ شِئتَ قُلْتَ بِالْحَيْرَةِ بَعْدَ التَّمِيْذِ بِكُنْهِما.

ترجمہ:۔تو چاہتا ہے کہ تو کہہ کہ عالم ہے یا کہہ عالم حق ہے یا کسی اعتبار سے حق اور کسی اعتبار سے خلق یا امتیاز کر دونوں میں کہ یہ بہترین مرتبہ ہے۔

نظم:

وحدت مطلق میں جان خلق وخدا ایک ہے دیکھنا توحید ہے بولنا ترکِ ادب
پر ہے حقیقی دوئی عالم وحق میں ضرور اس کے سوا احمد نہ زنہار لب
صوفیہ کا یاد رکھ قائدۂ کلیہ خلق نہ ہوجائے حق عبد نہ ہوجائے رب

مرتبہ فرق بعد الجمع

بعدہٗ میں نے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔ارشاد فرمایا: ابھی تمہارا حضور صاف نہیں ہوا۔تم اپنے کام میں مشغول رہو۔یہاں تک کہ موجود وموہوم کے درمیان تم پر تمیز ظاہر ہو جائے۔میں نے فصوص الحکم کی وہ عبادت جو مشعر بعدم تمیز ہے۔پڑھ کر سنائی۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ نے جو لکھا ہے وہ مرتبہ کمال کا حال نہیں ہے کیونکہ عدم نے آپ کی توجہ سے کامل دوروز میں موجود اور موہوم کے درمیان تمیز ظاہر کردی۔یہاں تک کہ میں نے موجود حقیقی کو موہوم خیال سے ممتاز فرمایا اور صفات وافعال کو بھی موہوم محض پایا اور خارج میں بجز ایک ذات موجود کے اور کچھ نہ دیکھا۔

ذکر کن مذکور تا گردد عیاں نے کہ آں ذکرے کہ باشد بر زباں

جب یہ حالت میں نے عرض خدمت کی تو ارشاد ہوا کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور انتہا یہیں تک ہے۔ اس مقام کو مشائخ طریقت نے مرتبہ تکمیل کہا ہے۔ انتہیٰ کلامہ الشریف۔

نسبت مرادیت ومحبوبیت

الحاصل آپ نے دقائق علیہ دواردات مرضیہ واحوال شریفہ بہت ہی تھوڑی مدت میں حاصل فرمائے جو اور سالکوں کو برسوں میں بھی حاصل نہیں ہو سکتے۔

حضرت خواجہؒ صاحب نے اس کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ آپ میں نسبت محبوبیت ومرادیت ہے اور اس نسبت والوں کو بمقابلہ مریدیت ومحبیت کی نسبت والوں کو بلا محنت ومشقت بہت جلد سلوک طے ہوتا ہے۔

آپ کو حضرت خواجہؒ سے خلافت

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بارگاہ حق سبحانہ تعالیٰ میں آپ جیسے قابل طالب اور لائق مرید کے تربیت پانے اور درجہ کمال تک پہنچنے کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے کمالات اور حالات کے محامد اور تعریف وتوصیف کر کے نیک ساعت میں خلعت خلافت سے آپ کو سرفرازی بخشی اور آپ کے وطن مالوف سرہند شریف کی طرف مرخص فرمایا۔ آپ بموجب ارشاد پیر بزرگوار تربیت طالبین اور ہدایت سالکین میں مشغول ہوئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں صدہا طالبوں کو معارف پناہ خدا آگاہ کر دیا۔

آپ کے شیوخ اور سلاسل

آپ نے پانچ مرشدوں سے فیض پایا اور خلافت حاصل کی۔

(۱)..... حضرت شیخ یعقوب صرخی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ۔ ان سے آپ نے سوائے تحصیل علم ظاہری طریقہ کبرویہ سہروردیہ میں خلافت بھی پائی، شجرہ حسب ذیل ہے۔

یعقوب صرخی، کمال الدین حسین خوارزمی، حاجی محمد خیوشانی، شاہ بندواری، رشید الدین، امیر عبداللہ، خواجہ اسحاق جیلانی، سید علی ہمدانی، شیخ محمود مرادقانی، علاؤ الدین سمنانی، شیخ عبداللہ مغربی، شیخ احمد جورقانی، شیخ علی الاعلیٰ، شیخ مجد الدین بغدادی، شیخ نجم الدین کبریٰ۔

(۲)..... حضرت حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزی۔ ان سے آپ نے

مصافحہ کیا اور انہوں نے اپنے شیوخ سے پس سند مصافحہ حسب ذیل ہے۔

حاجی عبدالرحمٰن بدخشی کابلی معروف بہ حاجی رمزیؒ، حافظ سلطان ادھمی معمر ۱۱۰ سال، شیخ محمود، شیخ سعید معن حبشی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم۔

(نوٹ) ان میں سے ایک صاحب جن ہیں۔

(۳)...... حضرت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے والد ماجد ان سے پندرہ طریقوں میں آپ نے خلافت پائی۔ شجرات حسب ذیل ہیں۔

(1)........ سلسلہ فاروقیہ: یہ آپ کا جدید سلسلہ ہے اس کا شجر بعینہ آپ کا نسبی شجرہ مذکورہ جوہر اول ہے۔

(2)...... سلسلہ سری سقطیہ: یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کی سترہویں پشت کے دادا خواجہ سلمان بن مسعود نے حضرت سری سقطی خلیفہ حضرت معرف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی ہے۔ اور ان کا شجرہ مشہور ہے۔

(3)....... سلسلہ سہروردیہ شہابیہ: یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے۔ اس میں آپ کی بارہویں پشت کے دادا حضرت شیخ احمد بن یوسف نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سے خلافت پائی ہے اور ان کا شجرہ مشہور ہے۔

(4)...... سلسلہ سہروردیہ بہائیہ: یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کے گیارہویں پشت کے دادا حضرت شعیب بن احمد نے بہاؤالدین زکریا ملتانی سے خلافت پائی ہے اور وہ شیخ الشیوخ کے خلیفہ تھے۔

(5)..... سلسلہ سہروردیہ و چشتیہ جلالیہ: یہ بھی کسی قدر تفاوت سے آپ کا جدید سلسلہ ہے اس میں آپ کی پانچویں پشت کے دادا حضرت امام رفیع الدین بانی قلعہ سرہند نے حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں سے خلافت پائی ہے اور وہ خاندان سہروردیہ میں حضرت شیخ رکن الدین نبیرہ حضرت زکریا ملتانی کے اور خاندان چشتیہ میں حضرت چراغ دہلوی خلیفہ حضرت محبوب الٰہی کے خلیفہ تھے۔

(6)..... سلسلہ قادریہ جدید حسنیہ یعنی شیخ عبدالاحد، شیخ رکن الدین، امیر سید ابراہیم ایرجی قادری، سید شاہ احمد جیلی قادری، سید شاہ موسیٰ قادری، سید شاہ محمد محسن، سید شاہ ابونصر، سید شاہ ابوصالح، سید شاہ عبدالرزاق تاج الدین، حضرت غوث پاک سید ابوصالح،

سید عبداللہ جیلی، سید یحییٰ زاہد رشید محمد، سید داؤد، سید موسیٰ الثانی، سید عبداللہ، سید موسیٰ الجون، سید عبداللہ المحض، سید حسن مثنیٰ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت امام علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔

(7)..... سلسلہ قلندریہ یعنی بعد نام شیخ رکن الدین، شیخ عبدالقدوس، شیخ عبدالسلام جونپوری، شاہ محمد قطب الدین بنیادل، سید نجم الدین قلندر، سید خضر رومی، عبدالعزیز مکی صحابی، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(8)...... سلسلہ چشتیہ صابریہ: بعد نام شیخ عبدالقدوس کے، شیخ محمد، شیخ احمد عارف، شیخ عبدالحق، شیخ جلال الدین پانی پتی، شمس الدین ترک، مخدوم سید علی احمد صابر، بابا فریدالدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین، خواجہ خواجگان سید معین الدین، شیخ عثمان ہارونی وحاجی شریف زندنی، قطب الدین مودود، ناصر الدین ابو یوسف، ابو محمد، ابو احمد ابدال، ابو موسیٰ شامی، ممشاد علو دینوری، امین الدین ہبیرہ بصری، ید الدین حذیفہ مرعشی، سلطان ابراہیم، فضیل بن عیاض، عبدالواحد بن زید، شیخ حسن بصری، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(9)...... سلسلہ چشتیہ نظامیہ گیسودرازیہ: بعد نام شیخ عبدالقدوس کے شیخ درویش محمد بن قاسم لودھی، شیخ ابن حکم اودھی، سید صدر الدین، سید محمد گیسودراز، خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، شیخ نظام الدین محبوب الٰہی، تا بابا فرید مذکور۔ الخ

(10)۔۔۔۔۔سلسلہ چشتیہ نظامیہ صدریہ: بعد نام شیخ درویش محمد، شیخ سعد اللہ، شیخ فتح اللہ، شیخ صدر الدین طیب، چراغ دہلوی مذکور۔ الخ

(11)۔۔۔۔سلسلہ چشتیہ نظامیہ جلالیہ: بعد نام شیخ درویش محمد کے سید بڈھن، سید اجمل بھڑائچی، سید جلال مخدوم جہانیاں، چراغ دہلوی مذکور۔ الخ

(12)..... سلسلہ قادریہ جلالیہ: بعد نام مخدوم جہانیاں کے، عبید غیبی، ابوالقاسم فاضل، ابوالمکارم محمد فاضل، محمد قطب الدین، شمس الدین علی الافلح، شمس الدین حداد، حضرت غوث پاک، شیخ ابو سعید، محمد فاضل، محمد قطب الدین، شمس الدین علی الافلح، شمس الدین حداد، حضرت عبدالقادر جیلانی، شیخ ابوسعید شیخ ابوالحسن، شیخ ابوالفرح، شیخ ابوالفضل عبدالواحد، شیخ ابوبکر شبلی، شیخ ابوالقاسم جنید، سری سقطیؒ، معروف کرخی، امام رضا، امام کاظم، امام صادق،

امام محمد صادق، امام محمد باقر، امام سجاد، امام حسین، امام حسن، حضرت امام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(13)..... سلسلہ کبرویہ جلالیہ: بعد نام مخدوم جہانیاں کے، سید حمید الدین سمرقندی، شیخ شمس الدین، شیخ عطایا خالدی، شیخ احمد بابا کمال خجندی، شیخ نجم الدین کبریٰ مذکور۔ الخ

(14) سلسلہ سہروردیہ جلالیہ: بعد نام مخدوم جہانیاں کے، شیخ رکن الدین، شیخ صدر الدین، شیخ بہاء الدین زکریا، شیخ الشیوخ شہاب الدین، شیخ ابوالنجیب، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ ابوسعید مذکور۔ الخ۔

(15)....... سلسلہ مداریہ: بعد نام سید اجمل کے، شاہ بدیع الدین قطب مدار، شیخ طیفور شامی، شاہ عین الدین شامی، شاہ یمین الدین شامی، عبداللہ علم بردار، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا حضرت علی کرم وجہہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(16)....... حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ان سے طریقہ نقشبندیہ میں آپ نے خلافت پائی۔ شجرہ یہ ہے کہ حضرات خواجہ باقی باللہ، خواجہ امکنگی، خواجہ درویش محمد، خواجہ محمد زاہد، خواجہ یعقوب چرخی، خواجہ علاؤالدین عطار، خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند، خواجہ سید امیر کلال، خواجہ باباسماسی، خواجہ علی عزیزان امتنی، خواجہ محمود انجیر فغنوی، خواجہ عارف ریوگری، خواجہ عبد الخالق عجدوانی، خواجہ یوسف ہمدانی، خواجہ ابوعلی فارمدی، خواجہ ابوالحسن خرقانی، خواجہ بایزید بسطامی، حضرت امام جعفر صادق، حضرت قاسم بن محمد، حضرت سلمان فارسی، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

واضح ہو کہ یہ شجرہ اویسی ہے کہ اس میں حضرت بایزید کے بعد حضرت ابوالحسن کا نام ہے۔ حالانکہ دونوں میں باہم ملاقات جسمانی نہیں ہوسکی۔ دوسرا شجرہ متصلہ یہ ہے۔ اس میں بعد نام شیخ ابوعلی فارمدی کے، ابوالقاسم گرگانی، ابوعثمان مغربی، ابوعلی کاتب، ابوعلی، ابوالقاسم قشیری، ابوعلی دقاق، ابوالقاسم نصیرآبادی، ابوبکر شبلی، شیخ جنید، سری سقطی، معروف کرخی ہے۔ الخ

(17).... حضرت سید شاہ سکندر ران سے آپ نے خرقہ خاص حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور طریقہ قادریہ جدیہ میں خلافت پائی۔ شجرہ حسب ذیل ہے۔

سید شاہ سکندر، سید شاہ کمال، سید شاہ فضیل، سید گدا رحمٰن ثانی، سید شمس الدین،

عارف، سید ابوالفضل، سید گرارحمٰن اول، سید شمس الدین صحرائی، سید شاہ عقیل، سید شاہ بہاءالدین، سید شاہ عبدالوہاب، سید شاہ شرف الدین، سید شاہ عبدالرزاق، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانہ رحمۃ اللہ علیہ بعدہ سلسلہ جدیہ حسینیہ مذکورہ۔ الخ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیسرا جواہر

حضرت مجددؒ کے مخصوص کمالات اور اخلاق اعمال کے بیان میں آپ کے مخصوص کمالات

جو جو کمالات عالیہ اور مدارج مخصوصہ خدائے پاک نے آپ کو عطا فرمائے۔ زبان قلم اس کے بیان سے عاجز اور قلم تحریر سے قاصر ہے۔ بطور مشت ممنونہ از خروارے کچھ مختصر خاصے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

☆ آپ مجدد الف ثانی یعنی دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے ہیں۔
☆ آپ قیوم اول یعنی آپ کی ذات بابرکات باعث قیام وعالمیان ہے۔
☆ آپ کو خزینۃ الرحمۃ کے خطاب سے سرفرازی بخشی گئی۔
☆ آپ کو مرتبہ فردیت عطا ہوا۔
☆ آپ مجموعہ قطب مدار (باعث بقائے عالم جان) وقطب ارشاد (باعث بقائے ایمان عالم) ہیں۔
☆ آپ کے ہی سلسلہ میں قیامت تک قطب مدار وارشاد ہوا کریں گے۔
☆ آپ کو مقام محبوبیت ذاتیہ خرقہ عطا کیا گیا۔
☆ آپ (صلہ) یعنی بندوں کو خدا سے ملانے والے ہیں۔
☆ آپ کو ضمنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصالت کرامت عطا ہوئی۔
☆ آپ کو علم لدنی عطا کیا گیا۔
☆ آپ پر گزشتہ وآئندہ حالات منکشف ہوئے (جو کہ آپ کی کرامت ہے،)

آپ کی کرامتیں

اگر کسی پیغمبر یا نبی سے کوئی بات خلاف عادت ظہور میں آئے تو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اولیاء امت سے ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے ورنہ استدراج۔ انبیاء علیہم السلام کو معجزات اس لئے عطا کئے گئے کہ کفار پر ہیبت ہو اور وہ ایمان لاویں اور اولیاء کو اس لئے کرامت سرفراز ہوئی کہ فاسق فاجر توبہ کریں اور راہ راست پر آویں۔ مگر

کرامت کے ظہور اور عدم ظہور سے مدارج بزرگی میں کم وبیشی لازم نہیں آتی ۔ ظاہر ہے کہ اصحاب کبار کے مرتبہ کو بڑے سے بڑا کوئی ولی نہیں پہنچ سکتا اور ان سے بمقابلہ اولیاء اللہ کے خوارق بہت کم ظاہر ہوئے ۔ آپ سے بیشمار کرامات ظاہر ہوئیں ۔ بعض نے سات سو اور بعض نے اس سے زیادہ فراہم کی ہیں لیکن میں صرف چند کرامات کے بیان پر اکتفاء کرتا ہوں ۔

☆...... زبدۃ المقامات میں مذکور ہے کہ آپ کے ایک خادم نے بیان فرمایا کہ آنجناب نے اس حقیر پر ایک مرتبہ ایسی توجہ فرمائی کہ میں اس کے اثرات کو اگر چوب خشک پر ڈالوں تو یقین ہے کہ زمانہ آخیر ہے ۔ شر و فساد کا معدن اور خیر و برکات سے خالی ۔ مرضی الٰہی انوار و اسرار کی عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتی ۔ میں اس کے اظہار سے معذور ہوں ۔ واضح ہو کہ اسی توجہ کی برکات اس وقت تک سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں میں باقی ہیں جس کے وہ احیاء قلوب مردہ فرماتے ہیں ۔ مثنوی

ہیں کہ اسرافیل وقتند اولیاء　　　مردہ رازیشاں حیات ست ونما
اندروں اولیاء کاں نغمہاست　　　طالبان روا حیات بے بہاست
جانہائے مردہ اندر گورتن　　　برجہد ز آواز شاں اندر کفن
صل یارب علی شمس الہدیٰ　　　اَلنَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی بَدْرِ الدُّجیٰ

آپ کے کرامات عالیہ کا ذرا اختصار سے کیا جاتا ہے ۔

☆...... آپ کا دین اور اتباع شرع متین احیاء کتاب وسنت استیصال شرک وبدعت ۔

بود اسرار خدا چوں وحی ناب　　　صاعد و نازل بقلب آنجناب
علم وہبی لدنی بوالعجب　　　دائما نازل زساق عرش رب

☆...... آپ کے مرید مولانا یوسف کو جانکندنی کا وقت پیش آیا ۔ ان کا سلوک کچھ باقی تھا ۔ آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فوراً طے کرادیا ۔

☆...... چونکہ آپ کے فیض سے بہت سے اہل قبور بھی مستفید ہو کر ولی ہو گئے ۔ ایک شخص نے دم اخیر یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ آپ کی خدمت میں لے جا کر پیش کرنا جب جنازہ لایا گیا ۔ آپ نے توجہ دی ۔ مردہ کا دل جاری ہو گیا ۔ اسی شب اس کے اقرباء نے اس کی کیفیت کو خواب میں دیکھا ۔

☆...... مولانا محمد ہاشم کشمی نے غائبانہ آپ کی شہرت سن کر ایک خط ملک دکن سے آپ کی خدمت میں لکھا۔ آپ نے اس کو ملاحظہ فرما کے ارشاد فرمایا کہ اس سے نور ولایت ظاہر ہوتا ہے۔ چند روز میں مولانا حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے اور خلافت پائی۔

☆...... جہانگیر بادشاہ اور شاہجہان شاہزادہ کی باہم نزاع واقع ہوئی اور نوبت مقابلہ کی پہنچی۔ فقراء وقت نے بالاتفاق شہزادہ کو مبارکباد فتحیابی کی دی مگر آپ نے فرمایا۔ معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ بالآخر وہی نتیجہ ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔

☆...... بادشاہ کا ایک امیر پر سخت عتاب ہوا اور وہ لاہور سے دہلی اس لئے طلب کیا گیا کہ ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر مرواڈالا جائے۔ اثنائے راہ میں جب وہ سرہند شریف پہنچا۔ آپ سے خواہان امداد ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی جب وہ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بجائے عتاب کے خلعت سے سرفراز فرمایا۔

☆...... آپ آخر عمر اجمیر شریف میں مقیم اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے موردعنایت تھے۔ رمضان شریف میں نمازیوں کو بسبب تنگی مسجد وموسم بارش نماز تراویح میں سخت تکلیف ہونے لگی۔ آپ نے دعا فرمائی۔ پس جب تک کلام اللہ ختم نہ ہوگیا۔ بارش نہ ہوئی۔

☆...... اسی مسجد کی ایک دیوار نہایت خمیدہ تھی۔ لوگ اندیشہ ناک ہوئے۔ آپ نے فرمایا مطمئن رہو۔ ابھی نہیں گرے گی جب آپ اجمیر شریف سے واپس ہوئے شہر سے باہر ہوتے ہی گرگئی۔

☆...... شب برأت کو آپ پر ظاہر کردیا گیا کہ اسی سال آپ کا وصال ہوگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

☆...... آپ نے اپنے وصال سے پہلے اپنی حیات کے ایام باقیہ ظاہر فرمائے تھے جس کے بعد وفات کی تصدیق ہوگئی۔

☆...... آپ نے اپنے وصال سے ایک روز قبل کل حال وفات کے متعلق حتیٰ کہ وقت تک معین کردیا تھا۔ ویسا ہی ہوا۔

☆...... ہزاروں کافر آپ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔

☆...... حضرت شیخ آدم بنوری قدس سرہ العزیز کو صرف تین روز میں کامل سلوک طے

کرا کے خلافت عطا فرمائی۔

☆...... ایک بنگالی درویش نے آپ سے طریقہ حاصل کیا جب اس پر جذبہ تو یہ وارد ہوا سر برہنہ جنگل کو چلا گیا۔

☆...... ایک سوداگر پر آپ نے توجہ فرمائی۔ پہلی ہی مرتبہ میں وہ مدہوش اور مجذوب ہو کر گھر بار سے دست بردار ہو گیا۔ دوسری مرتبہ جب آپ نے توجہ دی تو ہوش میں آ کر سالک ہو گیا۔

☆...... ایک جذامی آپ کی خدمت میں دعا صحت کیلئے حاضر ہوا۔ آپ نے ایک ہی مرتبہ اس کی طرف توجہ فرمائی۔ فی الفور اچھا ہو گیا۔

☆...... ایک مرتبہ آپ نے موسم گرما میں سفر فرمایا۔ راہ میں ہوا نہایت گرم چلی۔ خادموں نے دعا بارش کے لئے عرض کیا۔ آپ نے دعا کی۔ فوراً ابر محیط ہو گیا اور برسنے لگا۔

☆...... ایک طالب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسبب منازعت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کدورت رکھتا تھا۔ اس نے آپ کے مکتوبات شریف میں لکھا دیکھا کہ امام مالک کے نزدیک اصحاب کبار کے منکر کی ایک ہی سزا ہے۔ خواہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرے یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اس پر وہ طالب علم معترض ہوا۔ اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے اس کو حضرت امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ خبردار ان مکتوبات پر اعتراض نہ کرنا اور جنگ باہمی کے اسرار کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتے۔

☆...... ایک بزرگ خواجہ جمال الدین آپ کی خدمت میں استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تیرا دل عورت میں منہمک ہے جب تک تو اس سے پاک نہ ہو جائے۔ کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس کی تصدیق کر کے توبہ کی۔ فوراً برکات ظاہر ہونے لگیں۔

☆...... ایک درویش نے آپ سے خدا کی راہ دریافت کی۔ آپ نے ایک روٹی کا ٹکڑا اس کو کھلا دیا۔ فوراً فیض باطنی کا دروازہ اس پر کھل گیا۔

آپ کے متفرق حالات

چند ہی عرصہ میں آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہو گیا۔ مور و ملخ کی طرح خلقت کا

ہجوم ہوا۔ ہر ملک میں آپ کے خلفاء پہنچ گئے۔ رات دن بازار ہدایت گرم ہوا۔ فرمانروایان ایران، توران، بدخشان نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ بادشاہ ہند کے لشکر میں بھی شیخ بدیع الدین آپ کے نامور خلیفہ مشغول توجہ تھے۔ ہزار ہا آدمی ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ اکثر ارکان دولت نے شدہ شدہ یہ خبر آصف خاں وزیر اعظم کو جو شیعی المذہب تھا، پہنچی اور وہ پہلے سے حضرت کے حالات سنے ہوئے تھا کہ آپ کو مذاہب باطلہ کی تردید سے خاص دلچسپی ہے ایک رسالہ ردروافض بھی تحریر فرمایا ہے۔ اس کو شیخ بدیع الدین کا لشکر میں قیام اور کسب کے طریقہ کی اشاعت بہت ناگوار ہوئی اور شب و روز موقع کی جستجو میں تھا کہ ایک روز بادشاہ کو تنہا پا کر عرض کیا کہ حضور سرہند کے ایک مشائخ زادہ نے جو علوم غربیہ میں ماہر ہے اور اس نے مختلف درویشوں سے خلافت پائی ہے۔ دعوئ مجددیت کا کیا ہے۔ صدہا آدمی اس نے خلیفہ کر کے ملک در ملک بھیج دیئے ہیں۔ ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمی اس کے خلفاء کے مرید ہوگئے ہیں۔ کئی بادشاہ ممالک غیر حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے۔ ہمارے لشکر میں بھی اس کا ایک خلیفہ مقیم ہے۔ اکثر امراء سلطانی، خانخاناں، دریا خاں، مرتضٰی خاں وغیرہ اس کے مرید حلقہ بگوش ہوگئے۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس نے ایک لاکھ سوار مسلح اور بے شمار پیادہ تیار کئے ہیں۔ خوف ہے کہ غفلت میں کوئی شکل ظہور پذیر نہ ہو جائے جس قدر اس کے معتقدین ہیں۔ اول کا دور دراز فاصلہ پر تبادلہ کر دیا جائے تو ہر ایک کا انتظام آئندہ ہو سکے گا۔ بادشاہ کو وزیر کی رائے پسند آئی اور دوسرے روز ہی علی الصباح دربار خاص منعقد کر کے خانخاناں کو ملک دکن کی صوبہ داری پر اور سید صدر جہاں کو ملک بنگال کو صوبہ داری پر اور خانخاناں کو ملک مالوہ کی صوبہ داری پر مہابت خاں کو کابل کی صوبہ داری پر اور اسی طرح سے چار سو حکام کو جو آپ کے معتقد خاص تھے دور دراز ملکوں کا حاکم بنا کر بھیج دیا جب ان کے مقامات متبدلہ پر پہنچنے کی اطلاع وصول ہوگئی تو بادشاہ نے ایک فرمان حضرت کے نام جس میں آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کر کے آپ کو معہ جملہ مریدین و معتقدین دعوت دی گئی تھی۔ ذریعہ حاکم سرہند روانہ کیا اور حاکم موصوف کو تاکید کی کہ خود حاضر ہو کر پیشکش کرے۔

وہاں وہ انتظام ہو رہا تھا اور یہاں روزانہ حضرت اقدس تمام واقعات بادشاہی اپنے خدام کے روبرو بیان فرماتے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک روز ارشاد فرمایا کہ وَ مَا مِنْ

نَّبِي اِلَّآ اُوْذِیَ یعنی کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کو راہ خدا میں تکلیف نہ ہوئی ہو۔

وَمَامِنْ وَلِیٍّ اِلَّآ وَ ابْتُلِیَ یعنی کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کو بلاؤں میں نہ رکھا گیا ہو۔ وَالْبَلَآءُ بِقَدْرِ الْوِلَاءِ یعنی بلا بقدر محبت آتی ہے پھر فرمایا کہ ہمارے حالات اور اعمال کو اولیاء اللہ کے حالات اور اعمال سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے۔ اور بغیر جلال کی سیر کے سلوک پورا نہیں ہو سکتا اور اب مرضی الٰہی ایسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ ہم کو ایسی سیر کرائی جائے کہ حاکم سرہند حکم شاہی لیکر حاضر ہوا۔ آپ نے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد سعید اور حضرت خواجہ محمد معصوم کو کوہستان کی طرف رخصت کیا اور اہل عیال کو دلاسا دے کر مع حاضر الوقت مریدین لشکر سلطانی کی طرف راہی ہوئے۔

جب لشکر میں پہنچے اعزاز واحترام کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا اور آپ ان خیموں میں جو پہلے سے آپ کے لئے استادہ تھے، مقیم ہوئے۔

جب آپ کو بادشاہ کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا تو آئین دربار کے بموجب نہ آپ نے سلام کیا اور نہ سجدہ۔ تو بادشاہ کے ندیموں نے آپ کو اشارہ سے سمجھایا۔ آپ نے بآواز بلند فرمایا کہ اس وقت تک یہ پیشانی غیر اللہ کے لئے نہیں جھکی اور نہ آئندہ امید ہے۔

بادشاہ پر اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا اور خوفزدہ ہو کر وزیر سے مشورہ کیا کہ واقعی بڑا بے باک شخص ہے اس کو دربار سے اس طرح جانے نہ دیا جائے ورنہ خوف فساد وفتنہ ہے۔ وزیر نے رائے دی کہ ان کو اگر بالفعل قلعہ گوالیار میں نظر بند رکھا جائے تو مناسب ہے آپ کو مع ہمراہین قلعہ میں بھیج دیا گیا۔

ہر چند کہ آپ کے مریدین ہزارہا آدمی ایک ہفتہ میں آمادہ مقابلہ ہو گئے تھے اور مہابت خاں مع افواج ماتحت کابل سے روانہ ہو کر کئی منزل تک آ گیا تھا مگر یہ نامہ نامی اور صحیفہ گرامی پہنچتے ہی باز رہا۔

ایک روز آپ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ اب ہمارے کبر جلال الٰہی پوری ہو گئی اور بہت جلد یہاں سے روانگی ہو گی۔ قلعہ کے تمام عمال آپ کے گرویدہ اور معتقد حلقہ بگوش ہو گئے تھے۔

سب کو یہ حال معلوم کر کے آپ کی مفارقت کا اثر ہوا۔ یہاں یہ کیفیت تھی اور

وہاں بادشاہ کو ایک روز کسی نے عالم بیدار میں سے تخت سے زمین پر پھینک دیا وہ ہیبت زدہ ہو کر بیمار ہو گیا تھا۔ ہر چند معالجے ہوتے تھے کوئی فائدہ نہ تھا ایک روز خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ تو نے مجدد امام وقت کی بے عزتی کی ہے تو جس عذاب الٰہی میں گرفتار ہے بغیر اس کی دعا کے رفع نہ ہوگا۔ اگر تم کو اپنی اور بادشاہت کی خیر مدنظر ہے تو اس کی طرف رجوع کر بادشاہ نے خواب سے بیدار ہوتے ہی آپ کی رہائی کا حکم جاری کیا اور آپکی وجہ سے کل ہندوستان کے قیدیوں کو رہا کیا اور ایک عرضداشت اپنے ندیموں کے ہاتھ سے حضرت کی خدمت میں متضمن استدعا کی۔ بہ معافی خطا روانہ کر کے قدیم میمنت لزوم سے مشرف ہونے کی استدعا کی۔

جب ہوا دبدبہ شان مجدد کا ظہور — تہلک مچ گیا ایوان جہانگیری میں
ہو کے شرمندہ شہ ہند خطا سے اپنی — مدتوں غرق رہا ورطہ دلگیری میں

آپ نے اس کے جواب میں کچھ شرائط پیش کیے۔ بادشاہ نے سب منظور کر لئے۔ آپ وہاں سے واپسی میں تین روز سرہند شریف ٹھہرے۔ ہزاروں مخلوق آرزوئے قدم بوسی میں چلی آ رہی تھی۔ سب آپ کے جمال باکمال سے مشرف ہوئے۔ پھر آپ عازم لشکر بادشاہی ہوئے۔ آپ محل شاہی میں تشریف لے گئے۔ آپ نے دعا شروع فرمائی اور بادشاہ کو حکم دیا کہ اپنی خطا کو یاد کر کے روتا رہے۔ بہت جلد بادشاہ کو صحت ہوگئی۔ آپ کے قدموں پر گر گیا۔ سلسلہ طریقت میں داخل ہوا اور احکام شرعی جاری کیے۔

(۱) سجدہ دربار بالکل موقوف کر دیا گیا۔
(۲) گاؤکشی میں آزادی دی گئی گوشت برسر بازار بکنا شروع ہوا۔
(۳) بادشاہ اور ارکان دولت نے ایک ایک گائے دربار عام کے دروازہ پر اپنے اپنے ہاتھ سے ذبح کی اور کباب تیار ہوئے سب نے کھائے۔
(۴) جہاں جہاں ملک میں مسجدیں شہید کی گئی تھیں دوبارہ تعمیر کی گئیں۔
(۵) دربار عام کے قریب ایک خوشنما مسجد تعمیر ہوئی۔ پنج وقتہ بادشاہ مع امراء اس میں آپ کے پیچھے باجماعت نماز پڑھتے تھے۔
(۶) شہر بہ شہر محتسب شرعی مفتی و قاضی مقرر ہوئے۔
(۷) کفار پر جزیہ مقرر ہوا۔

(۸) جس قدر قانون خلاف شرع جاری تھے سب یک قلم منسوخ کیے گئے۔

(۹) جملہ بدعات اور رسوم جاہلیت مسدود کیے گئے۔

اس کو نئے سرے سے رونق اور دین میں تازگی آئی۔ مسلمانوں کے دل باغ باغ اور کفار کے سینے داغ داغ ہوئے۔

نظم:

ہر طرف ہے سنت نبوی کی دھوم — ہیں مروج چار سو دینی علوم

از فروغ علم تفسیر و حدیث — ہو گیا محبوس شیطان خبیث

ہے بہار سنت نبوی کو جوش — ہے جہاں میں نغمہ دیں کا خروش

جھومتی ہیں ڈالیاں کس شوق میں — مست گل ہیں اور غنچے ذوق میں

پر فضا ہے نگہت باغ نبی ﷺ — پتی پتی سے عیاں ہے تازگی

ہے زباں پر بلبلوں کی مرحبا — اور گلوں کا قہقہہ صلِ علیٰ

اس کے بعد وزیر نے اور اور طرح سے بد دینی کے فتنے رواج دینے کے لئے بہت سی تدابیریں کیں۔ کبھی علامہ سید نور اللہ شوستری مجتہد شیعی کو ایران سے بلا بھیجا کہ بادشاہ کو گمراہ کرے جب وہ اس میں بھی ناکام رہے اور قتل کر دیئے گئے اس کے بعد عام طور پر دین اسلام کا رواج ہوا۔ اسی طرح سے عالمگیر بادشاہ کے عہد تک جو آپ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ کا مرید تھا۔ برابر دین اسلام کو رونق اور تازگی رہی۔ انشاء اللہ قیامت تک آپ کے خلفاء اور مریدین سے احیاء دین ترویج شرع متین ہوتی رہے گی۔

یاالٰہی تا قیامت یہ چمن — پھولتا پھلتا رہے بہر حسن

آپ کا حلیہ شریف

آپ کا قد موزوں اور کامل تھا۔ آپ نازک اندام اور آپ کا رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی تھا۔ آپ کے ناصیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور ہویدا تھا کہ جو قابل دید تھی۔ آپ کے بدن مبارک پر کبھی میل نہ جمتا تھا۔ آپ کے پسینہ میں گرمی ہو یا برسات کسی موسم میں بو نہ آتی تھی، آپ کی پیشانی کشادہ تھی، اس پر سجدہ کا نشان اور پیشانی سے بینی تک ایک سرخ خط کشیدہ تھا جو ہمیشہ چمکتا رہتا تھا۔ آپ کے ابرو سیاہ باریک، کشادہ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل، سفیدی و سیاہی نہایت گہری و آپ کی بینی بلند، لب سرخ،

دہن متوسط، دندان متصل اور درخشاں تھے۔ آپ کی ریش مبارک بانور، شکوہ مربع اور رخسار باریک پر بال متجاوز نہ تھے۔ آپ کے موئے مبارک پر سفیدی غالب تھی۔ ہاتھ کھلے، انگلیاں باریک پاؤں نہایت لطیف پاشنے بہت صاف سینہ فیض گنجینہ پر بالوں کا صرف ایک باریک خط تھا۔ آپ کی کمر بہت پتلی اور نازک تھی۔

آپ کے اخلاق، عادات اور وضع

آپ صبر وشکر علم وتواضع، زہد وورع وقناعت وتسلیم ورضا توکل آپ کے عادات میں داخل تھے۔ جنازہ کے ساتھ مشایعت کرتے۔ بخشائش موتی کے لئے اپنی ہمت صرف فرماتے اور مریضوں کی عیادت فرماتے۔ مسنون دعائیں ان پر دم کرتے دفع مرض کے لئے توجہ مبذول فرماتے اور صدہا ہزارہا آدمی شفا پاتے۔ ایاّم مسنون پنج شنبہ اور شنبہ کو سفر فرمانے کے وقت ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ دوسرے دنوں کو سفر کے لئے نحوست نہ جانتے تھے۔ خلاف شرع جلسوں اور عام دعوتوں میں شرکت نہ فرماتے۔ خاص دعوتوں میں شریک ہوتے۔ اگر کسی موقع پر ذرا بھی آداب شرع آپ سے ترک ہوجاتے۔ آپ بہت استغفار پڑھتے۔ نعمتوں پر صبر اور تکالیف پر شکر کرتے تھے۔ جیسا کہ رفص الخواص کو کرنا چاہئے۔ ہر امر میں آداب سنت ملحوظ اور اجتناب بدعت مدنظر رکھتے ہیں۔ لباس بھی آپ کا بموجب شرع شریف تھا۔ سر پر عمامہ اس کے دونوں سرے شانوں پر چھوٹے ہوئے۔ ایک میں مسواک آویزاں کرتے کے آستین چاک یعنی سلی ہوئی نہ ہوتی تھی پاجامہ ٹخنوں سے اونچا کبھی نصف ساق تک جوتا معمولی۔ ہاتھ میں عصا، کاندھے پر جاءنماز جمعہ اور عیدین میں لباس مسنون زیب تن فرماتے تھے۔

آپ کے شبانہ روز اعمال

آپ ہمیشہ سفر ہو یا حضر موسم گرما ہو یا سرد مابعد نصف شب بیدار ہوتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ الْبُعْثُ وَالنَّشُوْرُ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرِ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ

یَعْدِلُوْنَ. هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلاً وَّاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ. وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَاتَکْسِبُوْنَ ۔

آپ کے آداب بیت الخلا

بعدازاں بیت الخلا کوتشریف لے جاتے۔ پہلے بایاں پیر رکھتے۔ بعداس کے داہنااور یہ دعاپڑھتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ جب بیٹھتے تو بائیں پاؤں پرزور رکھتے۔ بعدفراغت بکلوخ طاق استنجا کرتے۔اس کے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بیت الخلا سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالتے۔

آپ کے آداب وضو

وضوکرنے کورو بقبلہ بیٹھتے اور بلاکسی کی مدد کے وضوکرتے اور آفتابہ بدست چپ رکھتے اورابتداء ہاتھ دھونے میں یہ دعاپڑھتے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی دِیْنِ الْاِ سْلَا مِ الاسلام حَقٌّ وَالْکُفْرُ بَاطِلٌ پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے بعدازاں بائیں پر۔ بعدازاں دونوں ہاتھ جمع کرکے دھوتے اورانگلیوں میں کف دست کی طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اورتین مرتبہ داہنی طرف بعدہ تین مرتبہ بائیں طرف کرتے۔ پھرزبان پرکرتے اوراگرزیادہ کرتے تورعایت وترملحوظ رکھتے اور پہلے داہنی طرف کےاوپر کے دانتوں میں پھرنیچے کے دانتوں میں۔ بعدازاں بائیں طرف اوپر کے دانتوں میں پھرنیچے کے دانتوں میں اور ہروضو میں التزام مسواک رکھتے تھے۔ بعدفراغ مسواک کواکثر خادم کے سپرد کرتے اور وہ اسی کواپنی پگڑی کے بیچ میں رکھ لیتااور آپ کلی کے پانی کودور ڈالتے تھےاوررعایت تثلیث رکھتے تھے۔ بوقت مضمضہ یہ دعاپڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَعَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلٰوةِ حَبِیْبِکَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اورتین دفعہ استنشاق بھی تازہ پانی سے جداجداکرتے اور بوقت استنشاق یہ دعاپڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاَنْتَ مِنِّیْ رَاضٍ اور بعدہ منہ مبارک پرکمال آہستگی وسہولت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اورداہنا ہاتھ داہنے رخسار پراور بایاں ہاتھ

بائیں رخسار پر گزارتے اور داہنے کو بائیں پر مقدم کرتے تاکہ ابتداء داہنے سے ہو اور منہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَاءِ کَ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَعْدَائِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

بعد ازاں داہنے ہاتھ کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ پھیرتے تاکہ قطرہ نہ جائے اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دھوتے اور انگلیوں کی جانب سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْمِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ وَلَا تُحَاسِبْنِیْ حِسَابًا عَسِیْرًا وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

بعد ازاں داہنے ہاتھ سے چلو میں پانی لے کر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے کہ چھینٹیں نہ اڑیں اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیرلاتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ بعد ازاں اسی پانی سے مسح گوش باطن سبابہ پشت گوش نر انگشت سے کرتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَرِقَابَ آبَائِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

بعد ازاں داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر تک دھوتے اور ہر مرتبہ اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے کہ قریب خشک کے ہو جاتا اور اسی طرح سے بایاں پیر دھوتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تَذِلَّ قَدَمِیْ وَقَدَم وَالِدِیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یَوْمَ تَذِلُّ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ فِی النَّارِ بِحُرْمَةِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ۔

اور بعد فراغت وضو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ . وَاجْعَلْنِیْ عَبْدًا شَکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ اَنْ اُذْکُرَکَ کَثِیْرًا وَّیُسَبِّحُکَ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ. تا آخر اور یہ پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِکَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِکَ وَعَافِنِیْ مِنَ الْبَلَاءِ وَاعْصِمْنِیْ مِنَ الْاَحْوَالِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ ۔اور آپ اعضاء وضو کپڑے سے نہ پونچھتے۔

آپ کی نماز تہجد، وتر اور مراقبہ

بعد ازاں پوشاک لطیف ونفیس پہنتے۔ بہ تجمل وو قار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت خفیف گزارتے اور ان دو رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَافَعَلُوْا وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ .اُوْلٰئِکَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ. اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ یہ آیت پڑھتے۔

وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا. وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً اَوْیَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا.

باقی نماز تہجد کو بطول قرات ادا کرتے۔ غالباً دو تین سپارہ قرآن کے پڑھتے تھے۔ اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت میں گزر جاتی۔ اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہوئی جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرما کر سلام پھیرتے۔ پس ازاں دوسری دو رکعتیں بقراءت طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علیٰ ہذا القیاس بعد کی رکعتیں ایک دوسرے سے کم ادا فرماتے۔ بعد ازاں اگر اول شب میں وتر نہ پڑھے ہوتے تو تین وتر پڑھتے۔ اور بعد فاتحہ پہلی رکعت میں سورہ سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں قُلْ یاایھاالکفرون تیسری میں قل ھُوَ اللّٰہ پڑھتے۔ تیسری رکعت میں بعد قُلْ ھُوَاللّٰہُ قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسا کہ حنفیوں کی کتاب میں موجود ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدَ نَافِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنَافِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنَافِیْ مِنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لَنَافِیْ مَا اَعْطَیْتَ. وَقِنَارَبَّنَاشَرَّمَاقَضَیْتَ . اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ .اِنَّہٗ لَایَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّمَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَاوَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ .

اور اگر وتر اول شب میں پڑھ لیا کرتے تو تہجد بارہ رکعت پڑھتے اور کبھی آٹھ اور کبھی دس پر اکتفا فرماتے اور اکثر نماز تہجد میں سورہ یٰسین پڑھتے اور فرماتے کہ اس کی قراءت میں نفع بسیار اور نتائج بیشمار پائے گئے ہیں اور سورہ آلم سجدہ اور سورہ ملک اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بھی پڑھتے تھے اور بعد نماز آخر سورہ آل عمران سے یہ پڑھتے تھے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَۃِ

اور ستر دفعہ استغفر اللہ پڑھتے اور کبھی کبھی یہ آیت کریمہ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَلَہٗ ستر مرتبہ پڑھتے بعدہٗ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سنت سنیہ علی مصدرہ الصلوٰۃ والتحیۃ سو جاتے تا کہ تہجد بین النومین واقع ہو۔

آپ کی نماز فجر

اور قبل صبح کے بیدار ہوتے اور وضو جدید فرما کر سنت گھر پر پڑھتے۔ بعد ازاں بجانب قبلہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے۔ پھر اٹھ کر متوجہ مسجد ہوتے لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا۔ بعد ازاں فجر بجماعت کثیر اول وقت ادا کرتے اور خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے اور بعد ادائے فرض اسی جلسہ میں دس مرتبہ

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ
يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى کُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ

اور سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ بعد ازاں یہ آیت کریمہ تلاوت فرماتے۔ اِلٰهُکُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. وَحٰمٓ تَنْزِيْلُ الْکِتَابِ کو اِلَيْـهِ الْـمَصِيْرُ تک اور آیۃ الکرسی اور یہ آیت فَسُبْحَـانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُـمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُسْبِحُوْنَ کو تُخْرَجُوْنَ تک پھر یمین و یسار قوم کی طرف رجوع ہو کر دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے بعد دعا دونوں ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیرتے۔

آپ کا حلقہ ذکر و توجہ

بعد ازاں آپ مع اصحاب حلقہ ذکر و مراقبہ فرماتے اور شغل باطنی میں تا بلندی آفتاب بقدر یک نیزہ مشغول رہتے۔ حلقہ میں کبھی کبھی حافظ صاحب سے قرآن شریف بھی سنتے۔

آپ کی نماز اشراق، استخارہ، نماز اوابین

بعد میں دو رکعت نماز اشراق پڑھتے۔ اول رکعت میں بعد فاتحہ آیت الکرسی اور سورۂ یٰسین کو تَانُفِخَ فِي الصُّوْرِ. اور دوسری رکعت میں ختم یٰسین تک اور سورۂ الشمس پھر دو رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے۔ کبھی اول رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور کبھی پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور اَلَمْ نَشْرَحْ وَقُلْ يٰاَيُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے اور بعد تشہد درود و استغفار اس طرح پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَا اِلٰہَ اِلَّااَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَاعَبْدُکَ وَاَنَاعَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُکَ مِنْ شَرِّمَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْفَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

بعدہ دعا استخارہ پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُوَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ مَااُرِیْدُ مِنْ اَیِّ عَمَلٍ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃَ اَمْرِیْ اَلْیَومَ فَاقْدِرْہُ لِیْ وِیَسِّرْ ہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ مَااُرِیْدُ مِنْ عَمَلٍ شَرًّالِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِی الْیَوْمَ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَحَیْثُ کَانَ ثُمَّ ارْضِنِیْ بِہٖ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

بوقت شام بعد تمام اوابین یہی دعاء استخارہ پڑھتے اور بجائے اَلْیَوْمَ اللَّیْل پڑھتے اور جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے تو بعض دعوت یومی بعد اشراق پڑھتے۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔

اَصْبَحْنَاوَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُوَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌاَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ خَیْرَمَافِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ فتحہٗ وَنَصْرُہٗ وَنُوْرُہٗ وَبَرَکَتَہٗ وَھُدَاہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّمَافِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ وَشَرِّمَابَعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ لِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْبِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ.

شام کے وقت بجائے الیوم کے اللیل واصبح کے اسی مرتبہ پڑھتے اور تین مرتبہ
اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَاتِ مِنْ شَرِّمَاخَلَقَ اور تین مرتبہ بِسْمِ
اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّمَعَ اسْمِہٖ شَیْ ءٌفِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ
وَھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ . اورسات دفعہ اَللّٰھُمَّ نَبِّئْنِیْ قَبْلَ اَنْ یُّنَبِّیءَ
الْمَوْتُ اورسات دفعہ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ مَرْشَدِیْ وَاَعِذْ نِیْ مِنْ شَرِّ
نَفْسِیْ اورسات دفعہ رَبَّنَالَا تُزِغْ قُلُوْبُنَابَعْدَ اِذْھَدَ یْتَنَاوَھَبْ
لَنَامِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً . اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ . اورسات مرتبہ
یَامُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ قَلِّبْ قُلُوْبَنَا عَلیٰ طَا عَتِکَ اورسات دفعہ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اورسات دفعہ
رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اورسودفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ
وَبِحَمْدِہٖ اورتینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اورتینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور
تینتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اورایک دفعہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا
شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَعَلیٰ کُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ. اور بعض ادعیہ نماز کو بعد نماز اوابین میں پڑھتے اوران
چہار کلمات کو ہر فرض کے بعد موافق اعداد مذکورہ بالا پڑھتے۔

آپ کی خلوت اور صحبت

بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے اور بمقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے اور کبھی کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے اور گاہ گاہ طالبان خدا کو جدا جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ان کا احوال خفیہ اگلا پچھلا خود بہ تفصیل وشرح فرماتے اور کیفیات سے آگاہ فرماتے اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاص ومعارف مکشوفہ بیان فرماتے اور ان کے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القاواعطاء حال کرتے ہیں۔ بارہا ایسا اتفاق ہوتا کہ جس وقت طالب کوئی معرفت حضرت کی زبان سے سنتے بجر دسننے کے اس معرفت سے بتوجہ حضرت متحقق ہو جاتے اور ہر ایک کو اس کے حال اور استعداد کے موافق ذکر وفکر فرماتے اور تمام کو حوصلہ وہمت واتباع

سنت و دوام ذکر و حضور مراقبت و اخفاء حال کی تاکید فرماتے اور تکرار کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی نہایت ترغیب دلاتے اور فرماتے کہ تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ معظم کے مثل قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے اور فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ طیبہ جامع کمالات ولایت و نبوت ہے اور فرماتے کہ فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ اگر تمام جہان کو ایک مرتبہ کلمہ پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو بھی گنجائش رکھتا ہے اور فرماتے کہ اس کے برابر کوئی آرزو دل میں نہیں ہے کہ ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اس کلمہ کے تکرار سے متلذذ و محظوظ ہوں۔ مگر کیا کیا جائے کہ یہ آرزو میسر نہیں اور مریدوں کو کتب فقہ کے مطالعہ کی تاکید فرماتے تا کہ معلوم ہو کہ کون سا مسئلہ مفتی بہ ہے اور کون مسنون و معمول بہ اور کون بدعت و مردود۔ حضرت کے اصحابوں سے خاموشی کی صحبت ہوتی اور اصحاب پر اس قدر دہشت و ہیبت غالب تھی کہ مجال انبساط و دم زدن نہ تھی اور حضرت کی تمکین اس درجہ کی تھی کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ متلونہ ہرگز کبھی اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا۔ البتہ بسبیل مدت چشم پر آب ہو جاتی اور گاہ گاہ اثنائے بیان حقائق میں تلون رنگ رخسارہ ہویدہ ہو جاتا۔

آپ کی نماز چاشت

بعد میں نماز ضحیٰ یعنی نماز چاشت کی آٹھ رکعت ادا کرتے۔ ہر چند کہ چار رکعت جو اول پڑھتے تھے۔ داخل ضحیٰ تھیں حاصل یہ کہ نماز ضحیٰ بارہ رکعت پڑھتے تھے اور کبھی بسبب قلب انہیں چار رکعت پر جو کہ اول بنام اشراق پڑھتے، اکتفا فرماتے اور کبھی دو ہی اول پر اور قرات نماز چاشت میں بعد فاتحہ سَبِّحِ اسْمَ اور وَالشَّمْسِ اور وَالَّيْلِ اور وَالضُّحٰى اور چہار قل پڑھتے تھے۔ اوائل حال میں نماز تہجد و الضحیٰ و فی الزوال میں اکثر تکرار قرات سورۂ یٰسین فرماتے حتیٰ کہ گاہ گاہ اسی اسی مرتبہ اس سورہ کا دن رات میں پڑھنے کا اتفاق ہو جاتا اور آپ نماز ضحیٰ خلوت میں ادا فرماتے تھے۔

آپ کا طعام وقیلولہ

بعد میں محل سرا میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھاتے وقت فرزندان اور درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے اور خادموں میں سے اگر کوئی شخص موجود نہ ہوتا تو اس کے حصہ

کا کھانا رکھ چھوڑنے کے واسطے ارشاد فرماتے۔ حضرت کے گھر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا۔

نقل ہے کہ جب حضرت لشکر سلطانی کے ہمراہ تھے بادشاہ کا گزر سرہند شریف میں ہوا۔ حضرت نے بادشاہ کی دعوت کی۔ بادشاہ کھانا کھا کر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا ہوگا کیونکہ یہاں کی سی سرایت انوار و نسبت وطہارت اس کے کھانے میں کسی امیر غریب وکبیر کے کھانے میں خواہ وہ کیسا ہی عمدہ ہوتا نہیں پاتے۔ وہی سرایت انوار و نسبت کی وجہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانوں کھڑا کر لیتے اور بایاں لٹا دیتے اور کبھی داہنا زانو لٹا دیتے اور گاہ گاہ دو زانو کھڑا کر لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے اور بعض اوقات یہ دعا پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ .

اور سورۃ لِاِیْلٰفِ پڑھتے اور بعد کھانا کھا چکنے کے اگر طعام نمکین ہوتا تو دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ اللَّطِیْفَ الْمَلِیْحَ بِغَیْرِ حَوْلٍ وَّلَا قُوَّةٍ اور اگر طعام شیریں ہوتا تو هٰذَا الطَّعَامُ الْحُلْوُ فرماتے اور کبھی یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَاَسْقَانَا وَاَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور اگر کسی کی دعوت نوش فرماتے تو یہ پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاٰكِلِهٖ وَلِبَاذِلِهٖ وَلِمَنْ كَانَ لَهٗ شَیْئًا وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ . اگر صاحب طعام موجود ہوتا تو فرماتے۔ جَزَاكُمُ اللّٰهُ خَیْرًا اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا تو جَزَاهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا اور کبھی یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اجْعَلْهَا عَوْنًا عَلٰی مَا تُحِبُّ .

اور تین انگلیوں سے لقمہ لیتے اور جب خواہش نہ ہوتی حلق تک لے جا کر مزہ لے لیتے گویا کہ کھانے کی رغبت نہیں ہے۔ محض اس نیت سے کہ کھانا سنت ہے۔ تناول فرماتے۔ آپ کی غذا نہایت قلیل دو چپاتی گیہوں کی ہوتی تھیں اور بکری کا گوشت اور مغز (بھیجا) بہت مرغوب تھا۔ کباب بھی دسترخوان پر ہوتے تھے۔ مَعَ ذٰلِکَ فرمایا کرتے

کہ بحکم اقتضائے آخرزمانہ بھوک میں کمال اتباع آنسرور (دین ودنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میسر نہیں ہوتا اور کھانا نہایت خشوع اور خضوع سے تناول فرماتے اور اس امر کی مریدوں کو بھی نہایت تاکید فرماتے اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ عارف کو کوئی چیز ملکیت سے بشریت کی طرف لانے والی کھانے سے زیادہ نہیں۔ بعدہ تھوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے تھے اور جیسے ہی اذاں ہوئی بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بعجلت اٹھ بیٹھتے اور تخت سے زمین پر اتر آتے۔

آپ کی نماز ظہر

بعدازاں چار رکعت سنت مؤکدہ ظہر کی پڑھتے اور بعد تکبیر اقامت خود امامت فرماتے اور ظہر کے فرض ادا کرتے اور قرات طویل پڑھتے اور بعد فارغ نماز فرض کے یہ دعاء اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ پڑھ کر کھڑے ہو جاتے۔ بعدازاں دو رکعت سنت موکدہ پڑھتے اور پھر چار رکعت سنت زائد پڑھتے بعدازاں ظہر کے بعد کی ماثورہ دعائیں پڑھتے۔

آپ کا حلقہ ذکر و توجہ تعلیم دین و نماز عصر و ختم خواجگان

اس کے بعد قوم کی جانب متوجہ ہو بیٹھتے اور اصحاب کے ساتھ حلقہ کرتے اور حافظ صاحب قرآن شریف پڑھتے اور حضرات مریدوں کو مراقبہ کراتے اور بعد فراغ کے

دوایک سبق دینی کتب کے درس فرماتے اور جب بعد مثلین وقت عصر ہو جاتا تو تجدید وضو کے واسطے اٹھتے اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے۔ بعدازاں خود امامت کرتے اور بجماعت کثیر فرض عصر ادا کرتے۔ بعدازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھ کر قوم کی طرف پھر بیٹھتے اور اصحاب ختم خواجگان پڑھتے اور حلقہ کرتے اور حافظ صاحب طالبان ہوتے اور ان کی ترقی کے واسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور عمل صالح کرتے۔

آپ کی نماز مغرب اور صلوٰۃ اوابین

بعدازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادائے فرض دس مرتبہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُـمِيْـتُ بِيَدِهِ الْخَيْرَ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور سات دفعہ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ پڑھتے۔ بعدازاں چھ یا چار رکعت نماز اوابین پڑھتے اور اکثر اوقات اس میں سورۂ واقعہ وسورۂ اخلاص اور گاہے چھ رکعت پڑھتے۔

آپ کی نماز عشاء، وتر

بعد زوال بیاض افق کہ نزدیک امام اعظم صاحب شفق اسی سے مراد ہے۔ وہ وقت عشاء متفق علیہ ہے۔ مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔ بعدازاں چار رکعت یا دو رکعت سنت گزارتے اور پھر فرض ادا کرتے اور بغیر اس کے کہ ادعیہ پڑھیں صرف اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ دعا مذکور پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھتے۔ بعدازاں چار رکعت اور مستحب پڑھتے۔ بعدازاں وتر پڑھتے۔ بعد میں الم سجدہ پڑھتے اور کبھی فرض چار رکعت میں سورۂ سجدہ وتَبَارَكَ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھتے اور دعاء قنوت حنفی وشافعی کہ حنفیوں نے جمع کیا ہے اور اول بیان ہو چکی ہے جمع کرتے۔ بعدازاں دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ اول رکعت میں اذازلزلت الارض اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ پڑھتے اور آخر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا اور ارشاد فرماتے تھے کہ اس میں اختلاف ہے۔

آپ کے اوراد

آپ بلا ناغہ رسالہ صلوٰۃ تا سورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے اور دلائل قادریہ جو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مصنفہ درود ہے۔ کبھی بعد نماز ظہر اور کبھی بعد نماز عشاء پڑھا کرتے تھے۔

عام مسائل نماز

بروقت نماز حضرت ہر دو ابہام کان کی لو تک لے جاتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو بغیر اس کے کہ کھلی یا چوڑی رکھیں بلکہ متوجہ قبلہ رکھتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھوں کو نیچے لاتے اور زیر ناف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اس طرح سے رکھتے کہ داہنے کی خنصر اور ابہام سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیاں کلائی پر لمبی لمبی رکھی جاتیں اور دونوں پیروں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونو ں پیروں پر برابر زور رکھتے اور ایک پیر پر زور دے کر دوسرے کو آرام نہ دیتے اور قیام میں سجدہ کی جگہ نگاہ رکھتے اور نہایت تجویز و تعمق معانی و اسرار قرآنی سے قرات پڑھتے۔ بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے اور قدموں پر نظر رکھتے اور سر پشت کے ساتھ برابر کرتے اور زانوں کو انگلیاں کھول کر بقوت پکڑتے اور زانو ٹیڑھا نہ ہونے دیتے۔ بعد ازاں قومہ بمقدار تسبیح جلسہ کرتے اور بحال انفراد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ کہتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ میں ناک کی نرمہ پر نگاہ رکھتے اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکھتے اور بوقت سجدہ تمام اعضاء پر برابر زور دیتے اور تشہد میں دونوں پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب متوجہ رکھتے اور کنار پر نظر رکھتے اور حضرت کے تمام اصحاب نماز میں حضرت کی تقلید کرتے۔ بہت سے آدمی حضرت کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فریفتہ ہوتے۔ بعد نماز عشاء اور قبل سونے کے حضرت سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی اٰمن الرسول تا آخر اور آیہ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ اور آیہ قُلِ ادْعُوااللّٰهَ اَوِادْعُواالرَّحْمٰنِ الخ اور چہار قل پڑھتے اور جس وقت لیٹتے پہلوے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِکَ اَرْفَعُ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلَنَاوَاِنْ اَرْسَلْتَنَافَاحْفِظْنَابِمَا تَحْفِظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَاتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَرَھْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَامَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُکَ بِکُلِّ لِسَانٍ وَاَسْتَعِیْذُ بِکَ مِنَ الْبَلَایَاوَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ .اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کُلِّھَامِنْ شَرِّمَاخَلَقَ .

تین مرتبہ اس کلمہ کا تکرار کرتے پھر تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَر اور ایک مرتبہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَھُوَحَیٌّ لَا یَمُوْتُ اَبَداًذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

اور کبھی آپ تشہد میں انگشت شہادت نہ اٹھاتے تھے اور کبھی بجماعت نماز نفل سوائے تراویح اور کسوف نہ پڑھتے تھے اور نماز خسوف منفرد ادا کرتے تھے۔

آپ کی نماز جمعہ وعیدین وتراویح وغیرہ

نماز جمعہ کو جس طرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اسی طرح ادا کرتے اور بعد فرض جمعہ سات دفعہ سورۂ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ اور احتیاطاً بعد اداء جمعہ صلوٰۃ ظہر کو ادا فرماتے کہ کل شرائط جمع بقول بعض فقہاء اس وقت پائی نہیں جاتیں اور اس طرح نیت کرتے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْبَعَ رَکْعَةٍ اٰخِرِ فَرْضِ الظُّھْرِاَدْرَکْتُ وَقْتَهٗ وَلَمْ اَدِهٖ (ترجمہ) میں نے چار رکعت آخر فرض ظہر کی نیت کی۔ پایا وقت اس کا اور نہ ادا کیا تھا اس وقت تک) اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو منفرد ادا کرتے اور اسی طرح سے سفر میں بھی طریقہ جاری رکھتے اور آخر عشرہ رمضان میں مسجد میں اعتکاف کرتے اور عشرہ ذی الحج میں عزلت اختیار کرتے اور ان عشرات میں طاعات واذکار وصیام کی طرف بہت راغب ہوتے اور درود پڑھتے اور شبہائے

جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کر کے درود شریف پڑھتے۔ عید الاضحی کو راہ میں تکبیریں بآواز بلند کہتے اور عشرہ ذی الحج کو حاجیوں کی مشابہت کر کے سر اور ناخن نہ ترشواتے۔ صرف بعض ادعیہ ماثورہ پڑھا کرتے تھے اور عشرہ ذی الحج میں ہر روز نماز عشاء اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں سورۃ الفجر پڑھتے اور تعریف بغیر عرفہ کو یعنی ان احکام کی یہاں بجا آوری جن کو حاجی لوگ عرفات میں کرتے ہیں آپ مکروہ جانتے تھے اور نماز تراویح کی بیس رکعت ادا کرتے اور سفر و حضر میں بجمعیت تمام ادا کرتے اور تین قرآن شریف سے کم ماہ صیام ختم نہ کرتے اور ہر چہار رکعت تراویح کے بعد تین دفعہ

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاْوَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَاوَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ

اور ہر دو رکعت کے بعد یہ دعا پڑھتے

یَاکَرِیْمُ الْمَعْرُوْفُ یَاقَدِیْمَ الْاِحْسَانَ اَحْسِنْ عَلَیْنَابِاِحْسَانِکَ الْقَدِیْمِ یَااَللّٰهُ اور ختم کل تراویح پر یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الرِّضْوَانَ وَالْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ .اَللّٰهُمَّ یَاخَالِقَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِبِرَحْمَتِکَ یَاعَزِیْزُیَاغَفَّارُ یَاکَرِیْمُ یَاستَّارُیَارَحِیْمُ یَاجَبَّارُاَجِرْنَا یَا مُجِیْرُ یَامُجِیْرُیَامُجِیْرُ بِعِزَّتِکَ وَفَضْلِکَ رَبِّیْ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّتُحِبُّ الْعَفْوَفَاعْفُ عَنَّایَاغَفُوْرُ یَاغَفُوْرُ اَللّٰهُمَّ اِنَّانَسْئَلُکَ الْعَفْوَوَالْعَافِیَةَ وَالْمُعَافَاتِ الدَّائِمَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَاوَالْاٰخِرَةِ .

دیگر ایام میں چونکہ خود حافظ قرآن تھے۔ بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور حلقات میں استماع قرآن شریف ہمیشہ جاری تھا اور نماز وغیرہ میں اس طرح قرات پڑھتے تھے کہ گویا ادائے معنی ضمن الفاظ میں فرماتے جاتے ہیں اور سامعین کو بدیہی طور پر معلوم ہوتا تھا کہ اسرار قرآنی اس مقرب سبحانی پر وارد ہو رہے ہیں بہت سے آدمی جو کہ مرید بھی نہ ہوتے تھے، کہتے کہ حضرت قرآن اس طور سے پڑھتے ہیں گویا الفاظ ان کے دل سے

نکلتے ہیں اور ہرگز آواز بنا بنا کر نہ پڑھتے تھے اور نماز تراویح میں اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تھی لیکن حضرت کو کبھی کچھ نہ ہوتا تھا اور اسی طرح کھڑے کھڑے قرآن سنتے۔ ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روز میں نے حضرت سے عرض کیا کہ کیا باعث ہے کہ آپ کو کبھی غنودگی بھی نہیں ہوتی۔ فرمایا شناوری دریا اسرار قرآنی فرصت نہیں دیتی کہ پلک بھی جھپکاؤں، سفر میں منزل پہنچنے تک تلاوت قرآن فرماتے اور جس وقت آیت سجدہ آتی۔ فی الفور سواری سے اُتر کر زمین پر سجدہ کرتے اور حالت انفراد میں تسبیحات رکوع وسجود پانچ وسات بلکہ نو وگیارہ پڑھتے اور کبھی تین مرتبہ پر اختصار فرماتے۔ حسب موقع ادا فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ باوجود قوت واستطاعت حالت انفراد میں اقل تسبیحات پر اختصار کیا جائے اور حالت امامت میں اس قدر کہتے کہ مقتدی بفراغت تین مرتبہ کہہ سکیں۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوتھا جواہر
حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصانیف، تعلیم، طریقۂ وصال صاحبزادگان اور خلفاء کے بیان میں

وفات حسرت آیات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خلوت اور گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے چھ سات مہینے گذر گئے تھے کہ بتاریخ ۱۷، ذی الحجہ ۱۰۳۳ھ آپ کو ضیق النفس کا دورہ پڑا اگر چہ یہ دورہ ہر سال ہوا کرتا تھا لیکن اس سال زیادہ شدت کے ساتھ مع بخار لاحق ہوا، جس کی وجہ سے اعزا کو صحت سے مایوسی ہوئی۔ ایک روز آپ نے مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ سے فرمایا کہ آج شب میں نے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ میرے حال پر نہایت مہربانی اور عنایت فرماتے ہیں اور اپنی زبانِ مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا   اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

(گزشتہ تمام بزرگوں کے آفتاب غروب ہو چکے ہیں لیکن ہمارا آفتاب ہمیشہ افقِ اعلیٰ پر (چمکتا رہیگا اور) غروب نہ ہوگا)

اور میرے اس قول میں کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ (میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے) لوگ حیران ہیں، اس حل کا لکھو (اس کی برکت سے) تم کو اس ضعف سے صحت حاصل ہوگی۔ چنانچہ مرضِ موت میں آپ نے حضرت قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو وصیت فرمائی کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا اور خود زبانِ مبارک سے اس کی تشریح فرمادی۔ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے حضرت کی وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا اور مکتوبات شریف کی تیسری جلد میں داخل کر دیا ہے جو جلد سوم کے آخر میں مکتوب ۱۲۳ شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ (روضۃ القیومیہ ص ۲۶۷)

اور چونکہ اس ضعف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی

ملاقات کا شوق کمال درجہ غالب تھا اس لئے آپ پر گریہ وزاری طاری ہوا حتیٰ کہ کلمہ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی کے ساتھ دم بدم رطب اللسان تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی طبیب کہے کہ تمہاری بیماری کا علاج نہیں ہے تو سو روپیہ بطور شکرانہ خیرات کروں۔

نیز ۱۲، محرم ۱۰۳۴ھ کو ارشاد فرمایا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ چالیس پچاس دن کے درمیان تمہاری قبر بن جائے گی۔ سننے والوں کو گمان ہوا شاید اسی ضعف میں آپ کا وصال ہو جائیگا لیکن بموجب بشارت حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ حضرت موصوف کو صحت حاصل ہو گئی اور ضعف بھی جاتا رہا۔ طبیبوں نے صحت کی خوشخبری سنائی حتیٰ کہ آپ نماز کے لئے مسجد میں جانے لگے، تمام عزیزوں کو آپ کی صحت کا یقین ہو گیا اور آپ کا وہ فرمانا کہ چالیس پچاس روز کے درمیان گذر جاؤں گا لوگوں کے خیال سے نکل گیا اور اس مشہود کو واقعہ اور خواب پر محمول کرنے لگے اور اس کی تاویلات و تعبیرات کر کے اپنے دلوں کو اطمینان و تسلی دینے لگے۔ لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ برابر دن گنتے اور وصال کے منتظر تھے۔

ان ایامِ صحت میں آپ سے صدقات و خیرات بکثرت ظہور میں آئے۔ آپ کے مخلصین میں سے ایک شخص جس نے آپ کے اندر رفیقِ اعلیٰ (اللہ تعالیٰ) سے وصال کے شوق کی کثرت کو مشاہدہ کیا تھا اور اس دنیا کی زندگی سے آپ کی نا امیدی کو دیکھا تھا وہ ان صدقات و خیرات کو بلیات کا دفعیہ گمان کر کے حیرت میں تھا یہاں تک کہ ایک روز اس نے عرض کیا کہ آپ میں زندگی سے نا اُمیدی اور اس دارِ فانی سے رحلت کے آثار ظاہر ہیں اور رفیقِ اعلیٰ کی ملاقات کا شوق نمایاں ہے پھر یہ سب صدقات و خیرات جو دافعِ بلیات ہیں کس لئے ہیں؟ آپ نے اس کے جواب میں یہ ہندی مصرع پڑھا۔ ع

آج ملاوا کنت سوں سکھی سب جگ دیؤں وار

یعنی آج دوست سے ملنے کا دن ہے اے راز دار دوست! میں اس نعمت کی خوشی میں تمام دنیا کو قربان کرتا ہوں۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۸۷ و وصال احمدی ص ۸)

مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ انہی ایامِ صحت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جو کمال کہ کسی انسان کے واسطے مخصوص اور ممکن الحصول ہو سکتا ہے بطفیل حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم مجھ کو اس سے ایک حصہ عطا کیا گیا ہے"

حضرت مخدوم زادہ فرماتے ہیں کہ اس بات سے میرا دل سخت پریشان ہوا اور سمجھا کہ شاید اب حضرتؒ اس عالم سے کوچ فرمائیں گے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیہ شریفہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ آیت ۳) کے نزول سے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب ہے۔ یہاں تک کہ جمعرات ۲۳ صفر کو عصر کے وقت صوفیوں کو قبائیں تقسیم فرما رہے تھے اور اس وقت آپ صرف فرجی (از قسمِ قبا) پہنے ہوئے تھے اور فرجی قبا کے نیچے کوئی دوسری قبا عادت کے موافق نہ تھی جس کی وجہ سردی لگ کر بخار ہو گیا اور آپ صاحبِ فراش ہو گئے۔ اس کے باوجود آپ اس رات تہجد کے لئے اُٹھے اور بعد نمازِ تہجد فرمایا: یہ میری آخری تہجد ہے۔ حضرت مخدوم زادہ فرماتے ہیں کہ اس بات کے سنتے ہی میرے دل میں خیال آیا کہ بیماری سے صحت پا کر پھر بیمار ہونا اور اس عالم سے رحلت فرمانا گویا اس معنی میں بھی آپ کو آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نصیب ہوئی۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۸۸ و ۲۸۹ وصال احمدی ص ۱۶ و ۱۸)

اس ضعف و ناتوانی کے باوجود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی نماز جماعت کے بغیر نہ پڑھی اِلَّا ماشاء اللہ۔ قومہ اور جلسہ بھی جیسا کہ چاہئے ادا فرماتے تھے بلکہ جو دعا اور وظیفہ معمول تھا سب ادا فرماتے تھے، کوئی دقیقہ دقائقِ شریعت سے اور کوئی ادب آدابِ اعمال سے ترک نہ فرماتے اور کسی جزئیاتِ شریعت میں حالتِ صحت کی طرح بال برابر بھی فرق نہ آنے دیتے تھے۔

اِسی حالتِ ضعف میں آپ نے حافظ عبد الرشید سے فرمایا کہ دو روپئے کے کوئلے انگیٹھی کے لئے لے آؤ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ ایک ہی روپئے کے لے آؤ اس لئے کہ کوئی واعظ دل میں کہتا ہے کہ اس قدر وقت کہاں ہے جو دو روپئے کے کوئلے جل سکیں۔ شیخ حبیب خادم نے عرض کیا کہ حضرت سلامت سردی کا زمانہ ہے کام آئیں گے، اس پر فرمایا مُلّا حبیب اس قدر وقت اور زندگی کی امید کہاں مگر ایسا ہی کرو۔ جب کوئلے آگئے تو ان میں سے ایک روپیہ کے کوئلے جدا کئے اور فرمایا اتنے کوئلے ہمارے واسطے کافی ہیں

اور باقی اندرونِ خانہ بھجوا دیئے۔ اپنے لئے جو کوئلے رکھے تھے وہ وصال کے وقت کافی ہو گئے اور کچھ نہ بچے۔ (ایضاً)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر اس مرض میں حالتِ صحت سے بھی زیادہ علوم و معارف کا نزول ہوا جن کو آپ نے مخدوم زادوں پر ظاہر فرمایا۔ چنانچہ ایک روز معارف و حقائق کے بیان میں ایسے سرگرم ہوئے کہ ضعف و ناتوانی ہو کر طاقتِ گویائی نہ رہی تھی۔ مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ حضرت سلامت آپ کو بہت ضعف ہو گیا ہے اس لئے ان معارف کو صحت کے وقت پر موقوف رکھیے۔ ارشاد فرمایا: اے عزیز! آئندہ وقت کہاں ہے اور فرصت کس کو ہے، میں جانتا ہوں کہ دوسرے وقت زبان کو اتنا بھی یارائے سخن نہ ہوگا۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۸۹ وصال احمدی ص ۲۰)

آخر منگل کی شب کو وصالِ حق جلّ وعلا کے اشتیاق میں آپ کی زبانِ مبارک سے یہ جملہ ادا ہوا اِصۡبَحۡ یَا لَیۡل (صبح ہو، اے رات) اور جو خدام تیمارداری و خدمت گذاری کیلئے حضور میں حاضر تھے ان سے فرمایا کہ تم نے بہت تکلیف اٹھائی اب (صرف) یہی رات محنت کی ہے۔ اس پر سب کو گریہ طاری ہو گیا اور آپ پر بھی ضعف کی وجہ سے بیہوشی اور استغراق کا غلبہ ہو گیا۔ اس وقت حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت سلامت یہ غَیبت آپ کو استغراق کی وجہ سے ہے یا خواب کی وجہ سے؟ ارشاد فرمایا استغراق کی وجہ سے ہے بعض معاملات و حقائق درپیش ہیں اس لئے توجہ کرتا ہوں کہ (پوری طرح) ظاہر ہو جائیں اور اختتام کو پہنچیں، اور ان معاملات کو مخدوم زادوں سے بھی بیان فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لطیف اسرار تھے۔

اس بیماری میں بھی اکثر اوقات وصیت فرماتے اور سنتِ عالیہ کی پیروی اور پسندیدہ ملّت کے التزام پر رغبت دلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ شریعت کو مضبوطی سے اختیار کرو اور یہ بھی فرمایا کہ الدین ھی النصیحۃ (دین نصیحت ہے) کے مصداق صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصیحت کی باریکیوں میں سے کوئی باریکی (بیان کئے بغیر) نہیں چھوڑی۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۹۰ و وصال احمدی ص ۲۰ و ۲۲)

اس کے بعد پیشاب کرنے کیلئے طشت منگایا، اتفاقاً آپ کے خادم مولانا محمد ہاشم نے

طشت پیش کیا لیکن اس میں ریت ڈالا ہوا نہ تھا اس لئے فرمایا اس میں ریت نہیں ہے احتمال ہے کہ کہیں پیشاب کے قطرے اُچٹ کر لباس پر گریں، لہٰذا پیشاب کا ارادہ ترک فرما دیا۔ آخر ریت والا طشت حاضر کیا، تو فرمایا اب اتنی فرصت کہاں کہ پیشاب کے بعد وضو کر سکوں، اس کو لے جاؤ اور مجھے بستر پر لٹا دو۔ چنانچہ آپ کو تکیہ کے سہارے لٹا دیا گیا تو آپ نے بطریقِ مسنون قبلہ رُخ کر کے رخسارے کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ لیا اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نمازِ فجر سے باطہارت تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ رحلت کا وقت بہت قریب ہے اور پیشاب کے بعد استنجا اور وضو کرنے کی مہلت نہیں ملے گی اس لئے آپ نے پیشاب کا ارادہ ترک فرمایا تا کہ پہلا وضو نہ ٹوٹے اور طہارت کے ساتھ اس دارِ فانی سے انتقال فرمائیں۔ جب مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ سانس تیز آنا شروع ہو گیا تو گھبرا کر پوچھا حضرت سلامت مزاج مبارک کیسا ہے؟ فرمایا کہ ''میں بہت اچھا ہوں، دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے،، اس میں بھی آپ کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اتباع نصیب ہوا کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا آخری کلام نماز کی بابت ہوا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی بات نہیں کی اور ایک لمحہ بعد اللہ اللہ کہتے ہوئے عالمِ قدس میں پہنچ گئے، آہ! وہ آفتابِ حقیقت جس کے فیضان کی شعاعوں سے ایک عالم منور تھا دیکھتے ہی دیکھتے غروب ہو گیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون رحمۃ اللّٰہ سبحانہ رحمۃ و اسعۃ۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۹۳۔ و حضرات القدس ص ۱۷۹)

(یہ حادثہ بوقتِ چاشت بروز منگل ۲۸، صفر ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء کو پیش آیا)

اس حادثۂ عظیمہ کے واقع ہوتے ہی گھر میں کُہرام مچ گیا اور آناً فاناً یہ خبر دُور دُور تک پہنچ گئی، اور ہر شخص اپنے اپنے تعلق کے مطابق رنج و غم میں مبتلا تھا۔ مخدوم زادوں نے انتہائی رنج و غم کے باوجود اپنے آپ کو سنبھالا اور تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ اس وقت آپ کے متعلقین، اعزا و احباب اور خلفا و مریدین و معتقدین کا رنج و الم سے کیا حال ہوا ہوگا اس کا بیان کس طرح کیا جاسکتا ہے جبکہ آج چار سو سال بعد ہم پڑھنے اور لکھنے والوں کے دل اس حادثہ کے تصور سے اثر پذیر ہو رہے ہیں۔

غرضکہ جب غسل دینے کے لیے آپ کو تختہ پر لٹایا اور بدنِ مبارک سے کپڑے

اُتارے تو حاضرین نے دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بطریقِ نماز باندھے ہوئے تھے، بائیں ہاتھ کی کلائی پر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے حلقہ کئے ہوئے تھے۔ حالانکہ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے انتقال کے بعد آپ کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کردیئے تھے۔ تختہ پر لٹاتے وقت آپ نے تبسم کیا اور دیر تک متبسم رہے چنانچہ حاضرین آہ وفغاں کرنے لگے۔ یہ قطعہ آپ کے اور حاضرین کے اس وقت کے مناسب حال ہے۔ قطعہ

یادداری کہ وقتِ زادنِ تو   ہمہ خنداں بدند وتو گریاں

ہمچناں زی کہ وقتِ مُردنِ تو   ہمہ گریاں شوند وتو خنداں

غسال نے آپ کو وضو کرایا اور آپ کے دونوں ہاتھ کھول کر سیدھے کر کے بائیں کروٹ پر لٹایا اور داہنی جانب غسل دیا، اس کے بعد داہنی کروٹ لٹا کر بائیں جانب غسل دیا۔ جب بائیں جانب بھی غسل دے چکے تو حاضرین نے مشاہدہ کیا کہ آپ کے دونوں دستِ مبارک پھر بطریقِ سابق ایک ضعیف حرکت کے ساتھ حالتِ نماز کی طرح بندھ گئے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا نے بائیں ہاتھ کے پہنچے پر حلقہ کرلیا۔ حالانکہ جب داہنی جانب لٹایا جائے تو سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر ہرگز نہیں ٹھہرتا مگر آپ نے اپنے اختیار وقوت سے ایسا پکڑ لیا کہ نہ گرا، باوجودیکہ آپ کے اعضائے شریفہ موم سے بھی زیادہ نرم اور برگِ گل سے بھی زیادہ ملائم تھے۔ اسی طرح کفن پہناتے وقت بھی ہاتھوں کا باندھنا ظہور میں آیا اور اسی طرح جب آپ کو غسل کے تختہ سے اٹھایا اس وقت بھی ہاتھوں کا پکڑنا اسی طرح واقع ہوا۔ حاضرین مشاہدہ کررہے تھے کہ آپ کے دستِ مبارک سیدھے کردیئے جاتے ہیں اور آپ بطریق مذکور حالتِ نماز کی طرح باندھ لیتے ہیں۔ جب دو تین دفعہ ایسا ہی واقع ہوا تو یقین ہوا کہ اس امر میں کوئی پوشیدہ بھید اور مخفی راز ہے اس لئے پھر تعرّض نہیں کیا اور آپ کے دستِ مبارک ویسے ہی بندھے رہنے دیئے، اس وقت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمۃ نے فرمایا،، معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مرضی یہی ہے کہ آپ کے دستِ مبارک اسی طرح رہنے دیئے جائیں۔ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَمَا تَعِيشُونَ تَمُوتُونَ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ جس طرح زندگی بسر کروگے ویسے ہے مروگے) ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ

مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۔ (زبدۃ المقامات ص۲۹۳و۲۹۴)

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ کی روایت میں یہ جملہ بھی ہے کہ،، احقر غسل کے وقت حاضر تھا حضرت کے بھتیجے شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ غسل دے رہے تھے اور میں پانی ڈال رہا تھا میں نے آپ کے پاؤں مبارک کو چوما اور اپنی آنکھوں سے ملا، دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھوں کو بطریقِ نماز باندھے ہوئے ہیں اور تبسم فرما رہے ہیں جیسا کہ زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ جو دیکھتا تھا تعجب کرتا تھا۔ (حضرات القدس ص۱۷۹)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ، قمیض اور تہبند۔ نمازِ جنازہ آپ کے فرزند حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی اور بعد نمازِ جنازہ دعا کیلئے توقف نہیں کیا اس لئے کہ یہی سنت ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی قبر سے مغرب کی جانب آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی قبر ایک بالشت بلند مثلِ کوہان شتر بنائی گئی۔ (وصال احمدی ص۳۲)

روایت ہے کہ مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف احاطہ کے وسط میں مائل بقبلہ واقع ہوئی تھی جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو آپ کی قبر شریف مخدوم زادہ کی قبر سے جانبِ قبلہ کھودی گئی اور اس میں حضرتؒ کو خزانہ کی طرح سپرد کیا گیا اور قبر بنائی گئی (مولانا بدرالدین سرہندیؒ فرماتے ہیں) ہم نے دیکھا کہ یکا یک مخدوم زادہ کی قبر شریف بہ تعظیم والد بزرگوار کسی قدر (بقدر ایک ہاتھ) شرقی دیوار کی جانب ہٹ گئی ہے۔ اب تک اسی حالت میں ہے یہ واقعہ جس نے دیکھا حیران رہ گیا۔ (حضرات القدس ۱۹۸)

اب بھی زائرین بالاتفاق بیان کرتے ہیں کہ مخدوم زادہ کی قبر تقریباً ایک ذراع (ہاتھ) شرقی دیوار کی جانب ہٹی ہوئی ہے۔ (زبدۃ المقامات ص۲۹۶)

پھر جب حضرت خواجہ محمد سعید،، خازن الرحمۃ،، رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو ان کو بھی اسی احاطہ میں صاحبزادہ خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں شرقی جانب دفن کیا گیا۔ اب اس گنبد میں تین مزار مبارک ہیں، مغربی سمت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ درمیان میں صاحبزادہ کلاں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اور مشرقی سمت میں صاحبزادہ دوم حضرت محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دن آسمان کے چاروں طرف کنارے سرخ ہو گئے تھے جیسا کہ ،،شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور،، میں حدیث شریف مذکور ہے کہ ،،مؤمن کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں اور آسمان کا رونا اس کے کناروں کا سرخ ہو جانا ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۹۶)

آپ کے وصال کے بعد مخدوم زادوں اور دیگر حضرات نے جو کچھ خواب میں دیکھا یا مکاشفات میں معلوم ہوا وہ واقعات بکثرت ہیں ان میں سے چند پیش کئے جاتے ہیں۔

مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے رنج وغم کے زمانے میں ایک شب میں اس حجرہ میں جو روضہ مبارک کے صحن میں ہے بستر پر لیٹا تھا، اسی ماتمِ فراق و دردِ اشتیاق کی حالت میں سو گیا مجھے ایسا معلوم ہوا کہ حضرت صحنِ روضہ میں ٹہل رہے ہیں پھر واقعہ میں دیکھا کہ حضرت حجرہ کے دروازہ کی طرف مڑے اور اندر تشریف لے آئے اور میرے بستر پر بیٹھ کر مجھ کو گود میں دبا لیا جس طرح کہ مشائخ بوقت عطاءِ نعمتِ باطنی معانقہ کیا کرتے ہیں اس امر سے مجھ پر ہیبت غالب ہوگئی اور تمام جسم میں لرزہ طاری ہو گیا۔ اتنے میں آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ علاوہ ازیں میں نے مختلف راتوں میں دیکھا کہ حضرتؒ روضہ شریف کے صحن میں چہل قدمی فرما رہے ہیں۔ (حضرات القدس ۱۸۰)

شیخ پیر محمد سلطان پوری جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں نقل کرتے ہیں کہ حضرتؒ کی رحلت کے چار پانچ یوم بعد میں حضرت کی مسجد میں ظہر کی نماز کے لئے آیا۔ مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ امامت کے لئے آگے بڑھے اور میں ان کے پیچھے کھڑا ہوا اس وقت میں نے اپنی ان آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میرے برابر کھڑے ہیں اور اپنے دستِ مبارک سے مجھ کو پکڑ کر اپنے قریب کر لیا تاکہ درمیان میں فاصلہ نہ رہے، آپ ایک سبز شال اوڑھے ہوئے اور پاؤں میں موزے پہنے ہوئے تھے۔ آخر نماز تک میں نے آپ کو بغور دیکھا کہ شاید وہم و خیال ہو، معلوم ہوا کہ بلا ریب وشک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں لیکن جونہی نماز ختم ہوئی آپ کو نہ پایا۔ (وصال احمدی ص ۳۴)

مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ حضرت سلامت منکر نکیر کے سوال کا حال کیسا گزرا؟ فرمایا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے کمال رحمت کے ساتھ مجھ سے فرمایا کہ اگر تو اجازت دے تو یہ دونوں فرشتے تیری قبر میں آئیں اور تیری قدم بوسی کریں۔ میں نے عرض کیا کہ بارِالٰہا یہ دونوں تیری ہی بارگاہ کے دروازے پر رہیں یہاں نہ آئیں، چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے مہربانی فرما کر ان فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ حضرت سلامت ضغطہءِ قبر (قبر کی تنگی) کی کیا حالت ہوئی؟ فرمایا ہوئی مگر نہایت کم۔ اور گویا آپ کے خادم محمد ہاشم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ یہ تواضع کے طور پر فرماتے ہیں ورنہ اصلاً تنگی نہیں ہوئی۔

(زبدۃ المقامات ۲۹۷ و وصال احمدی ص ۳۶)

مخدوم زادہ خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اُن انعاماتِ الٰہی کو بیان فرما رہے ہیں جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بعد وصال آپ پر عنایت فرما رہے ہیں اور آپ اُن پر شکر ادا فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو مقامِ شکر سے بھی کچھ حصہ عطا فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں مجھے بھی شکر گذاروں میں شمار فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن مجید میں وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ جو وارد ہوا ہے اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ صرف پیغمبروں کی جماعت ہوگی یا پیغمبروں کے کامل ترین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوں گے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے مگر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بھی اس جماعت میں داخل کر لیا ہے۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۸ و وصال احمدی ص ۳۸)

مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ آپ کی رحلت کے پانچ چھ دن کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی جگہ جا رہا ہوں راستہ میں شیخ فرید فاروقی مل گئے میں نے اُن سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا، انھوں نے جواب دیا کہ خلوت خانہ میں تشریف رکھتے ہیں اور حضرت خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو خط تحریر فرما رہے ہیں، فقیر بھی اندر پہنچا دیکھا کہ (واقعی) خط تحریر فرما

رہے ہیں۔ میں نے خط کا مطالعہ کیا اس کا عنوان تھا کہ ''ہم خود اس جہان کے نگہبان ہیں'' ہم اس جہان سے گزر گئے اور اُس جہان میں آ گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (بیشک ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)۔ بہت سا حصہ یاد نہیں رہا، اس کے بعد خط لپیٹ کر اس کے اوپر یہ عبارت لکھی ''یہ خط مرزا کا بمہر خاص ہے''

(زبدۃ المقامات ص ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۸ و وصال احمدی ص ۳۸)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ عنہ کے مخلصین میں سے ایک شخص عبد العلیم بن شیخ احمد برکی مرحوم نے مخدوم زادگان کی خدمت میں نقل کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے وصال کی خبر ابھی ہم تک نہیں پہنچی تھی اور ان دنوں میرا لڑکا بیمار تھا اور شدتِ مرض کے سبب تڑپ رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجددِ الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا کیا اب آپ کی صوتِ مبارک تجھے یاد ہے؟ اس نے کہا آپ کا حلیہ مبارک اور ریش شریف (داڑھی) میری نظر میں ہے۔ میں نے کہا پس اسی کو نظر میں رکھ تاکہ وسوسے دور ہو جائیں اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ حضرت کے تصور کے خیال سے تجھ کو صحت عطا فرمائے۔ اچانک اس کو غنودگی طاری ہوئی اور اس نے دیکھا کہ حضرتؒ موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے پاس پہنچے اور بہشتِ اعلیٰ میں آ گئے ہم نے پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا اس کے بعد سر پھر بایاں پاؤں اندر لائے اور ہم خدا کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ میں نے عرض کیا حضرت سلامت مجھ کو بھی بہشت اور دیدارِ خدا تک پہنچا دیجئے۔ آپ نے فرمایا ابھی تیرا اور میرے فرزندوں کا وقت نہیں آیا ہے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو صحتیاب ہو چکا تھا اور ضعف و وسواس کا کچھ اثر باقی نہ رہا تھا۔ یہ واقعہ حضرتؒ کے وصال سے دس روز بعد کا ہے (وصال احمدی ۳۶ و زبدۃ المقامات ص ۲۹۸)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال اکثر حضرات نے بکثرت کہی ہیں چنانچہ حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ نے بھی ۶۳ مادے بعدد عمر شریف آپ کی وفات کے نکالے ہیں مگر یہاں مندرجہ ذیل آیت پیش کی جاتی ہے جس سے آپ نے سنہ وفات نکالا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ (زبدۃ المقامات ص ۳۰۰)

حضرت مولانا محمد صادق علیہ الرحمۃ نے حدیث شریف اَلْمَوْتُ هُوَ جَسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ میں لفظ ھُوَ کو موت اور جسر کے درمیان اضافہ کر کے آپ کا سنہ وفات نکالا ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۰۰)

از حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ۔

زیں جہانِ پُر بلا چوں شاہِ عرفاں نقل کرد ظل را بگذاشت دررہ رُو باصل الاصل کرد

جسم از تاریخ نقلِ او ز دار الابتلا گفت ہاتف "احمد الثانی باوّل نقل کرد"

(عمدۃ المقامات ص ۲۱۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہء شریف

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ شریف اس لئے بیان کیا جاتا ہے تاکہ سالکانِ راہِ طریقت اور مسافرانِ منازلِ حقیقت اس کو وصول الی اللہ اور فیوض و برکات کا ذریعہ بنائیں۔

آپ کا رنگ گندم گوں مائل بہ سفیدی اور پیشانی کشادہ تھی، آپ کی پیشانی اور رخسارے پر ایک نور درخشاں رہتا تھا، آپ کے ابرو کشادہ، قوس کی طرح باریک دراز اور سیاہ تھے، آنکھیں کشادہ اور بڑی تھیں ان کی سیاہی زیادہ سیاہ اور سفیدی زیادہ سفید تھی، بنیء مبارک بلند اور باریک تھی، آپ کا دہنِ مبارک نہ دراز تھا نہ کوتاہ، دندانِ مبارک ایک دوسرے کے ساتھ متصل اور لعلِ بدخشاں کے مثل درخشاں تھے، آپ کی ریشِ مبارک خوب گھنی، دراز اور مربع تھی، ریشِ مبارک نے رخسارۂ مبارک پر تجاوز نہ کیا تھا۔ آپ دراز قد اور نازک اندام تھے، آپ کے جسمِ مبارک پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی، آپ کی ایڑیاں صاف اور چکنی تھیں، آپ کے پسینہ سے کبھی بدبو نہ آتی تھی جس طرح کہ عموماً موسم گرما میں پیدا ہو جاتی ہے۔ غرضکہ آپ کا حُسن، حُسنِ یوسفی کی یاد اور آپ کی وجاہت شوکتِ خلیلی کو تازہ کرتی تھی۔ جو شخص آپ کو دیکھتا بے اختیار اس کی زبان پر مَاهٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ آجاتا (یعنی یہ انسان نہیں بلکہ یہ ایک بزرگ فرشتہ ہیں) اور سُبْحَانَ اللّٰهِ وَهٰذَا وَلِيُّ اللّٰهِ جاری ہو جاتا۔ حدیث اِذَا رُاُوْا ذُكِرَ اللّٰهَ (یعنی ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے) گویا آپ کی شان میں وارد

ہوئی تھی۔ ضعفِ اسلام اور غلبۂ کفر کے باوجود ہزاروں کافر آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور فساق وفجار کی ایک کثیر جماعت آپ کے اخلاق و معاملات سے متاثر ہو کر تائب ہوگئی اور صلاح وتقویٰ اور خداترسی وحق پرستی میں مشغول ہوگئی۔

اطراف واکنافِ عالم سے ایک جمِ غفیر واقعات اور خوابوں میں آپ کا حلیۂ مبارک دیکھ کر اور رابطہ حاصل کر کے آپ کی خدمت شریف میں آتا اور شرفِ ملازمت کے بعد آپ کی شکل وصورت کو واقعہ اور خواب کے مطابق پاتا تھا۔ بہت سے علماء وصلحاو فقراء اور توانگروں نے آپ کا حلیۂ شریفہ عالمِ خواب میں مشاہدہ کر کے خواب ہی میں آپ سے ذکر اور شغل حاصل کیا اور ان کے قلوب ذاکر ہو گئے پھر بکمالِ شوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا تو وہی ذکر شغل پایا جو خواب میں آپ سے حاصل کیا تھا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۲۷، ۱۲۸)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ
کی
تصانیفِ عالیہ

امامِ ربانی، محبوبِ سبحانی، مجدّد الفِ ثانی، حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ السامی کی تصانیف عالیہ مبارکہ کے متعلق عرض کرنا کچھ آسان کام نہیں، اس لئے کہ وہ معرفت وتجلیات کے انوار، شریعت وطریقت کے اسرار، علم وعمل کا خزینہ، کشف و کرامات کا گنجینہ ہیں۔ لیکن ان تصانیفِ عالیہ میں نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے راہِ عمل اور اخلاق وحسنات کے ایسے گوہرِ بے بہا ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہر فرد بشر اسلام کا والہ وشیدا اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا محبوب بندہ بن سکتا ہے اور دنیا وآخرت کی دولت سے مالا مال ہوسکتا ہے لہذا اپنی کوتاہ فہمی اور نقصِ تحریر کے پورے اعتراف کے ساتھ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیفِ علیہ کے متعلق ممکن درجہ تک معلومات فراہم کر کے ترتیب وار اُن سب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اِثباتُ النبوّۃ

یہ رسالہ عربی زبان میں ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس رسالہ میں اثباتِ نبوّت پر نہایت جامع اور تحقیقی مباحث ہیں کیونکہ اُس وقت اکبری دَور کا فتنہ سر اُٹھا رہا تھا مسئلہ نبوّت و رسالت میں شکوک وشبہات پیدا کئے جا رہے تھے، نبوّت کے عقیدے کو نجات کا مدار قرار دینے سے انکار کیا جا رہا تھا۔ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اسمِ مبارک شاہی مجالس میں زبان پر لانا ممنوع قرار دے دیا گیا تھا، جن لوگوں کے نام حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تھے ان کو تبدیل کیا جا رہا تھا۔ مُلا مبارک باگوری (پدر فیضی و ابوالفضل) نے ۹۸۷ھ میں ایک مختصر نامہ تیار کیا تھا جس میں اکبر کو درجہ اجتہاد پر فائز کیا گیا تھا۔ غرضیکہ اسلامی احکام کی تنسیخ اور کفار کی رسومات وعبادات کی ترویج پر پوری توجہ دی جا رہی تھی وغیرہ۔ ان حالات سے متاثر ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نبوت کے معنی کی تحقیق، منکرین کے اعتراضات اور اُن کے جوابات، معجزہ کے معنی اور اس کے شرائط، اثباتِ نبوتِ حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اعجازِ قرآن وغیرہ

جیسے اہم مضامین پر مشتمل اس رسالہ کو مرتب فرمایا۔

اندازہ ہے کہ یہ رسالہ (اثبات النبوۃ) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی تصنیف ہے جو ۹۹۰ یا ۹۹۱ھ میں آگرہ کے دورانِ قیام میں مرتب ہوئی۔ اس رسالہ کے قلمی نسخے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر رسائل کے مجموعہ کے ساتھ بعض جگہ موجود ہیں، مثلاً رباطِ مظہریہ مدینہ منورہ، مخدومی حضرت مولانا محمد صادق صاحب مجددی کابلی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ، مخدومی حضرت مولانا حافظ ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد، خانقاہِ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی، خانقاہِ مظہریہ دہلی وغیرہ۔

نیز یہ رسالہ اعلیٰ کتب خانہ (ادارۂ مجددیہ) ناظم آباد کراچی سے ۱۳۸۳ھ میں پہلی مرتبہ اصل عربی متن مع اردو ترجمہ شائع ہوا، پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ (اس مجموعے میں رسالہ تہلیلیہ، اثبات النبوہ، مبدا و معاد، معارف لدنیہ اور شرح رباعیات شامل ہیں) صرف اصل متن بغیر اردو ترجمہ کے شائع کیا۔

(۲) ردِّ روافض

یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے۔ اس رسالہ کے شروع میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں: ''انہی ایام میں مجھے ایک رسالہ ملا جو شیعوں نے بوقت محاصرۂ مشہد، علمائے ماوراء النہر کے نام لکھا تھا اور یہ رسالہ اس کا جواب تھا جو علمائے مذکور نے شیعہ کی تکفیر اور ان کے قتل و اموال کو مسلمانوں کے لئے مباح ہونے کے بارے تحریر کیا تھا'' رسالہ ردِّ روافض، اہلِ تشیع کے اس جواب کا جواب ہے۔ محترم ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے اس کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے:۔

''عبد المومن خان ابن عبداللہ خان ازبک والئی توران متوفی ۱۰۰۶ھ مشہد و سبزوار کا محاصرہ ۱۰۰۱ھ میں کیا تھا اس لئے اندازہ ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جوابی رسالہ اسی سال کے قریب لکھا ہوگا اس رسالہ کے بعض مضامین مکتوبات شریف کے دفتر اول مکتوب نمبر ۸۰، ۲۰۲ میں بھی ملتے ہیں۔ اس رسالہ کا نام اکثر کتابوں میں ''ردِّ مذہبِ شیعہ'' یا ''ردِّ روافض'' آتا ہے۔ (مقدمہ کوائفِ شیعہ ص ۳)

اور تاریخی نام کوائفِ شیعہ ہے۔

اس رسالے کے بعض مضامین کا ان عنوانات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے: بعض شیعہ فرقوں اور ان کے عقائد کا بیان اور ان کی تاویلاتِ باطلہ، علماء ماوراء النہر کی دلیل اور شیعوں کی جانب سے اس کا جواب، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قولِ فیصل اجتہادی امور میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف، فضائلِ حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کے بارے میں نص کا وجود ثابت نہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا راضی ہونا وغیرہ۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ ہاشم جان صاحب مجددی رحمہ اللہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں۔

نیز اس رسالے کا فارسی متن مکتوبات شریف فارسی کے آخر میں اکثر مطابع نے شائع کیا ہے البتہ فارسی متن جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اردو ترجمہ کے ساتھ جناب حشمت علی خاں صاحب نے ۱۲۸۴ھ رامپور بھارت سے شائع کیا۔ پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے دسمبر ۱۹۶۴ء میں صرف فارسی متن اور ۱۳۸۸ھ میں صرف اردو ترجمہ علیحدہ علیحدہ شائع کیا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کی شرح لکھی ہے جس کے قلمی نسخہ کا کچھ حصہ مولانا مہدی حسن شاہ جہانپور رحمۃ اللہ علیہ مقیم دیوبند کے پاس موجود ہے۔ (تذکرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۹۹)

(۳) رسالۂ تہلیلیہ

یہ رسالہ عربی زبان میں کلمۂ طیبہ سے متعلق تحقیقات پر مشتمل ہے۔ اس رسالے کے بعض مضامین کا ان عنوانات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے: لفظ اللہ کی تحقیق، لفظ اللہ کے لطائف، دلیلِ توحید، کلمۂ طیبہ کے فضائل، توحید کے مراتب اور اسلامی و فلسفیانہ دلائل، وجودِ باری تعالیٰ کی حقیقت، فلاسفہ اور صوفیا کی متفقہ رائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی نبوت کے دلائل، معجزہ قرآن کریم، معجزہ نبوّت کی دلیل ہے وغیرہ۔

یہ رسالہ علمی اور تحقیقی نوعیت کا ہے، اس کا زمانہ تصنیف ایک پُر آشوب دور تھا جب کہ دینِ اکبری کا فتنہ کلمۂ طیبہ سے جزوِ رسالت حذف کر کے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جگہ (نعوذ باللہ من ذلک) اکبر خلیفۃ اللہ کو دے رہا تھا۔ انہی حالات سے متاثر ہو کر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے یہ رسالہ ۱۰۱۰ھ میں مرتب فرمایا۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں۔

اس رسالے کا عربی متن مع اردو ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۳۸۴ھ میں ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے شائع کیا۔ پھر اس رسالے کا صرف عربی متن ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا۔

(۴) شرح رباعیات

خواجہ خواجگان حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ عنہ نے شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کے سلسلہ میں نہ صرف نثر ہی بہت کچھ تحریر فرمایا ہے بلکہ نظم واشعار میں بھی بہت سے اسرار ورموز بیان فرمائے ہیں۔ اس رسالہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ عنہ نے غالباً ۱۰۰۷ھ اپنی دو رباعیوں کی شرح خود تحریر فرمائی تھی، پھر اس شرح کی مزید تشریح وتوضیح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے غالباً ۱۰۱۳ھ میں تحریر فرمائی۔ یہ رسالہ ان دو رباعیوں کی شرح اور شرح الشرح کا مجموعہ ہے اور وہ دو رباعیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ گویند وجودِ کون ست وحصول   (۱)   نورے بجز از کون نکردہ است قبول
واللہ کہ دریں پردہ لسان الغیب است   برطبقِ قواعد ست وبروفقِ اصول

۲۔ بشناس کہ کائنات ردر عدم اند   (۲)   بل در عدم ایستادہ ثابت قدم اند
دیں کونِ معلق از خیال ووہم است   باقی ہمگی ظہورِ نورِ قِدَم اند

یہ رسالہ مندرجہ ذیل مضامین پر مشتمل ہے: سریان واحاطہ کا مفہوم، صفاتِ بشری اولیائے کرام کے لئے بن جاتی ہیں، فنائے محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اشارہ، وصولِ نہایت النہایت، صوفیہ اور علماء کے کلام کے درمیان موافقت، مسئلہ تجددِ امثال،

توحید کی اعلیٰ قسم وغیرہ۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں: مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں اور غالباً رباطِ مظہریہ مدینہ منورہ میں بھی اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

اس رسالہ کو ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا۔ پھر یہ رسالہ ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۳۸۶ھ میں اصل فارسی متن اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا اس شرح رباعیات کی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح فرمائی ہے جو ''کشف الغین فی شرح رباعیتین'' کے نام سے مطبع مجتبائی واقع دہلی سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

(۵) معارفِ لدنیہ

اس رسالہ کا دوسرا نام ''عُلُوْمُ اِلْهَامِیَّہ'' بھی ہے۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معارفِ خاصّہ اور سلوک وطریقت کے اہم مباحث سے تعلق رکھتا ہے جس کو خود حضرت ممدوح ہی نے ۱۰۱۵ھ یا ۱۰۱۶ھ میں مرتب فرمایا تھا۔ ہر مضمون کو ''معرفت'' کا عنوان دیا گیا ہے۔ جن کی مجموعی تعداد اکتالیس ہے ان معارف کے بعض مضامین ان عنوانات میں ملاحظہ ہوں: لفظِ اللہ میں حروفِ تعریف کے اجتماع کی حکمت، سالک کی سیر کے انواع ومراتب، حقیقتِ محمدی سے مراد، صوفیہ اور متکلمین میں معرفت کے متعلق اختلاف، واجب تعالیٰ کے وجود کی تحقیق، شیون اور صفات میں فرق، سالک مجذوب اور مجذوب سالک کے مراتب میں فرق، صورتِ ایمان اور حقیقتِ ایمان، طریقت اور حقیقت سے شریعت کا تعلق، واجب تعالیٰ کے ساتھ روح کا اشتباہ، کفرِ شریعت اور کفرِ حقیقت، قطبِ ابدال اور قطبِ ارشاد کا فیض، قضاوقدر کا راز، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جذب وسلوک، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وغیرہ۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں: مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں اور حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد (بھارت) کے کتب خانہ میں بھی اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

اس رسالہ کا فارسی متن غالباً سب سے پہلے حافظ محمد احمد علی خاں شوق نے مطبع احمدی رامپور سے دسمبر ۱۸۹۸ء میں ۔ پھر مجلس علمی ڈابھیل (حال کراچی) نے ۱۳۵۱ھ میں ۔ پھر حکیم عبدالمجید سیفی نے ۱۳۷۶ھ میں لاہور سے ۔ پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا ۔ جناب ملک فضل الدین چنن الدین نے لاہور سے پہلی مرتبہ اس رسالہ کا اردو ترجمہ شائع کیا جس میں مترجم کا نام اور سنہ طباعت وغیرہ درج نہیں ۔ اس کے بعد ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے ۱۳۸۸ھ میں فارسی متن اردو ترجمہ (از حضرت مولانا سیّد زوار حسین صاحب نوراللہ مرقدہٗ) کے ساتھ یکجا شائع کیا ۔

(۶) مبدأ و معاد

یہ رسالہ فارسی زبان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و معارف پر مشتمل ہے اس کے مضامین متفرق مسودات کی شکل میں تھے جن کو حضرت ممدوح کے خلیفہ مولانا محمد صدیق کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۱۹ھ میں مدون و مرتب فرمایا اور اس کے مضامین کو ''منھا'' کا عنوان دے کر الگ الگ کر دیا جن کی تعداد اکسٹھ/ ۶۱ ہے اور ہر منھا معرفت کے اسرار کا خزانہ ہے ۔ اس کتاب کے بعض مضامین کو ان عنوانات میں ملاحظہ فرمائیں:

جذبہ و سلوک کا حصول، بیان عروج و تائید حضرات خلفاءِ مشائخ، بیان نزول و تائید مشائخ سلاسلِ مختلفہ، قطب الارشاد اور اس کا فیضِ عام، نسبتِ نقشبندیہ، اظہارِ نعمت، کمالاتِ ولایت کے درجات، نزول کا انتہائی مقام، دعوت کا کامل ترین مقام، پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خصوصی امتیاز، احوال پیش آ کر کیوں غائب ہو جاتے ہیں، کیا معرفت کے بعد کوئی لغزش نقصان دہ نہیں ہوتی، وجودِ باری تعالیٰ کے سلسلہ میں خصوصی معرفت، حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات مشاہدہ، رویت، وہم اور خیال میں نہیں آ سکتی، فرشتوں پر انسان کی فضیلت، دس مقامات کو طے کئے بغیر نہایت النہایت تک رسائی ممکن نہیں، محبتِ ذاتی و صفاتی کا فرق، علمِ ظاہر پر علمِ باطن کی برتری اور آدابِ پیر و اُستاد، موت سے پہلے موت کا مطلب، معراجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عروجِ اولیاء میں فرق، رویت باری تعالیٰ، کشف اور فراست میں فرق، حقیقتِ قرآنی، حقیقتِ کعبہ اور حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، کلمۂ طیبہ کی فضیلت، خدا کی مثل نہیں مثال ہو سکتی ہے وغیرہ ۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، خانقاہ سراجیہ کندیاں وغیرہ۔

اس رسالہ کا عربی ترجمہ شیخ مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا جو کہ مکتوبات معرب مطبوعہ مکہ مکرمہ کے حاشیہ پر موجود ہے۔ مطبوعہ نسخوں میں سب سے قدیم فارسی نسخہ مطبع انصاری دہلی ۱۳۰۷ھ کا مطبوعہ ہے۔ پھر مطبع مجددی امرتسر نے ۱۳۳۰ھ میں شائع کیا۔ پھر ادارۂ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا۔ ملک فضل الدین چنن الدین نے لاہور سے پہلی مرتبہ صرف اردو ترجمہ شائع کیا جس میں سنہ طباعت ومترجم کا نام وغیرہ درج نہیں۔ پھر ۱۳۸۸ھ میں ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے فارسی متن اور اردو ترجمہ از سیّد زوار حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے ساتھ یکجا شائع کیا۔

(۷) مکاشفاتِ عینیہ

یہ مجموعہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جو بعض خلفاء حضرات نے محفوظ کر لیے تھے جن کو حضرت ممدوح کے وصال کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۵۱ھ میں مرتب فرمایا۔ اگر چہ اس رسالہ کے بعض مضامین میں حضرت موصوف کے مکتوباتِ شریفہ اور رسائلِ وقیعہ میں بھی آ چکے ہیں لیکن ان کا مرتب کرنا بھی ضروری تھا۔

اس رسالہ میں حمد ونعت کے بعد شجرۂ قادریہ، شجرۂ نقشبندیہ اور شجرۂ چشتیہ ہے پھر حضرت نے بعض خلفاء کو جو اجازت نامے عطا فرمائے تھے ان میں سے چند اجازت ناموں کی نقلیں ہیں، اس کے بعد حضرت ممدوح کے مکاشفات ومعارف ہیں جن کو مکاشفہ کا عنوان دیا گیا ہے اور ان کی تعداد انتیس/ ۲۹ ہے پھر چہل حدیث ہے۔

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ٹنڈو سائیں داد، رباطِ مظہریہ مدینہ منورہ۔ اس رسالہ کا قدیم ترین قلمی نسخہ حضرت پیر محمد شاہ احمد آباد (بھارت) کے کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ اور اس رسالہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ جو چہل حدیث ہے اس کو حضرت مولانا عبد الشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اردو ترجمہ وحاشیہ کے ساتھ

چہل حدیث امام ربانی کے نام سے اپنے مطبع عمدۃ المطابع لکھنو سے طبع کرا کر شائع کیا۔ سنہ طباعت درج نہیں۔

یہ رسالہ پہلی مرتبہ ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی نے فارسی متن اردو ترجمہ کے ساتھ ۱۳۸۴ھ میں شائع کیا، اس سے پہلے یہ رسالہ طبع نہیں ہوا۔

مذکورہ بالا سات رسائل کے علاوہ مندرجہ ذیل چار مزید رسائل کے نام تو اکثر کتب میں ملتے ہیں لیکن ان کے متعلق آج تک کسی نے یہ نہیں لکھا کہ ان کے قلمی یا مطبوعہ نسخے کہیں موجود ہیں، ان کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) رسالہ آداب المریدین۔ (۲) تعلیقاتِ عوارف۔ (۳) رسالہ علمِ حدیث (۴) رسالہ جذب وسلوک۔

مزید عرض ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور ان کی اشاعت کے سلسلہ میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے حرفِ آخر نہیں ہے یہ صرف اپنی معلومات تک منحصر ہے۔ ان کے علاوہ بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا ہونا ممکن ہے۔

مکتوباتِ شریفہ

ان رسالوں کے علاوہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا معرکۃ الآرا کارنامہ، مکتوباتِ شریفہ ہیں جو فارسی زبان میں ہیں البتہ چند مکتوب عربی زبان میں بھی ہیں موجودہ مکتوبات کی مجموعی تعداد پانچ سو چھتیس/ ۵۳۶ ہے ہر مکتوب گویا ایک مستقل رسالہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قوتِ عمل اور ان مکتوبات کے ذریعہ جتنا عظیم الشان انقلاب انگیز اور دیرپا اصلاح وتربیت کا کام انجام دیا ہے اس کی مثال ملنی مشکل نظر آتی ہے۔ آپ کے مکتوبات نہ صرف تصوّف میں بلکہ علوم ومعارف اور نکات واسرار کے عالمگیر ذخیرے میں خاص امتیاز رکھتے ہیں، اور اپنی تاثیر، ادب وانشاء کی قوت، برجستگی اور روانی کے لحاظ سے پورے فارسی ادب میں نہایت بلند پایہ ہیں۔ ان مکتوبات نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بھی اصلاح وتربیت کی بہت بڑی خدمت انجام دی اور ان خوش قسمت افراد کے علاوہ جن کے نام اصالتاً یہ خطوط لکھے گئے تھے ہزاروں اشخاص نے ان سے اسی طرح فیض حاصل کیا جیسا کہ شیخِ کامل

کے انفاسِ طیبات و توجہات سے فیض حاصل کیا جاتا ہے، اور حضرتِ موصوف کے وصال کے بعد بھی ہر زمانے میں بے شمار انسان ان مکتوبات سے فیض حاصل کرتے رہے ہیں اور آج بھی خانقاہوں میں ان کا درس دیا جاتا ہے اور شیوخِ کبار ان کی تشریح و تقریر سے اپنے قلوب منور کرتے ہیں۔

یہ مکتوباتِ شریفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ خلفاء حضرات، مریدین اور اراکینِ سلطنت کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے تھے اور ساتھ ہی ان مکتوبات کی نقل بھی محفوظ رکھنے کا اہتمام فرمایا تھا۔ ان مکتوبات کے مطالعہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خیالاتِ عالیہ، عقائدِ حقہ، شریعت و طریقت، اخلاق و معرفت اور سیاست پر گہری نظر اور علوِ شان کا اندازہ ہوتا ہے۔ نیز اس زمانے کے تاریخی حالات اور حضرت موصوف کے تجدیدی کارنامے بھی روشن دلیل بن کر سامنے آجاتے ہیں اور ہجرت کے بعد دوسرے ہزار سال کے تمام مسائل کا حل بھی ان میں مل جاتا ہے جو آپ کے ''مجدد الف ثانی'' ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

یہ مکاتیب تین دفتروں پر مشتمل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مُجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کی
اولادِ امجاد

اب پہلے حضرت مخدوم زادگان کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور ان کے بعد خلفائے عظام کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سات (۷) صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ ولادت سنہ ۱۰۰۰ھ وفات ۹، ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ

(۲) حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ ولادت سنہ ۱۰۰۵ھ وفات ۲۷، جمادی الاخریٰ سنہ ۱۰۷۰ھ

(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ولادت سنہ ۱۰۰۷ھ وفات ۹، ربیع الاول سنہ ۱۰۷۹ھ

(۴) حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ ولادت سنہ ۱۰۱۰ھ وفات ۷، ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ بعمر ۱۵ سال

(۵) حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ولادت سنہ ۱۰۱۷ھ وفات ۷، ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ بعمر ۸ سال

(۶) حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ ---------- وفات بعمر ۲ سال

(۷) حضرت خواجہ محمد یحییٰ ولادت سنہ ۱۰۲۴ھ یا سنہ ۱۰۲۷ھ وفات ۲۷، جمادی الاخریٰ سنہ ۱۰۹۶ھ یا سنہ ۱۰۹۸ھ

(۸)۔۱۔ بی بی رقیہ بانو۔ آپ کا شیر خوارگی کے زمانہ میں انتقال ہوا۔

(۹)۔۲۔ بی بی ام کلثوم۔ آپ کا چودہ سال کی عمر میں ۸، ربیع الاول سنہ ۱۰۲۵ھ میں انتقال ہوا۔

(۱۰)۔۳۔ بی بی خدیجہ بانو، آپ صاحبِ اولاد ہوئیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی دو بڑی کرامتیں صفحہ روزگار پر باقی رہیں گی ایک آپ کا مبارک کلام کہ جس کے مماثل لکھنے سے اس وقت تمام علماء و مشائخ عاجز رہے دوسرے آپ کے فرزندانِ گرامی جن کو آپ نے اپنے تصرفاتِ عالیہ علم وعمل وکمالاتِ باطنیہ میں اپنا مثیل بنایا جبکہ روئے زمین پر کسی شیخ نے اپنے سب فرزندوں کو تصرف توجہ سے اس قدر اپنا مثیل نہیں بنایا اور آج تک آپ کی صلبی و روحانی اولاد میں آپ کے اثرات و برکات موجود ہیں اور فیوض جاری ہیں۔ آپ کی یہ دو کرامتیں رہتی دنیا

تک آفتاب کی طرح روشن اور باعثِ افتخار رہیں گی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمُ۔

(۱) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ اکابر اولیا میں سے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۰ھ میں سرہند شریف میں ہوئی۔ بچپن ہی سے آپ کی پیشانی مبارک سے سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار نمایاں تھے۔ آپ کے جدامجد حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی سے آپ کو اپنی تعلیم و تربیت میں رکھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "تمھارا یہ لڑکا مجھ سے حقائق و معارف کی ایسی ایسی عجیب باتیں دریافت کرتا ہے کہ ان کا جواب مشکل سے بن پڑتا ہے"۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جب جمادی الاخریٰ ۱۰۰۸ھ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ صاحبزادہ بھی ہمراہ تھے چنانچہ یہ بھی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ قبولیت میں آ کر ذکر و مراقبہ اور جذبہ و نسبت سے مشرف ہو گئے۔ آپ کو صغرسنی کے باوجود وہ کمالات نصیب ہوئے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب آپ کو دیرینہ سال سالکوں کے مقابلہ میں پیش فرماتے تھے اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہفت سالہ بچہ جس سلوک میں قدم رکھے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے، بہت آگے نکل چکا ہے۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۰۱و۳۰۲)

چنانچہ ایک درویش سلوک کی تکمیل کر کے شیخِ کامل سے خلافت حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے حالات اس غرض سے بیان کئے کہ اگر آپ کے پاس بھی یہی کچھ ہے جو میں حاصل کر چکا ہوں تو آپ کو کیوں تکلیف دوں اور اگر کچھ زائد ہے تو استفاضہ کروں۔ (اس کے جواب میں) حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرما کر اُن کے احوال پوچھنے شروع کئے تو مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بیان کئے جو اس پچاس سالہ شیخ سے کہیں زائد تھے، اس پر وہ درویش بہت شرمندہ ہوا اور آپ

سے استفاضہ کرنے کیلئے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۰۱)

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے کشفِ قلوب و کشفِ قبور میں نہایت عالی نظر تھے، چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ امورِ کونیہ (ہونے والے امور) کی نسبت آپ سے پوچھا کرتے تو آپ اپنے کشف کے ذریعے جواب دیتے اور جب مقبروں پر لے جا کر مُردوں کے حالات پوچھتے تو بھی آپ بلا توقف جو کچھ مشاہدہ کرتے بیان کر دیتے۔ (روضۃ القیومیہ ص ۲۸۱)

آپ کے چچا شیخ مسعود بغرضِ تجارت قندھار کی طرف روانہ ہوئے آپ بھی ان کے ساتھ اپنے جد بزرگوار حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار تک وداع کرنے گئے۔ مزار مبارک پر ایک لحہ مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ دادا جان، چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے اس لئے بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا آخر شیخ مسعود نے اسی سفر میں انتقال فرمایا۔ (زبدۃ المقامات ۳۰۹)

حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس جماعت کو تربیتِ باطنی کے لئے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمایا تھا اس میں یہ مخدوم زادہ بھی تھے اور تمام جماعت میں بہتر تھے، بعدۂ اپنے والدِ ماجد کے فیض تربیّت سے کمال و اکمال کو پہنچے اور اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ کے پورے پورے مصداق ثابت ہوئے۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز یہ چیز ہے کہ صغر سنی میں اس غلبہ کے باوجود دینی تعلیم سے بھی فراغت حاصل کی اور علوم عقلیہ و نقلیہ میں ماہر ہوئے، بعد حصولِ علم تعلیم و تدریس میں بھی مشغول رہے۔

(تذکرہ مجدد الفؒ ثانی ص ۳۱۲ و ۳۱۳)

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فنونِ عربیہ شیخ محمد طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اور علومِ حکمیہ مولانا محمد معصوم کابلی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے اور اٹھارہ سال کی عمر میں علومِ ظاہری سے فارغ ہو گئے۔ (نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۳۳۶)

ایک درویش کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن اپنے ایک ہمسایہ کے متعلق صاحبزادہ موصوف سے شکایت کرتے ہوئے اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور کہا کہ اگر آپ ان لوگوں کو تنبیہ فرما دیں تو اچھا ہے۔ اس پر مخدوم زادہ نے ایک آہِ سرد بھری اور فرمایا ''اے شخص! اگر ہم بھی دشمنی کا راستہ اختیار کریں تو ہم میں اور اہلِ رسم میں کیا فرق

رہے گا۔‘‘ اس درویش کا بیان ہے کہ یہ بات مخدوم زادہ نے اپنی زبانِ مبارک سے کچھ اس تاثیر کے ساتھ ادا فرمائی کہ میں اس گذارش وشکایت پر نادم و پشیمان ہوا اور ہمسایہ کی طرف سے جو کینہ تھا وہ جاتا رہا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۰۳ و تذکرہ مجدد الف ثانی ؒ ص ۳۱۳)

فنائیت کے آثار اور عیشِ دنیا سے عدم تعلق کا اظہار آپ کے چہرۂ مبارک سے اس درجہ ہوتا تھا کہ اس کیفیت کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا تھا، چنانچہ بعض رؤسا آپ کی مجلس میں پہنچنے کے بعد کہا کرتے تھے کہ جونہی ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں ہمارا دل دنیا سے سرد ہو جاتا ہے۔ (تذکرۃ مجدد الف ثانی ؒ ص ۳۱۳۔)

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت و مرحمت آپ کے حال پر اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعارضۂ تپ محرقہ علیل ہوئے تو آپ بھی اس مرض میں مبتلا ہو گئے اور طرفین کے بخار کو کئی دن ہو گئے کہ صحت نہ ہوئی، آخر حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ہمارے بخار انعکاسی ہیں، جب تک محمد صادق یہاں ہیں نہ ان کا بخار دفع ہوگا نہ ہمارا۔ لہٰذا ان کو سرہند روانہ کرو کہ ہم دونوں اچھے ہو جائیں، چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی، آپ کے روانہ ہوتے ہی حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بخار جاتا رہا اور مخبر یہ خبر لایا کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا بخار بھی دور ہو گیا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۸۹)

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آپ کے متعلق تحریر فرمایا ’’محمد صادق بچپن ہی سے اپنے آپ کو ضبط نہیں کر سکتا اگر سفر میں ہمراہ جاتا ہے تو بہت ترقی کرتا ہے، دامنِ کوہ کی سیر میں ہمراہ تھا بڑی ترقی کی اور مقامِ حیرت میں غرق ہے، حیرت میں فقیر کے ساتھ بہت مناسبت رکھتا ہے۔‘‘ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۱۸)

غالباً اسی کے جواب میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ’’اللہ تعالیٰ قرۃ العین محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و باطنی برخورداری (فیوض) عطا فرمائے، ان کے ظاہری احوال قابلِ تعریف ہیں، وہ اپنے حضور پر قائم رہیں، غیبت و استغراق کو کوئی اندیشہ نہیں ہے انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آجائیں گے‘‘

(کلیات باقی باللہ مکتوب ۱۴۱ ص ۱۰۲)

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ جب تلوین سے تمکین کی طرف اور سکر سے صحو کی طرف اور جذب سے سلوک کی طرف آئے تو اکیس/۲۱ سال کی عمر میں بروز جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۰۲۱ھ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے اور ارشاد و تلقین کی عام اجازت حاصل ہوئی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا عباءِ خاص مرحمت فرمایا۔ اسی روز ایک جماعتِ کثیر نے آپ سے بیعت اور مصافحہ کیا، اس وقت آپ کی پیشانی اقدس سے ایک نور ایسا درخشاں ہوا کہ آفتاب عالمتاب بھی اس کے مقابلہ میں شرمندہ و خیرہ تھا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۹۱)

حضرت مولانا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''میں نے مطول مع حاشیہ میر اور شرح عقائد مع حاشیہ خیالی اور تحریر اقلیدس اور شرح مطالع مع حاشیہ میر وغیرہ کتب آپ (خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں پڑھیں اور آپ کی وفات کے بعد شرح مواقف اور تفسیر بیضاوی اور حاشیہ عضدی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پڑھیں۔ حضرت مخدوم زادہ ادائے مطالب میں بہت گہرے جاتے تھے اور مختلف طریقوں سے مطلب ادا فرماتے تھے کبھی کبھی اپنے خیالات کسی کتاب پر بطورِ حاشیہ تحریر فرماتے تھے اور نایاب و جدید فنون اپنی سلیم طبیعت سے طبع زاد ظاہر فرماتے تھے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۹۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریفہ میں آپ کی مدح میں بہت سے کلمات تحریر فرمائے ہیں ایک جگہ آپ کو اپنے ''معارف کا مجموعہ'' تحریر فرمایا ہے، ایک مقام پر ''نسخہ مقاماتِ جذب و سلوک'' قرار دیا ہے۔ نیز ارشاد فرماتے ہیں: ''یہ مقام میرے فرزندِ ارشد کو عنایت ہوا ہے اور ان کی ولایت میں داخل ہے فقیر اس جگہ مسافروں کی طرح ان کی ولایت میں بیٹھا ہے'' (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب اول ۱۴۴)

(یعنی سرہند شریف کی قطبیت خواجہ محمد صادق کی ہے) جب سرہند شریف میں مرضِ طاعون کا بہت زور ہوا تو خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے جب تک میں نہ جاؤں گا یہ فرو نہ ہوگی، چنانچہ آپ کو بخار ہو گیا اور ''روزِ دوشنبہ نہم ربیع الاول'' ۱۰۲۵ھ کو وصال فرمایا انہی الفاظ ''روز دوشنبہ نہم ربیع الاول'' سے تاریخ وفات بھی نکلتی ہے۔ آپ نزع کے وقت فرماتے تھے کہ ''اب اللہ تعالیٰ لوگوں پر سے یہ مصیبت

وبا دور فرمادیگا، اگر میرے انتقال کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا ہو تو میرا نام لکھ کر اس کے گلے میں ڈال دیں اور ایک چھدام میرے ایصالِ ثواب کیلئے راہِ خدا میں دے دیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عطا فرمائے گا''۔ چنانچہ واقعی آپ کے وصال کے بعد کوئی شخص اس مرض میں مبتلا نہ ہوا، اور اگر کوئی بیمار ہوتا تو آپ کا اسمِ مبارک (خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) لکھ کر اس کے گلے میں ڈالتے ہی صحتیاب ہو جاتا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۰۵و۳۰۶)

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تکفین کے لئے جامۂ فاخرہ لفافہ و قمیص و ازار، حسب عادت مہیا فرمایا، اور دفن کرنے میں متفکر ہوئے کہ کہاں دفن کیا جائے، حکم ہوا کہ حویلی کے صحن میں کہ بعض اوقات خود مخدوم زادہ وہاں ٹھہرا کرتے تھے

کرتے تھے دفن کیا جائے۔ چنانچہ صحن میں ایک جگہ معین کی گئی، اس مقام کی شرافت و بزرگی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب سے ظاہر ہے:

''میرے فرزندِ اعظم کی وفات سے چند ماہ قبل یہ نور مجھ پر ظاہر کیا گیا اور فقیر کی جائے سکونت کے ایک کونہ کی اس میں نشاندہی کر کے ایک بلند نور اس قسم کا دکھایا گیا کہ صفت و شان کی گرد اس کونہ لگی تھی اور کیفیات سے منزہ و مبرا تھا، اس وقت یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس زمین میں دفن کیا جاؤں اور وہ نور میری قبر پر چمکتا رہے۔ اس نور اور اس خواہش کا بھی اظہار کیا، اتفاقاً فرزند مرحوم اس دولت میں سبقت لے گیا اور خاک کے پردہ میں جا کر اس نور میں مستغرق ہو گیا۔

هَنِيْئًا لِّاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا　　وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَا يَتَجَرَّعُ

(مبارک منعموں کو اپنی دولت　　مبارک عاشقوں کو درد و کلفت)

اس شہر کے لئے یہ بڑی بھاری شرافت کا موجب ہے کہ میرے فرزندِ اعظم جیسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے بزرگ اولیا میں سے ہے اس جگہ آسودہ ہے''۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۲)

نیز فرماتے ہیں:

''میرا فرزند مرحوم (خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی آیات

میں سے ایک آیت (نشانی) اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا۔ چوبیس برس کی عمر میں اس نے وہ کچھ پایا کہ شاید ہی کسی کو نصیب ہو، پایہ مولویت اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی تدریس کو حدِ کمال تک پہنچایا تھا حتیٰ کہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف وغیرہ کے پڑھانے میں اعلیٰ درجہ کا ملکہ رکھتے ہیں، اس کی معرفت وعرفان کی حکایات اور شہود وکشف کے قصے بیان سے باہر ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ ان کے احوال کی تسکین کیلئے بازاری طعام سے جو مشکوک ومشتبہ ہوتا ہے معالجہ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''جو محبت مجھ کو محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں اور ایسے ہی جو محبت اس کو ہمارے ساتھ ہے اور کسی کے ساتھ نہیں، اس کلام سے اس کی بزرگی کا اندازہ کرنا چاہیے۔ ولایتِ موسوی کو نقطۂ آخر تک پہنچایا تھا اور اس ولایتِ علیا کے عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا ہمیشہ خاضع اور خاشع، ملتجی اور متضرع، متذلل اور منکسر رہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہر ایک ولی نے اللہ تعالیٰ سے ایک نہ ایک چیز طلب کی ہے میں نے التجا اور تضرع طلب کی ہے''۔

(مکتوب شریف دفتر اول مکتوب ۳۰۶)

حضرت مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''ایک مدت تک مخدوم زادہؒ کی قبر خام رہی ایک احاطہ اس کے گرد کر دیا تھا پھر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے خیال فرمایا کہ چونکہ میرے اس فرزند کی قبر عمارات کے درمیان واقع ہوئی ہے بہتر یہ ہے کہ اس جگہ ایک گنبد بنا دیا جائے اور انبیاء علیہم السلام کی پیروی کی جائے پس اس قرۃ العین کی قبر پر ایک گنبد تعمیر کرادیا''۔ (حضرات القدس ص ۱۹۸)

حضرت انبیاء علیہم السلام کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماقبض نبی الا دفن حیث یقبض، وفی روایۃ لا یدفن نبی الا حیث قبض، وفی لفظ لا یقبض اللّٰہ روح نبی الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ۔ کہ جس مقام پر ان حضرات کی وفات ہوتی ہے اسی جگہ ان کو دفن کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات کی قبروں پر عمارات ہیں۔ آپ (حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ) نے حضرات انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی تدفین سے یہ استنباط کیا ہے کہ اگر قبر عمران وآبادی میں ہو تو اس پر عمارت کا بنانا بہتر ہے اور اگر

صحراء میں ہوتو عمارت کا بنانا بہتر نہیں ہے اس بنا پر آپؒ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گنبد بنوایا۔ (از مقاماتِ خیر۔صفحہ ۵۸)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہر نماز جمعہ کے بعد آپ کی زیارتِ قبر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور دیر تک مراقب رہا کرتے تھے اور شنبہ کی ہر صبح کو آپ کے مزار فائض الانوار پر حلقہ ذکر کیا کرتے تھے اور ترقیاتِ بے اندازہ وانواعِ مواہبِ الٰہیہ جو آپ کی دعا و توجہ سے انہیں حاصل ہوتیں مکشوف کیا کرتے تھے۔ایک روز مزار سے اٹھ کر آپ نے فرمایا کہ آج میں ان کے حال کی طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ لحظہ بلحظہ انوار و آثارِ عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں اور ساعت بساعت بڑھتے جاتے ہیں۔

(زبدۃ المقامات ص۳۰۶)

آپ کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے شیخ محمد تھے جن کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے۔ (ہدایہ احمدیہ ص۶۱)

(۲) حضرت خواجہ محمد سعید ''خازن الرحمۃ'' رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجددِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں آپ کی ولادتِ باسعادت ماہ شوال ۱۰۰۵ھ میں ہوئی۔طفولیت ہی سے آثارِ ہدایت و کرامت آپ کی ناصیہء استعداد سے اور اطوارِ نجابت و ولایت آپ کے چہرۂ ارشاد سے پیدا و ہویدا تھے۔چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد سعید چار پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہوئے غلبہء مرض کے عالم میں ان سے دریافت کیا کہ بیٹا! کیا چاہتے ہو؟ بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چاہتا ہوں۔میں نے ان کے یہ کلمات حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ بھیجے۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ''تمھارے محمد سعید نے ہماری نسبت غائبانہ طور پر اُچک لی''۔حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کے متعلق اپنے ایک مرید کو یہ کلمات تحریر فرمائے ہیں:

فرزندانِ آں شیخ کہ اطفال اند اسرارِ	اس شیخ (حضرت مجدد الف ثانی)
الٰہی اند بالجملہ شجرۂ طیبہ اند انبتها اللّٰه	کے صاحبزادے جو کہ (ابھی)
نباتا حسانا	بچے ہیں اللہ تعالیٰ کے اسرار

ہیں مختصر یہ کہ شجرۂ طیبہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پروان چڑھائے۔

(تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۱۴ و کلیات باقی ص ۱۳۰)

آپ جب سنِ شعور کو پہنچے تو تحصیل علومِ ظاہری میں مشغول ہو گئے۔ شیخ محمد طاہر لاہوری سے اکثر کتابیں پڑھیں، بعض کتابیں اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پڑھیں، اپنے والد ماجد اور شیخ عبدالرحمٰن رمزی سے حدیث کی کتابیں پڑھیں اور سند حاصل کی۔ تحصیل علم ہی کے زمانے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے طائفہ علیہ نقشبندیہ کی نسبت سے مشرف ہوئے اور ''خازن الرحمۃ'' کا لقب پایا۔ (نزہۃ الخواطر ج۵ ص ۳۳۶)

سترہ اٹھارہ سال کی عمر سے درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔ معقول ومنقول کی مشکل سے مشکل کتابیں پوری قابلیت سے پڑھائیں اور بعض کتابوں پر حواشی بھی لکھے انہی میں سے تعلیق مشکوٰۃ المصابیح بھی ہے۔ فقہ میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور مشکل سے مشکل مسائل کو معمولی توجہ سے حل فرما دیتے تھے۔ (تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۱۵)

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں بھائیوں (خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ) کے متعلق فرمایا کہ جب محمد صادق مرحوم کا انتقال ہو گیا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب کوئی ایسا فرزند جو فضائلِ ظاہری و احوالِ باطنی میں کمال رکھتا ہو کہاں سے پاؤں گا۔ آخر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے یہ دونوں بھائی ان کے قائم مقام عنایت فرمائے۔ **الحمد للّٰہ علیٰ احسانہٖ۔**

(زبدۃ المقامات ص ۳۱۰)

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایامِ وبا میں حوادثِ کثیرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچے کہ تین دن میں برادرِ کلاں خواجہ محمد صادق اور برادرانِ خورد خواجہ محمد فرخ و خواجہ محمد عیسیٰ مع اقربا و رشتہ داروں کے رحلت کر گئے اور میں بھی سخت بیمار ہوا کہ امید زیست نہ رہی جس کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خاطرِ مبارک میں فکرِ عظیم پیدا ہو گئی۔ اسی اثناء میں ایک شب تجلی خاص الخاص و ظہورِ مخصوصِ بارگاہِ الٰہی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر وارد ہوا اور آپ کو معلوم ہوا

کہ یہ نزولِ اجلال محض آپ کی تسلّی اور بشارت دہی کے لئے ہے۔ ان عنایاتِ فاخرہ اور الطافِ باہرہ کے ورود کے وقت حکم اقدس و اعلیٰ صادر ہوا کہ محمد سعیدؒ و محمد معصومؒ کو لایا جائے۔ پھر ان دونوں کو میرے زانو پر بٹھایا گیا دونوں معمر اور سفید ریش تھے اور حکم ہوا کہ ہم نے یہ دونوں فرزند تم کو عطا کئے، دونوں کی عمریں دراز ہوں گی۔ حضرت موصوف اس بشارت سے بہت خوش ہوئے اور سب کو یہ خوشخبری سنائی۔

(حضرات القدس ص ۳۰۴)

ایک دفعہ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں تشریف فرما تھے، حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداءِ سلوک وظہور جوش وخروش میں سرہند شریف سے ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر فرمایا ’’جنابِ عالی! میں دل کو کسی طرف متوجہ نہیں پاتا بلکہ دل ہی کو نہیں پاتا، اکثر حیران رہتا ہوں، اگر قرآن مجید سنتا ہوں تو سب لوگوں کی طرح بیٹھا رہتا ہوں کبھی ذکر کی توجہ کے بغیر دل میں رفتگی (فنائیت) مفہوم ہوتی ہے۔ قصبۂ شاہ آباد میں مشغولِ ذکر تھا کہ روح کو بدن سے بالکل جدا دیکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ حیرت کے مقامات سے ہے، اس مقام کے پیشوا شیخ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور میں نے دیکھا کہ شیخ موصوف ظاہر ہوئے اور اس نسبت نے غلبہ کیا جس قدر وہ غلبہ کرتے تھے میں متالم (تکلیف زدہ) ہوتا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ کا ظہور ہوا اور مجھے کچھ تسکین حاصل ہوئی۔ دوسرے روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ پھر ظاہر ہوئے اور بہت زیادہ تسکین حاصل ہوئی‘‘۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس خط کے حاشیہ پر جواب میں تحریر فرمایا: محمد سعید نے جو احوال لکھے ہیں وہ نہایت صحیح احوال ہیں، دوستوں میں سے کسی کو اس خصوصیت کے ساتھ یہ احوال حاصل نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی ولایتِ خاصہ سے مشرف ہونگے۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۱۱)

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے تھے اور کسی وجہ سے سرہند شریف رہ گئے تھے میں اس وقت آپ کے ہمرکاب تھا اور مشاہدہ کرتا تھا کہ جب کوئی معرفت حضرت کے قلب پر وارد ہوتی تھی اس وقت حضرت دونوں فرزندوں کو بشوقِ تمام یاد فرماتے تھے۔

(تذکرہ مجدد الف ثانی ص ۳۱۵)

اسی طرح اجمیر کے سفر میں بندہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمرکاب تھا دیکھتا رہتا تھا کہ ہر روز حضرت موصوف اس مخدوم زادہ (محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) کو ایک خاص فیض و مخصوص نسبت سے سرفراز فرماتے تھے، ایک روز فرمایا "اجمیر کا یہ سفر گویا محمد سعید کیلئے کیا ہے کہ اس نے بہت ترقیات حاصل کی ہیں۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۲)

ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ پر میدانِ قیامت اور میرے مریدوں کا پل صراط سے گذرنا مکشوف ہوا، محمد سعید ہم سب میں آگے آگے جا رہے تھے اور کتابِ اعمال سیدھے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے پس ہم سب بہشت میں داخل ہو گئے۔ (حضرات القدس ص ۲۰۲ و ۲۰۳)

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اخیر مرض میں نماز کی امامت میرے حوالے فرمائی۔ ان دنوں نماز میں جو کمالاتِ عظیم اور مقاماتِ بلند حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر فائض ہوتے تھے وہ اسرار کی طرح واجب الاخفا تھے فرماتے تھے کہ محمد سعید چونکہ یہ سب نتائج نمازوں کے ہیں اور تم اس کے قیام کو ہماری پیروی سے ادا کر رہے ہو اس لیے ان مواہب عالیہ اور اسرارِ غامضہ میں تم کو نصیبہ کامل اور حصہ تام مرحمت ہوا۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذلک حمدًا کثیرًا۔ (حضرات ص ۲۰۳ و ۲۰۴)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آخر عمر میں طریقہ تعلیم بہت کم فرما دیا تھا اور طالبانِ حق کو مخدوم زادگان حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ کے سپرد فرما دیا تھا اور دونوں صاحبزادگان کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں لہٰذا تم دونوں بمنزلہ امام کے ہو۔ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے انکسارًا اس بشارت کو حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ پر منطبق فرمایا اور خود صاحبِ یمین بنے۔ نیز حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہر مقام پر عروج و نزول میں محمد سعید میرے ہمراہ ہے۔ (ایضاً ص ۲۰۲)

صاحبِ زبدۃ المقامات مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ خلوت میں اس فقیر سے فرمایا "عمر کا کوئی بھروسہ نہیں اب جانے کے دن قریب معلوم ہوتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ محمد سعید میرا

جانشین ہو سکے"۔ میں اس قابل نہیں ہوں اور اپنے آپ کو ہرگز ہرگز اس امر کے شایاں نہیں پاتا، حضرتؒ جب کہیں تشریف لیجاتے ہیں تو محمد معصوم کو اپنا جانشین بنا دیتے ہیں اور مجھے ان کی متابعت کا حکم کر جاتے ہیں اگر یہ التماس حضرتؒ کی خاطر شریف میں نہ آئے (یعنی گوارانہ ہو) تو مجھے حکم فرمادیں کہ میں حضرت جدّ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جو بیرونِ شہر واقع ہے گوشہ نشینی اختیار کروں تا کہ سجادہ نشینی قرۃ العین محمد معصوم کے حوالہ ہو"۔ فقیر (ہاشم کشمی) نے یہ ماجرا مخدوم زادہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا آپ بھی آبدیدہ ہوئے اور فرمایا" شاید اعزی مخدومی خواجہ محمد سعید سلمہ اللہ مجھے اپنی خدمت کے لائق نہیں سمجھتے اور میں خود جب استقامتِ احوال واطوار و احتیاط ہائے شرعیہ، اخلاقِ ملکیہ اور قوتِ علمیہ وغیرہ میں نظر کرتا ہوں تو خود کو ان کا کمترین مستفیض وتلمیذ پاتا ہوں اور اپنی سعادت ان کی خدمت میں دیکھتا ہوں"۔ فقیر (ہاشم کشمی) نے یہ ماجرا خلوت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا آپ نہایت درجہ خوش ہوئے اور آبدیدہ ہو کر فرمایا" تم نے ان دونوں برادرانِ خجستہ سیر کا انکسار وایثار اور محبت وانصاف دیکھ لیا" اس کے بعد آپ نے ان کے حق میں دعائے خیر کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۳)

۱۰۶۷ھ میں آپ مع اپنے بھائیوں اور احباب و رفقا کے حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے اور وہاں حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے خصوصی انعامات اور اعلیٰ مقامات سے سرفراز ہوئے۔ وہاں کے حالات وواردات آپ کے فرزندِ پنجم حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ میں مفصل تحریر کئے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ (مدینہ منورہ کے دورانِ قیام میں) آٹھ مرتبہ میں ان ظاہری آنکھوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کشف وکرامات کا آپ کے مزاج میں بہت اخفا تھا مگر تاہم بحالتِ اضطراری ظاہر ہو جاتی تھیں۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ ص ۲۰۹)

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اشراقِ قلوب وکشفِ قبور میں کمال درجہ رکھتے تھے آپ کی بشارات آپ کے ارشاد کے عین مطابق ہوتی تھیں چنانچہ مرحوم وزیر خاں کی زوجہ نے حضرت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا کہ

میرے بارے میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو لڑکا عنایت فرمائے۔ آپ نے توجہ کی اور جواب میں لکھا کہ اطمینان رکھو اللہ تعالیٰ عنقریب تم کو لڑکا عطا فرمائے گا۔ جب اس کی مدت حمل پوری ہوگئی اور لڑکا پیدا ہوا تو وزیر خاں لاہور سے خبرِ ولادت و نذرانہ لیکر حاضرِ خدمت ہوا۔ (حضرات القدس ص ۲۳۶)

صاحب حضرات القدس مولانا بدر الدین سرہندی علیہ الرحمہ اپنا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز آپ (حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ) کا خادم پان کا ایک بیڑا ڈھاک کے پتے میں لپٹا ہوا لیکر حاضر ہوا، آپ نے پان نکال کر کھالیا اور اس ڈھاک کے پتے کو پان کے بیڑے کی طرح لپیٹ کر مجھ کو عنایت فرمایا۔ میں نے دیکھا تو خالی تھا، آپ کے برادرِ خورد خواجہ محمد یحیٰ بیٹھے تھے دیکھ کر مسکرانے لگے میں شرمندہ ہوا اور دفع ندامت کے لئے میں نے اس کو فوراً اپنی پگڑی میں چھپا کر رکھ لیا تاکہ حاضرین اس بات سے آگاہ نہ ہوں۔ جب میں اپنے گھر واپس آیا اور گرمی کی وجہ سے میں نے اپنی پگڑی اتاری تو خیال آیا کہ اس پتے کو پھینکدوں دیکھا تو وہ پان کا بیڑا مصالحہ سے پُر تھا۔ آپ کے اس تصرف سے مجھے حیرت ہوئی اور وہ آپ کی کرامت کا پان میں نے کھالیا۔

(حضرات القدس ص ۲۳۶)

صاحب حضرات لقدس اپنا ایک اور واقعہ تحریر فرماتے ہیں "فقیر ایک کام کے لئے شاہی لشکر میں گیا ہوا تھا، کارروائی میں رکاوٹ ہوئی، دیوان نے دستخط کرنے سے انکار کردیا اور نہایت سختی سے پیش آیا۔ میں حضرت خواجہ محمد سعید سلمہ کی طرف رجوع ہوا۔ اسی رنج و پریشانی کی حالت میں خواب دیکھا کہ میں ایک قصرِ بلند اور ایوانِ رفیع میں ہوں اور ایک حسین عورت مجھ سے مذاق و دل لگی کر رہی ہے آخر کار وہ مجھ پر غالب آگئی اور دشمنی سے میرے سینے پر چڑھ بیٹھی اور قریب تھا کہ میرا گلا گھونٹ کر مجھ کو ہلاک کردے، اسی اثناء میں حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ عادت عصا لئے ہوئے باوجاہت نمودار ہوئے آپ کو دیکھتے ہی وہ عورت فرار ہوگئی۔ صبح کو مجھے خیال آیا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ حضرت نے مجھ کو دیوان کے شر سے نجات دلائی ہے۔ چنانچہ میں دیوان کے پاس گیا تو وہ اخلاق کے ساتھ پیش آیا اور کہا کہ خواب میں خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے تمہاری سفارش کی اس وجہ سے ہم تمہارا کام کردیتے ہیں"۔ (ایضاً ص ۲۲۷)

آپ کے خوارق و کرامات کے تذکرے کتابوں میں بکثرت درج ہیں لیکن بنظرِ اختصار انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس خاندان کے بہت معتقد و مرید تھے حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی تشریف لانے کی درخواست کی۔ حضرت بھی ان کے اخلاص کی وجہ سے تشریف لے گئے اور بہت دنوں تک وہاں مقیم رہے کچھ عرصہ بعد آپ کو ایک مرض لاحق ہوا، شاہی اطبا نے ہر چند علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا حتیٰ کہ زیست کی امید نہ رہی تو آپ نے وطن کی طرف مراجعت فرمائی۔ راستہ میں سنبھالکہ کے مقام پر ۲۷، جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ کو آپ نے انتقال فرمایا۔ بالآخر آپ کا جنازہ سرہند لایا گیا اور حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور قبہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ میں دفن کیا گیا۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۱۱)

آپ کے فرزندِ چہارم شیخ سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں پالکی میں حضرت کے جنازہ کے ہمراہ تھا اور حالتِ بیقراری میں اُٹھ اُٹھ کر حضرت کی نعش مبارک کو چھوتا تھا ایک شب کو دیکھا کہ صرف چادر ہی چادر ہے اور جسمِ مبارک نہیں ہے۔ اس ماجرے سے نہایت اضطراب و سراسیمگی ہوئی اور حضرت کی جانب رجوع ہو کر عرض کیا کہ مجھ کو یقین ہے کہ آپ کا جسم مبارک بہشت میں گیا لیکن اس امر سے مجھ کو نہایت ندامت و شرمندگی ہوگی پھر جو چادر میں دیکھا تو جسم موجود تھا۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۱۱ روضۃ القیومیہ ص ۲۹۲)

نقل ہے کہ جب آپ کا جنازہ سرہند شریف پہنچا تو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ ان کو بھی اسی (خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) گنبد میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اب یہاں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ وہیں دفن کرو۔ لوگوں نے مجبوراً مشرقی سمت زمین پر کدال ماری تو روضہ مبارک کی دیوار ہٹ گئی اور قبر کی جگہ نکل آئی۔ (روضۃ القیومیہ ص ۱۶۱ و ۱۶۲)

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد میں آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں تفصیل حسبِ ذیل ہے: (۱) شاہ عبد اللہ (۲) شاہ لطف

اللہ (۳) مولوی فرخ شاہ (۴) شیخ سعد الدین (۵) شیخ عبدالاحد وحدت المعروف بہ "شاہ گل" (٦) شیخ خلیل اللہ (۷) شیخ محمد یعقوب (۸) شیخ محمد تقی۔ اور صاحبزادیوں میں: (۱) بی بی فاطمہ۔ (۲) بی بی صالحہ۔ (۳) بی بی شاکرہ۔ شرف النساء مریم۔ فخر النساء بیگم۔ (روضۃ القیومیہ ص ۲۹۳)

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں سو/۱۰۰ عدد مکتوبات شریفہ کا ایک دفتر ہے جو دریائے گوہر حقائق و جواہر معارف ہیں۔ غالباً پہلی مرتبہ حکیم عبدالمجید سیفی مجددی نقشبندی نے لاہور سے ۱۳۸۵ھ میں شائع کیا تھا۔ نیز آپ کا ایک رسالہ نماز میں بوقت تشہد عدم رفعِ سبابہ کی تحقیق میں بھی ہے جس میں عدم رفع سبابہ کا اولیٰ ہونا ثابت کیا ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(۳) حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں، خدوخال میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھنے والے، قدرومنزلت میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سب سے زیادہ قریب، سیرت میں سب سے زیادہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متبع، معارف میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سب سے زیادہ خصوصیت رکھنے والے اور ان کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے تھے۔ (نزھۃ الخواطر ج۵ ص ۴۰۷)

آپ کی ولادت باسعادت بروز دوشنبہ ۱۱ شوال المکرّم ۱۰۰۷ھ مطابق ۷ مئی ۱۵۹۹ء بستی ملک حیدر میں ہوئی جو سرہند سے دو خام میل فاصلے پر واقع ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ولادتِ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہمارے لئے نہایت مبارک ہوئی کہ ہم ان کے تولد ہونے کے چند ماہ بعد حضرت خواجہ (باقی باللہ قدس سرہٗ) کی شرفِ صحبت سے سرفراز ہوئے اور وہاں دیکھا جو کچھ دیکھا۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۱۵ و تذکرۂ امام ربانی ص ۳۱۶)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے اور بول و براز کا کپڑوں پر کہیں نشان نہ ہوتا تھا، اگر اتفاقاً ننگے ہو جاتے تو فوراً اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے، آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے وہ خود ہی آپ کے دہنِ مبارک میں پستان رکھتی تو آپ دودھ پی لیتے۔ ماہِ رمضان میں دن کے وقت ہرگز ہرگز دودھ نہ پیتے تھے ہر چند دایہ دودھ پلانا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے، نمازِ مغرب کے بعد پیٹ بھر کر دودھ پیا کرتے۔ ایک دفعہ ماہِ رمضان المبارک کے چاند کے متعلق لوگوں کو شبہ ہوا کہ نکلا ہے کہ نہیں، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں، معلوم ہوا کہ نہیں پیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج سے رمضان المبارک شروع ہے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۳)

آپ کی مدح وتعریف وعلوِ استعداد کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "وہ محمدی المشرب ہیں" ایک اور مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں "اپنے فرزند محمد

معصوم کے متعلق کیا لکھوں وہ خود اس دولت یعنی ولایتِ خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی استعداد رکھتے ہیں''۔ نیز فرماتے ہیں ''یہ اس کی علوِ استعداد کا تقاضا تھا کہ تین سال کی عمر ہی میں اس نے جامعیتِ استعداد وحقیقتِ تجلی ذاتی اور توحید میں لب کشائی کی اور کہنے لگا میں آسمان ہوں زمین ہوں اور میں فلاں ہوں اور فلاں ہوں۔

چوں زلیخا کز سپند آں تا بعود نام جملہ چیز یوسف کردہ بود

(جیسا کہ زلیخا نے ہر چھوٹی بڑی چیز کا نام یوسف علیہ السلام کردیا تھا۔)

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ''اس راہ میں فیضانِ الٰہی کے انوار حاصل ہونے میں پیر وجوان، عورت مرد اور بچے سب برابر ہیں ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمُ اسی استعداد کی بلندی اور رشد وہدایت کے آثار مشاہدہ فرمانے کی وجہ سے جو کہ بچپن کے زمانہ میں آپ سے مشاہدہ فرمائے تھے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ عنایت اِن کے شاملِ حال رہتی تھی اور آپ ان مخفی کمالات کے ظہور کے منتظر رہتے تھے جو کہ اس استعدادِ تامہ میں ودیعت تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ علم مبدءِ حال ہے اس لئے اس کے حاصل کئے بغیر چارہ نہیں۔ اسی وجہ سے علوم معقول ومنقول کو حاصل کرنے کی بھی رہنمائی فرماتے اور کتبِ دقیقۂ علمیہ کا صفحہ صفحہ اور ورق ورق پڑھنے کا حکم فرما کر ارشاد فرمایا کرتے تھے ''بیٹا ان علوم کی تحصیل سے جلد از جلد فارغ ہو جاؤ ہم کو تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۶)

آپ نے بعض کتبِ درسیہ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ سے اکثر کتابیں اپنے والد ماجد اور مولانا شیخ محمد طاہر لاہوری سے پڑھیں، تین ماہ میں قرآن شریف حفظ کیا، اپنے والد ماجد سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو مقاماتِ عالیۂ قیومیہ کی بشارت دی۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۴۰۷)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک توجہ کے اثر سے آپ بھی اپنے بڑے بھائیوں کی طرح ۱۶ سال کی عمر میں تحصیلِ علوم سے فارغ ہو گئے تھے، اگرچہ تحصیلِ علوم کے زمانے میں بھی تحصیلِ حال میں سرگرم تھے لیکن جب تحصیلِ علوم سے فارغ ہوئے تو ہمہ تن اس طرف متوجہ ہو گئے اور اپنے والد ماجد کی عنایت وتوجہ کی بنا پر احول واسرارِ خاصہ سے کامل حصہ حاصل کیا۔ چنانچہ ایک روز آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک نور دیکھتا ہوں جس سے تمام عالم منور ہے اور وہ نور ذراتِ عالم میں سرایت کیے ہوئے ہے جس طرح آفتاب کہ اگر غروب ہو جائے تو تمام عالم ظلمانی ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا'' کہ تم اپنے وقت کے قطب ہو گے، میری اس بات کو یاد رکھنا۔ والحمدللہ کثیراً کثیراً۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۷)

صاحب زبدۃ المقامات فرماتے ہیں کہ میں خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی زبانِ مبارک سے یہ فرماتے سنا ہے کہ ''محمد معصوم کا ہماری نسبتوں کو یوماً فیوماً اقتباس کرنا اس طرح پر ہے جیسا کہ صاحبِ شرح وقایہ کا اپنے دادا سے ان کی تالیف وقایہ کا حفظ کرنا'' چنانچہ انھوں نے کتاب کے دیباچے میں لکھا ہے کہ''

وقایہ جس طرح سبقاً سبقاً میرے جدِ امجد تالیف کرتے جاتے میں بھی اسے سبقاً سبقاً یاد کرتا جاتا، چنانچہ جب یہ تالیف مکمل ہوئی تو تمام کی تمام میرے ذہن میں بھی محفوظ تھی''۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۱۷)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں آپ کے اور خواجہ محمد سعید علیہما الرحمۃ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''ایسا معلوم ہوا کہ جو خلعت میں پہنے ہوئے تھا مجھ سے جدا کی گئی ہے اور اس کی بجائے دوسری خلعت مجھے پہنائی گئی ہے دل میں خیال آیا کہ دیکھئے یہ میری اتاری ہوئی خلعت کسی کو ملتی ہے یا نہیں، مجھے یہ آرزو ہوئی کہ یہ میری اتاری ہوئی خلعت میرے فرزند محمد معصوم کو دیدیں تو بہتر ہے۔ ایک لمحہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ میرے فرزند کو مرحمت فرمائی گئی اور وہ خلعت سب کی سب اس کو پہنائی گئی ہے، یہ میری اتاری ہوئی خلعت منصبِ قیومیت سے مراد ہے جو تربیت و تکمیل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کے بعد عرصۂ مجتمعہ کے ساتھ ارتباط کا باعث ہوا ہے۔ اس خلعتِ جدیدہ کا معاملہ جب انجام کو پہنچے گا اور اتر جانے کی مستحق ہو جائے گی تو امید ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے فرزند محمد سعید کو عطا فرمائے گا۔ (مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۰۴)

جس طرح حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے حضرت مجددؒ کو اپنی حیات میں اپنا خلیفہ بنا کر اپنے جملہ مریدوں کو آپ کے حوالہ کر دیا تھا اسی طرح حضرت مجددؒ نے اپنا یہ مکاشفہ بیان فرما کر آپ کو اپنی حیات میں اپنا جانشین بنایا اور یہ بشارت سنادی کہ کارخانۂ ارشاد کا

متعلق آپ کی ذات ستودہ صفات جامع البرکات سے رہے گا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے تین ماہ میں قرآن مجید حفظ فرمالیا تھا اور ہمیشہ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں تراویح کے اندر ایک ختمِ قرآن خود پڑھتے اور دو ختم دوسرے حافظوں سے سنتے تھے۔ لوگ اطراف و اکناف شہروں اور دیہاتوں سے دور دراز کی راہ طے کر کے آپ کا کلام مجید سننے کے لئے اور آپ کی مجلسِ بہشت آئین میں شریک ہونے کے لئے مور و ملخ کی طرح جمع ہو جاتے، مسجد باوجود وسعت کے حاضرین کیلئے ناکافی ہوتی تھی اس لئے بعض حضرات روزہ کے افطار سے قبل ہی آجاتے تھے۔ (حضرات القدس ج ۲ ص ۲۳۱)

۲۷، ذی الحجہ ۱۰۲۱ھ کو آپ کا عقد مبارک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ میر صَفر رومی علیہ الرحمہ کی دوسری صاحبزادی بی بی رقیہ سے ہوا اور آپ کی تمام اولاد انہی خاتون کے بطن سے ہے۔ (جواہر معصومیہ ص ۱۴)

۱۰۳۴ھ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے وصال کے بعد بروز پنجشنبہ بوقتِ اشراق یکم ربیع الاول ۱۰۳۴ھ کو آپ ارشاد و قیومیت کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس روز پچاس ہزار افراد نے بیعت کی جن میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً دو ہزار خلفاء بھی شامل ہیں، اکثر والیانِ ملک نے بھی تجدیدِ بیعت کے لئے آپ کی خدمت میں عریضے ارسال کئے۔ (ایضاً ص ۲۰)

خود جہانگیر بھی حضرت مجدد الف ثانی کے وصال کی خبر سُن کر تعزیت کے لئے سرہند شریف آیا۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۱)

اسی سال بروزِ جمعہ ۷، رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ کو حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ بروز یکشنبہ بوقت چاشت ۲۸، صفر ۱۰۳۷ھ مطابق نومبر ۱۶۲۷ء کو شہنشاہ جہانگیر کا لاہور میں انتقال ہوا اور حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے جہانگیر کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اس کی مغفرت کی خوشخبری دی۔ جہانگیر کے بعد اس کا بیٹا شاہ جہاں تخت نشین ہوا اور دوبارہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر بعض بدعتیں جو شہنشاہ جہانگیر کے زمانہ میں رہ گئیں تھیں وہ سب دور

کیں، سکے پر کلمۂ طیبہ کی مہر جاری کی، تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ مدرسے تعمیر کرائے، جابجا علماء و فقراء کے وظائف مقرر کئے اور دینِ اسلام کی ترویج میں بہت کوشش کی۔
(ایضاً ص ۱۷ و ۱۸)

۱۰۴۰ھ میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی والدۂ ماجدہ یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیۂ محترمہ کا وصال ہوا اور آپ کے قبۂ مبارک سے سات ہاتھ مغرب کی طرف دفن ہوئیں، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی والدۂ ماجدہ کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا تھی کہ چند یوم مریدوں کو توجہ بھی نہ دی۔ انہی دنوں آپ کے خسر میر صفر احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۵ و ۲۶)

ذی الحجہ ۱۰۴۷ھ میں شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا اور ۱۰۴۸ھ میں عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بہن روشن آرا بیعت ہوئی نیز خاندانِ شاہی کے دیگر افراد بھی آپ سے بیعت ہوئے۔

(جواہر معصومیہ ص ۳۷)

چنانچہ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مکتوب میں بڑی مسرت کے ساتھ اس بات کا ذکر کرتے ہیں کہ:

''بادشاہ (اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ) دین پناہ را در خدمتِ حضرتِ اخلاص بنوعِ دیگر است از ذکر لطائف و ذکرِ سلطانی گذشتہ بہ ذکرِ نفی و اثبات مقید است و ظاہری سازد کہ بعضے اوقات خطرہ مطلقاً نمی آید و گاہے کہ می آید استقرار نمی کرد از یں راہ خیلے محفوظ است و می گوید کہ پیش از یں من از ہجوم خواطرِ دل تنگ بودم و شکر ایں نعمت بجا می آرد''۔
(مکتوباتِ سیفیہ مکتوب نمبر ۲)

حضرت محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ مغل فرمانرداؤں میں ایک عظیم فرمانروا تھے، آپ شاہجہاں بادشاہ کے تیسرے فرزند تھے۔ ۱۵، ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ مطابق ۲۴، اکتوبر ۱۶۱۹ء کو دوحد میں پیدا ہوئے، عالمِ شہزادگی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ مطابق ۳۱، جولائی ۱۶۵۸ء کو تختِ حکومت پر متمکن ہوئے اور پچاس

سال تین ماہ حکومت کے فرائض انجام دے کر اکیانوے سال کی عمر میں بروز جمعہ ۲۸، ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ مطابق ۱۰، فروری ۱۷۰۷ء میں واصل رحمتِ حق ہوئے، خلد آباد (دکن) میں مزار پُرانوار ہے۔ آپ کے زمانے میں سلطنتِ مغلیہ کو سب سے زیادہ وسعت نصیب ہوئی گولکنڈہ اور بیجا پور کی شیعہ ریاستیں سلطنتِ مغلیہ میں شامل کر لی گئیں، مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روک دیا گیا لیکن آپ کے دورِ حکومت میں سکھوں اور مرہٹوں نے جو طاقت حاصل کر لی تھی وہ آپ کے انتقال کے بعد پھر اُبھری اور سلطنتِ مغلیہ کے لئے ناسور بن گئی۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نہایت زاہد اور درویش صفت بادشاہ تھے۔ قرآن مجید کی کتابت اپنے ہاتھ سے کرتے تھے، دو نسخے خود لکھ کر اور نہایت قیمتی جلدیں بندھوا کر حرمین شریفین کو بھجوائے تھے، علمی قابلیت اس درجہ تھی کہ رقعاتِ عالمگیری جو آپ کے خطوط کا مجموعہ ہے فارسی طرزِ انشا کا بہترین نمونہ سمجھا جاتا ہے، آپ کے زمانے میں بعض شرعی احکام نافذ کیے گئے۔ فتاوٰی عالمگیری جیسی عظیم کتاب آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ء میں آپ مع اپنے دونوں بھائیوں خواجہ محمد سعید خازنِ رحمت رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی ہزار مریدوں کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف زاداللہ شرفہا کے لئے تشریف لے گئے۔ جیسا کہ مکتوباتِ معصومیہ دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۹، ۴۷ سے ظاہر ہے اور ۱۰۶۷ھ کا تعین یاقوتہ نمبر ۲ سے ہوتا ہے۔ نیز یاقوتہ نمبر ۳ میں ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ پر ایسا ظاہر کیا گیا تھا کہ آپ کے روانہ ہوتے ہی ہندوستان میں اکثر جگہ فتنہ وفساد برپا ہو گیا، داراشکوہ کی بدعنوانیوں کی وجہ سے سلطنت میں ضعف آگیا اور بدعت نے پھر اپنے پنجے نکالنے شروع کر دیئے۔ ادھر ملک میں وبائی بیماری ایسی پھیلی کہ جس سے روزانہ ہزارہا آدمی مرنے لگے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۸۸)

شعبان ۱۰۶۸ھ کو آپ مع اپنے بھائیوں اور رفقاء یمن کی بندرگاہ مُخّہ پر جہاز سے اترے تو عرب ویمن کے بڑے بڑے امراء ورؤسا آپ کے استقبال کیلئے آئے اور آپ کے وہ خلفاء جو اُن علاقوں میں قیام پذیر تھے حاضرِ خدمت ہوئے خصوصاً شیخ

مرادرحمۃ اللہ علیہ جن کو آپ نے خلافت سے سرفراز فرما کر ملکِ شام میں بھیجا تھا اپنے جملہ مریدوں کے ساتھ حاضرِ خدمت ہوئے، تمام سفر میں ہر وقت عقیدتمندوں کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا اور بکثرت لوگوں نے آپ سے بیعت کی اور فیوض و برکات حاصل کیئے۔ (ایضاً ص۹۲،۹۳)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ جب مکّہ سے حرم محترم کی جانب متوجہ ہوئے تو فرماتے تھے کہ جنگل بیابان اور اس کے تمام نشیب و فراز انوارِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مستغرق ہیں اور ان جگہوں کی تمام اشیاء ان انوارِ کریمہ میں گم ہیں اور میں خود کو بھی اسی بحرِ انوار میں مستغرق پاتا ہوں۔ جب حضرت موصوف ۲۳، شعبان بشبِ جمعہ اونٹ پر سوار ہوئے تو مخدوم زادۂ والا گوہر مروج الشریعۃ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس شندف کی ایک جانب سوار تھے اس وقت حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کعبۂ حسنہ کے انوار آجکل بہت ظاہر ہوتے ہیں اور جب سے جہاز پر سوار ہوئے ہیں اس وقت سے اب تک برابر ظاہر ہورہے ہیں اور آج تو دوسرے دنوں کی بہ نسبت زیادہ ظاہر ہورہے ہیں۔ معلوم ہورہا ہے کہ کعبۂ معظّمہ اپنے مکان شریف سے منتقل ہوگیا ہے، ایک ساعت کے بعد مشاہدہ ہوا کہ میری جانب آیا ہے اور ایک دراز قد سفید رنگ کی عورت کی شکل میں متمثّل ہوکر بشاشت کے ساتھ مُسکراتے ہوئے سرخ لباس پہنے ہوئے ظاہر ہوا ہے جس پر بہت سے انوار چمک رہے ہیں اور وہ انوار مغرب کی نماز میں بھی ظاہر ہورہے تھے بلکہ یہ بات کرتے وقت تک بھی ظاہر ہورہے ہیں۔

جب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ایامِ تشریق میں منیٰ میں قیام فرمایا اور گیارہویں ذی الحجہ کو طوافِ زیارت کے لئے مکہ معظّمہ تشریف لائے تو فرمایا کہ جب میں طوافِ زیارت سے فارغ ہوا تو مشاہدہ ہوا کہ حج کی قبولیت و اجر و ثواب کا پروانہ مسجّل کر کے مجھے عنایت کیا گیا، اگرچہ رمئ جمرات ابھی باقی تھے لیکن ارکان کی ادائیگی کے بعد گویا حج پورا ہوگیا تھا۔

مکہ معظّمہ کے دورانِ قیام میں حضرت موصوف اکثر طواف میں مشغول رہا کرتے تھے اور ان ایام میں اس عبادت کو سب سے افضل جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ امور عجیبہ وغریبہ مشاہدہ ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کعبۂ معظّمہ مجھ

سے معانقہ کرتا ہے اور نہایت اشتیاق کے ساتھ تقبیل و استلام واقع ہوتا ہے۔

حج سے فارغ ہو کر ماہ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور آپ کو مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ دو روز اور ایک شب اعتکاف کی اجازت ہوئی جب نمازِ عشاء سے فارغ ہوئے اور حسبِ معمول تمام زائرین مسجدِ نبوی سے باہر چلے گئے تو آپ کو خلوتِ خاص حاصل ہوئی، آپ مواجہہ شریفہ میں جا کر مدتِ مدید تک مراقبہ میں مشغول ہو گئے فرمایا کہ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کمال بندہ نوازی اور نہایت کرم کے ساتھ حجرۂ خاص اور پردۂ مخصوص سے باہر تشریف لائے اور مجھ کو آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر شرف حاصل ہوا کہ کسی چیز میں اس کی مثل ظاہر نہ ہوا تھا۔ اور اسی طرح آپ آخر شب میں تہجد کے وقت آ کر بھی مراقبہ میں بیٹھ گئے اس وقت ایسا محسوس ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقصورۂ منورہ سے باہر تشریف لائے ہیں اور نہایت لطف وعنایت سے اس کمترین کو بغلگیر فرمایا اور اس فقیر کو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کے ساتھ ایک الحاقِ خاص حاصل ہو گیا والحمد للہ علی ذٰلک۔

شبِ شنبہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۰۶۹ھ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ عشا سے فارغ ہو کر خلوت میں مخدوم زادگان سے فرمایا کہ شبِ گذشتہ سے جو کہ شبِ جمعہ تھی ظہورِ اسرار و تلاطمِ امواجِ انوار کے مقدمات پاتا ہوں۔ آج مجھ پر وہ اسرار فائض ہوئے ہیں کہ اشارہ میں بھی ان کو بیان نہیں کر سکتا اگر ان میں سے کوئی چیز ظاہر کی جائے تو حلقوم کاٹ دیا جائے۔۔۔۔۔ ہاں اگر اُن مقدمات میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جائے تو گنجائش ہے۔

حضرت مخدوم زادگان عالی درجات قدس سرہم نقل کرتے ہیں کہ بروز دوشنبہ ۲۰ جمادی الآخر جب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ سے رخصت ہونے لگے تو الوداعی زیارت و رخصت کے لئے مسجدِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ فرماتے تھے کہ نمازِ ظہر میں محرابِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک تھا کہ جدائی کے رنج والم کی وجہ سے مجھ پر گریہ غالب ہو گیا۔ میں اسی غم و اندوہ میں تھا کہ حضرت رسالت خاتمیت صلی

اللہ علیہ وسلم بکمال عظمت وشان مقصورۂ شریفہ وروضۂ مطہرہ کی جانب سے ظاہر ہوئے اور مجھ پر نزول فرمایا اور نہایت کرم سے سلاطین کے تاج کی مانند ایک خلعتِ تاج بکمال علو ورفعت کہ کبھی اس کے مثل دیکھنے میں نہ آیا تھا اس حقیر کو پہنایا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یہ ایک خلعتِ خاصہ ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے اتری ہے دوسری خلعتوں کی مانند نہیں ہے اس کے بعد اپنے فرزندوں کے لئے جو کہ اس سفر میں ساتھی تھے اور اس وقت میرے ساتھ حاضر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حصولِ خلعت کے لئے التجا وتضرع زاری کی۔ بکمال بندہ نوازی ان میں سے ہر ایک کو متعدد خلعتیں مرحمت ہوئیں اس کے بعد مواجہہ شریفہ میں جا کر یہی معاملہ مشاہدہ کیا۔ فرماتے تھے کہ ان دونوں مقام یعنی محرابِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ومواجہہ شریفہ میں ایک دوست میرے پہلو میں حصولِ رخصت کے لئے کھڑا تھا میں نے اس کے لئے تضرع والتجا کی کہ اس کو بھی خلعت مرحمت ہو جائے قبول نہ ہوئی تو میں نے مزید بہت تضرع کی تو مشاہدہ ہوا کہ خلعت کی قسم کی کوئی چیز اس کو بھی عنایت ہوئی چنانچہ اس وقت اس کی دستار پر ممتاز معلوم ہوتی تھی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستہ میں آپ کو وجع المفاصل کا عارضہ لاحق ہو گیا، ایک روز شدتِ مرض میں فرمایا کہ حضراتِ عالیات زہرا بتول وصدیقہ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تشریف فرما کر نہایت مہربانی فرمائی۔ جب مکہ معظمہ پہنچے تو وہاں کے فیوض وبرکات سے بہت مستفیض ہوئے فرمایا کہ جب ہم مقامِ ابراہیم کے پیچھے دوگانہ طواف ادا کر رہے تھے تو حضرات ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ظاہر ہوئے اور اسرارِ خلت کا اظہار فرمایا۔ میں نے مقامِ ابراہیم کو ان اسرار سے پُر پایا اور اس مرتبہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کا موقع بھی ملا، یہ داخلہ الوداعی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا فضل وکرم میں اپنے حق میں دیکھتا ہوں اور مجھے ایک نہایت فاخرہ جواہرات جڑی ہوئی خلعت عطا ہوئی معلوم ہوا کہ یہ خلعت الوداعی ہے بعد ازاں آپ کے بھائیوں اور فرزندوں کو بھی خلعتِ فاخرہ پہنائی گئی۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ مع رفقا ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ میں سفرِ حج کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۰۶۸ھ میں حج ادا کیا پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور ۱۰۶۹ھ کے اواخر میں وطن مالوف تشریف لے آئے۔

اس دوران میں ہندوستان کے اندر خانہ جنگیاں ہوتی رہیں، داراشکوہ اور اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ میں جنگ ہوئی بالآخر اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کامیاب ہوئے اور ہندوستان کے شہنشاہ ہوگئے۔ چنانچہ جب شہنشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی واپسی کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے حکم دیا کہ ہندوستان کے تمام علماء ومشائخ اور امراء وغیرہ سب آپ کا استقبال کریں اور ہر جگہ استقبال و ضیافت کے لوازمات کما حقہ مہیا کیۓ جائیں۔ آپ کی تشریف آوری سے ہر جگہ کے عوام و خواص خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے تھے۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۵)

واپس وطن پہنچ کر اکثر تفسیر بیضاوی، مشکوٰۃ شریف و ہدایہ عضدی اور تلویح پڑھانا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ طالبوں کے احوال کی دریافت اور ان کی ترقی منازلِ سلوک اور وصولِ مدارجِ قصوٰی میں مصروف رہنا آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا، سالکوں کی تربیت اور بطریقِ سنت ان کی تکمیل پر آپ کا عمل درآمد تھا۔ خدا کے سچے طالبوں کے حال پر آپ کی بلند توجہ بہت مصروف اور آپ کی ہمتِ عالی ان کی ترقی میں بے حد مبذول رہتی تھی۔ آپ ان کے احوالِ حاصلہ و آئندہ سے اطلاع دیتے اور ان کے مقاماتِ عروج بیان فرماتے تھے، اکثر اہلِ نسبت آپ کے ذریعہ سے احوالِ روشن و اسرارِ خفیہ سے مشرف ہوئے اور شرفِ طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے ممتاز ہوئے ہیں۔

(حضرت القدس ج ۲ ص ۳۱۷)

شیخ مراد بن عبداللہ القزانی نے ''ذیل الرشحات'' میں لکھا ہے کہ آپ (خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ) اپنے والد ماجد کی مثل اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے، آپ نے دنیا کو منور کیا، جہالت اور بدعات کی ظلمات آپ کی توجہاتِ عالیہ اور بلند حالات کی برکت سے دُور ہوئیں، آپ کی صحبت سے ہزاروں بندگانِ خدا اسرارِ خفیہ سے واقف ہوئے اور بلند حالات سے محقق ہوگئے۔ کہا گیا ہے کہ آپ سے نو لاکھ اشخاص نے بیعت کی اور آپ کے سات ہزار خلفا ہوئے ہیں، جن میں سے شیخ حبیب اللہ بخاریؒ خراسان

اور ماوراءالنہر کے بہت بڑے شیخ تھے،ان کے زمانے میں بخارا سنت کے نور سے منور ہوا، اوران کے چار ہزار خلفاء صاحبِ اجازت ہوئے جو بہت بلند مرتبہ تھے۔

(نزہۃ الخواطرج ۵ص ۴۰۷)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں آپ کے مکاتیب شریفہ ''مکتوباتِ معصومیہ'' کے نام سے تین دفتروں میں موجود ہیں جو حقائق و معارف کا بہترین ذخیرہ ہے،ان میں بعض مکاتیب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کی شرح میں بھی ہیں، ان مکاتیب کے قلمی نسخے متعدد جگہ موجود ہیں۔ دفتر اول جس میں دوسوانتالیس ۲۳۹ مکتوبات ہیں، پہلی مرتبہ ۱۳۰۲ھ میں مطبع نظامی کانپور سے شائع ہوا اور دفتر دوم بھی پہلی مرتبہ ۲۵، ربیع الاول ۱۳۲۴ھ مطابق ۲۰، اپریل ۱۹۰۶ء کو ظہور پریس لدھیانہ سے شائع ہوا جس میں ایک سو اٹھاون ۱۵۸ مکتوبات ہیں اور دفتر سوم بھی پہلی مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری کی محنت و کاوش سے ۱۳۴۰ھ میں شائع ہوا جس میں دوسو پچپن ۲۵۵ مکاتیب ہیں۔ بعد ازاں ۱۳۹۵ھ ۱۹۷۵ء میں جناب ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب نوراللہ مرقدہٗ نے فارسی مکتوبات کے ہرسہ دفتر یکجا جلد شائع کئے۔ حضرت مولانا سیّد زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان ہرسہ دفاتر کا اردو ترجمہ کیا جو ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء میں ادارۂ مجددیہ ناظم آباد کراچی سے شائع ہوا۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا۔ تبرکاً چند کرامات درج ذیل ہیں:

☆...... صاحب حضرات القدس تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ فقیر ایسا بیمار ہوا کہ زندگی سے ناامیدی ہوگئی، حضرات ہرسہ مخدوم زادگان فقیر کے پاس تشریف لائے۔ چونکہ کمزوری بہت زیادہ ہوگئی تھی اس لئے خیال ہوا کہ آپ سے عرض کروں کہ میرے خاتمہ بخیر کے لئے دعا فرمائیں۔ اس خیال کے آتے ہی خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بیمار فلاں دعا پڑھے تو اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس بارے میں دعا بھی فرمائیں۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے فرمایا ہم صحت کے لئے دعا کرتے ہیں پھر دعا فرمائی اور میں صحتیاب ہوگیا۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۲۷)

☆..... نقل ہے کہ ایک روز آپ کو الہام ہوا کہ بارہ روز کے بعد دوپہر کو تیرا انتقال ہوگا، دوسرے روز الہام ہوا کہ گیارہ روز کے بعد دوپہر کو ہوگا، پھر تیسرے روز ہوا کہ دس روز کے بعد تیرا انتقال ہوگا، غرضیکہ ہر روز ایک ایک دن گھٹتا جاتا تھا، جب ایک دن باقی رہ گیا تو آپ نے اپنے والدِ ماجد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اس الہام کا ذکر کیا اور خاتمہ بخیر ہونے کی درخواست کی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ تم کچھ فکر مت کرو، اس سے یہ مراد ہے کہ اس وقت تمہارا نزول کامل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارہویں روز دوپہر کو آپ کا نزول کامل ہوگیا۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۴۷)

☆....... نقل ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم کے گھر پر چھ مہمان آئے اس کے گھر میں کچھ موجود نہ تھا کہ ان کی خاطر مدارات کرتا، آخر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور خاموشی سے بیٹھ گیا، اتنے میں کہیں سے آم آئے۔ حضرت کے ہاں معمول تھا کہ دس دس آم دیئے جاتے تھے چنانچہ حضرت نے اس شخص کو بلا کر اپنے ہاتھ سے دس آم دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے پھر دس آم اور دیئے اور فرمایا یہ تمہارے ایک مہمان کا حصہ ہے، پھر دس اور دیئے اور فرمایا کہ یہ تمہارے دوسرے مہمان کا حصہ ہے، غرضیکہ چھ ۶ مہمانوں کا حصہ اسی طرح دیا اور بعد ازاں چھ اشرفیاں جیب سے نکال کر دیں اور فرمایا کہ تم ہمارے فرزندوں کی طرح ہو جب بھی ضرورت ہوا کرے بے تکلف خانقاہ سے لے لیا کرو، انشاء اللہ یہ تنگی فراخی سے بدل جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ شخص بہت جلد مالدار ہوگیا۔ (ایضاً ص ۲۴۷)

☆....... حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عزیز فرماتے ہیں کہ دفعہ میری آنکھ میں درد ہوا بہت علاج کرایا لیکن بے سود۔ اتفاقاً ایک شخص دوا لایا اور اس کی بڑی تعریف کی، جب وہ دوا میری آنکھ میں ڈالی گئی تو میں اندھا ہوگیا۔ چند روز اسی حالت میں رہا، انہی دنوں حضرت حج سے واپس تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال عرض کیا۔ آپ نے بہت افسوس کیا اور اپنا لعابِ دہن میری آنکھوں میں لگا کر فرمایا کہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں بند کرلو اور گھر جا کر کھولنا۔ حسب الحکم گھر جا کر آنکھیں کھولیں تو بالکل روشن تھیں۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۱۴۵)

☆....... حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ

اللہ علیہ کا اس درجہ ادب واحترام کرتے تھے کہ جب حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ حسبِ معمول شام کے وقت پالکی میں بیٹھ کر تفریح کے لئے تشریف لے جاتے اور پالکی دولت سرائے معصومی کے سامنے سے گذرتی تو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ پالکی دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے اور جب تک پالکی نظر کے سامنے رہتی کھڑے رہتے۔ بارہا عرض کیا گیا کہ نہ آپ، حضرت کو نظر آتے ہیں اور نہ حضرت آپ کو، پھر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ فرماتے دکھانا مقصود نہیں ہے ادب مقصود ہے۔

اسی طرح آپ کے مکان میں بیری کا درخت تھا اُس کے بیر پہلے حضرت خواجہ محمد سعید علیہ الرحمہ کو بھیجتے پھر خود کھاتے یا دوسروں کو کھلاتے۔

(علماءِ ہند کا شاندار ماضی ص ۳۳۱)

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو عرصہ سے وجع المفاصل کی شکایت تھی۔ ۱۰۷۸ھ میں مرض کا بہت غلبہ ہو گیا اور اطبا لاچار ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اب دوا کی ضرورت نہیں لیکن محض بمقتضائے سنت دوا کی جائے تو مضائقہ نہیں۔ وفات سے قبل آپ نے کتاب وسنت کے پابند رہنے کی وصیت فرمائی۔ آپ آخری وقت میں سورۂ یٰسین تلاوت فرما رہے تھے کہ یکا یک آپ نے السّلام علیک یا نبی اللہ فرمایا اور واصل بحق ہو گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. آپ کا وصال دوپہر کے وقت بروز شنبہ ۹، ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو ہوا۔ وصال کے وقت آپ کے چہرۂ مبارک سے مسکراہٹ بہت نمایاں تھی۔ لوگوں نے آپ کے وصال کی بہت تاریخیں کہی ہیں، عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ نے تاریخِ وفات اس طرح کہی ہے "نورِ عالم رفت" "عالم تاریک باشد"

(جواہر معصومیہ ص ۴۲)

جس وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو ہلکی ہلکی پُھوار پڑ رہی تھی، ہزارہا آدمی شریکِ جنازہ تھے۔ قصرِ معصومی سے شمال کی طرف نمازِ جنازہ ادا ہوئی۔ آپ کے فرزند سوم حضرت شیخ عبید اللہ مروج الشریعۃ نے نماز پڑھائی اور قصرِ معصومی سے جنوب کی طرف آپ کو دفن کیا گیا، اور روشن آرا بیگم دختر شاہجہاں بادشاہ نے جو حضرت کی مریدتھی اپنے صرفہ سے روضۂ مقدسہ کی تعمیر کرائی اور ہر قسم کا سامانِ آرائش بہم پہنچایا۔

(ایضاً ص ۴۱)

اس وقت روضہ شریف کے اندر آٹھ قبریں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:
(۱) قیومِ ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ (۲) مروج الشریعہ خواجہ عبید اللہؒ فرزند سوم حضرت قیوم ثانیؒ (۳) شیخ ابویعلی فرزند اکبر حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ (۴) شیخ محمد اشرف، فرزند چہارم حضرت قیوم ثانیؒ (۵) شیخ محمد صبغۃ اللہ، فرزند اکبر حضرت قیوم ثانیؒ (۶) شیخ محمد ہادی، فرزندِ اکبر شیخ عبید اللہ مروج الشریعۃ (۷) شیخ الاسلام فرزند محمد پارسا (۸) نور معصوم بنیرہ محمد پارسا۔

آخر الذکر تین قبریں پائینتی میں واقع ہیں۔ شیخ محمد پارساؒ کا گنبد روضۂ مبارکہ کے باہر ایک گوشہ میں ہے اور شیخ محمد صدیقؒ کا گنبد روضۂ مبارکہ سے جانبِ شمال میں ہے۔ (جواہر معصومیہ ص ۴۳)

آپ کی اولاد میں چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ (۲) حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی حجۃ اللہ
(۳) حضرت شیخ محمد عبید اللہ مروج الشریعۃ (۴) حضرت شیخ محمد اشرف محبوب اللہ
(۵) حضرت خواجہ سیف الدین محی السنہ (۶) حضرت شیخ محمد صدیق محبوب الٰہی۔

صاحبزادیوں میں (۱) امت اللہ (۲) عائشہ (۳) عارفہ (۴) عاقلہ (۵) صفیہ۔
(جواہر معصومیہ ص ۴۴)

مکتوبات شریف میں آپ کے نام ستائیس مکتوب ہیں، جن میں سے سولہ (۱۶) مکتوب صرف آپ کے نام ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ دفتر اول ۲۹۴۔ ۳۰۰۔ ۳۰۲۔ دفتر دوم ۶۔ ۱۱۔ ۲۷۔ ۳۷۔ دفتر سوم ۵۳۔ ۶۲۔ ۷۴۔ ۷۶۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۹۴۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ اور نو ۹ مکتوب حضرت خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے نام مشترک ہیں، جو حسب ذیل ہیں۔ دفتر دوم ۵۵۔ ۹۸۔ دفتر سوم ۲۔ ۴۳۔ ۶۴۔ ۷۸۔ ۸۲۔ ۸۵۔ ۱۰۴۔ نیز دفترِ سوم میں صرف یہ لکھا ہے "بزرگ صاحبزادوں کے نام" اور کسی کا نام درج نہیں ہے۔ نوٹ: حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل سوانح حیات "انوارِ معصومیہ" شائع ہو چکی ہے جس میں اذکارِ معصومیہ اور حسنات الحرمین کے ترجمے بھی شامل ہیں۔ نیز آپ کے مکتوبات کے ہر سہ دفاتر کا ترجمہ بھی "مکتوباتِ معصومیہ" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت خواجہ محمد فرخ، خواجہ محمد عیسیٰ و خواجہ محمد اشرف علیہم الرحمہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چوتھے فرزند خواجہ محمد فرخ اور پانچویں فرزند خواجہ محمد عیسیٰ تھے۔ صاحب زبدۃ المقامات خواجہ محمد عیسیٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں "محمد عیسیٰ نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت آپ شکمِ مادر میں تھے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا تمہارے گھر میں فرزند تولد ہوگا اس کا نام ہمارے نام پر رکھنا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۲۴)

خواجہ محمد عیسیٰ جب چار برس کے ہوئے تو آپ سے کرامات کا ظہور ہونا شروع ہوا، حاملہ عورتیں آپ کی خدمت میں آتیں اور دریافت کرتیں کہ اس حمل میں لڑکا ہوگا یا لڑکی؟ آپ جیسا فرماتے ویسا ہی ظہور میں آتا۔ عورتیں دریافت کرتیں کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرماتے کہ میں ان کو پیٹ میں اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح تم کو دیکھ رہا ہوں۔ (حضرات القدس ص ۲۶۴)

آپ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ مولانا امان اللہ فقیہ اپنی شادی کے لئے سرہند سے چند منزل پر ایک گاؤں میں گئے، واپسی پر لوگوں نے بتایا کہ لڑکی والوں کو آپ کے نامرد ہونے کا شبہ ہے اس لئے لڑکی دینا نہیں چاہتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ محمد عیسیٰ کو طلب فرمایا اور واقعہ دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں، مولانا کا نکاح ہو چکا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز بعد آپ کا نکاح ہو گیا اور دلہن آ گئی۔ (ایضاً ص ۲۶۵)

نقل ہے کہ زمانہ وبا (طاعون) میں خواجہ محمد فرخ و خواجہ محمد عیسیٰ دونوں صاحبزادے بیمار ہوئے لوگوں نے مشورہ دیا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ رکھنا چاہیے تاکہ ایک دوسرے سے متاثر نہ ہوں۔ چنانچہ خانقاہ شریف کے حجرہ میں محمد فرخ کو اور زنانہ مکان میں محمد عیسیٰ کو رکھا گیا۔ اتفاقاً پہلے محمد عیسیٰ کا انتقال ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ محمد فرخ کو خبر نہ ہونی چاہیے۔ اتنے میں محمد فرخ نے از خود کہا "اے بھائی تم نے بیوفائی کی کہ ہم سے پہلے چلے گئے۔" مولانا عبدالحی جو اس وقت ان کے پاس موجود تھے کہنے لگے "بابا تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟ کہا کہ محمد عیسیٰ سے جو رحلت میں ہم سے سبقت کر

گئے''۔ مولانا نے کہا کہ محمد عیسیٰ تو مکان میں ہیں تم کو ان کے انتقال کی کیفیت کیسے معلوم ہوئی؟ کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ ملائکہ ان کو غسل دے رہے ہیں''۔ اسی دن شام کو بتاریخ ۷، ربیع الاول ۱۰۲۵ھ محمد فرخ نے بھی انتقال کیا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۶۴)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد فرخ و خواجہ محمد عیسیٰ کے متعلق اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''محمد فرخ کی نسبت کیا لکھا جائے گیارہ سال کی عمر میں طالب علم اور کافیہ خواں ہو گیا تھا اور بڑی سمجھ سے سبق پڑھا کرتا تھا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور کانپتا رہتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ بچپن ہی میں دنیائے کمینی کو چھوڑ جائے تاکہ عذابِ آخرت سے نجات ہو جائے۔ مرضِ موت میں جو احباب اس کی بیمار پرسی کو آتے تھے بہت عجائب و غرائب حالات اس سے مشاہدہ کرتے تھے۔

اور محمد عیسیٰ سے آٹھ سال کی عمر میں لوگوں نے اس قدر خوارق و کرامات دیکھے کہ بیان سے باہر ہیں۔ غرض قیمتی موتی تھے جو امانت کے طور پر ہمارے سپرد کئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ بلا جبر و اکراہ امانت والوں کی امانت ادا کر دی گئی۔ یا اللہ تو ان کے اجر سے ہم کو محروم نہ کرنا اور ان کے بعد فتنے میں نہ ڈالیو، بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔'' (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۳۰۶)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چھٹے فرزند خواجہ محمد اشرف تھے جو شیر خوارگی کے زمانے ہی میں وفات پا گئے۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۲۴)

(۷) حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتویں فرزند ارجمند اور آخرین اولادِ امجاد سے ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر اس آیت کا الہام ہوا ''اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى'' (ہم تجھے ایک یحییٰ نام کے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں) آپ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام یحییٰ رکھا۔ (روضۃ القیومیہ ص ۳۱۰ و حضرات القدس ص ۲۶۲)

لیکن زبدۃ المقامات صفحہ ۳۲۵ میں ہے کہ ''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ

کی ولادت سے پہلے الہام ہوا تھا کہ تمہارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تمہارے نام کو زندہ رکھے گا جب آپ پیدا ہوئے تو اس بشارت کی مناسبت سے آپ کا نام یحیٰ ہوا''۔

آپ قد و قامت، رفتار و گفتگو اور چشم و ابرو میں اپنے والد ماجد سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ (زبدۃ المقامات ص۳۲۶)

آپ ابھی کمسن ہی تھے کہ ایک روز حضرت شاہ سکندر علیہ الرحمہ تشریف لائے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ایک صاحبزادہ مجھ کو عنایت فرمائیں کہ مثل دانا و دیوانہ رہے۔ اتفاقاً اس وقت شیخ محمد یحیٰ موجود تھے آپ نے فرمایا اسی کو لے لو۔ شاہ سکندر نے اپنی نسبت ان کو القا کی اور فرمایا کہ آج سے اس مخدوم زادہ کو شاہ جیو کے نام سے پکارا کریں اس دن سے آپ کا لقب شاہ پڑ گیا۔

(حضرات القدس ص۲۶۳، زبدۃ المقامات ص۳۲۵)

حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے عالی استعداد رکھتے تھے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی برکت سے آٹھ نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اسی طفولیت کے زمانے میں تحصیلِ علم سے بھی آپ کو کامل محبت و رغبت تھی حتی کہ بچپن ہی میں استاد کے ساتھ آپ کی نسبتِ رابطہ اس قدر مشاہدہ کی گئی کہ کسی طفل سے ایسا مشاہدہ نہیں کیا گیا اور نہ سنا گیا۔ چنانچہ جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف سے واپس تشریف لائے تو خدام دو تین منزل آپ کے استقبال کیلئے گئے خواجہ محمد یحیٰ بھی ان کے ہمراہ گئے، لیکن جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے تین چار روز بعد (اس مقام سے) سرہند شریف تشریف لیجائیں گے تو صاحبزادہ موصوف نے حضرتؒ سے سرہند جانے کی اجازت چاہی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اتنی جلدی جانے کا کیا سبب ہے شاید تمہیں ہماری یاد نہیں رہی ہے''۔ عرض کیا ''ان چند روز میں میرے سبق کا حرج ہوگا اور میرا فلاں ساتھی مجھ سے آگے بڑھ جائے گا نیز مجھے اپنے استاد بھی یاد آتے ہیں''۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ کی گفتگو سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ایسی طبیعت کیوں نہ ہو جبکہ یہ طبقۂ علما اور خاندانِ حفاظ و صلحا سے ہیں اور صاحبزادہ کو سرہند شریف جانے کی اجازت دیدی۔

(زبدۃ المقامات ص۳۲۵)

اجمیر شریف میں جبکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اپنی رحلت کے ایام قریب ہونے کی بابت معلوم ہوا تو ایک روز آپ نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ محمد یحیٰ بھی اپنے بھائیوں کی طرح اس نسبت سے بہرہ ور ہو لیکن کیا کروں وہ ابھی بچہ ہے اور میرا زمانہ رحلت نزدیک ہے'' یہ فرمایا اور شفقت و محبت کو باعث آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۲۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں حضرت خواجہ محمد یحیٰ قرآن مجید تو حفظ کر ہی چکے تھے۔ حضرت کے وصال کے بعد اپنے بزرگ بھائیوں کی تربیت میں تحصیلِ علومِ معقول و منقول کی بھی تکمیل فرمائی، اس کے بعد پندرہ سال کی عمر میں نہایت پابندی اور کامل توجہ اور استحضار کے ساتھ کتبِ متداولہ کی درس و تدریس اور علوم کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے اور زہد و انقطاع، آزادی و بے تعلقی وضبط اوقات، سنت سنیہ کے اوضاع و اطوار کی پابندی اور اس طریقہ عالیہ کی رعایت کرنے میں پوری طرح دائم و قائم رہے جیسا کہ ان کی پیشانی مبارک پر نجابت اور نسبتِ معنویہ کی وراثت کے آثار اس امر کے شاہد عادل تھے۔ (ایضاً ص ۳۲۶)

آپ کی مقبولیت کے دلائل میں سے ایک بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی پوتی یعنی خواجہ کلاں خواجہ عبید اللہ کی دختر نیک اختر آپ کے نکاح میں آئیں، اس طرح آپ معنوی نسبت کے باوجود ظاہری نسبت میں بھی خصوصی امتیاز رکھتے ہیں۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۲۶)

آپ اپنے بھائیوں کے ہمراہ ۱۰۶۷ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور وہاں کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۲۵، ۳۲۶)

حضرت خواجہ محمد یحیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد اور بھائیوں سے اشارۂ سبابہ فی التشہد کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے اشارۂ سبابہ کا اولیٰ ہونا ثابت کیا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے:

صاحب زبدۃ المقامات مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تشہد میں اشارۂ سبابہ نہیں کیا کرتے تھے

اورفرماتے تھے کہ اگر چہ بعض احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں اور بعض روایاتِ فقہیہ سے بھی اس کا جواز معلوم ہوتا ہے لیکن جب میں نے اس پر اچھی طرح تتبع کیا تو احوط و مفتیٰ بہ ترک اشارہ معلوم ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علما نے اُسے حرام و مکروہ کہا ہے اور جب کوئی امر حلت و حرمت کے درمیان ہو تو ترک اولیٰ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں احناف کا عمل اصل و ظاہر الروایات پر ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواز اصل میں ذکر نہیں کیا بلکہ نوادر میں ذکر کیا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دفتر اول کے مکتوب نمبر ۳۱۲ میں اس مسئلہ کے متعلق بھی تحریر فرمایا ہے۔ تاہم آپ نے بعض نوافل میں احتیاطاً بوجہ احتمالِ سنت اشارۂ سبابہ پر عمل بھی کیا ہے"۔ (زبدۃ المقامات ص ۲۰۹)

اسی طرح خواجہ محمد سعید قدس سرہٗ کے متعلق مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"آپ نے ایک رسالہ تشہد میں رفع سبابہ کی ممانعت کے بارہ میں تحریر فرمایا ہے"۔
(حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۰۱)

اور زبدۃ المقامات صفحہ ۳۱۰ پر ہے:

"رفع سبابہ کے متعلق بھی حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ نے احناف کے مختار مذہب کے مطابق ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ عدم رفع سبابہ کا اولیٰ ہونا ثابت ہو جائے جب یہ رسالہ رفعِ سبابہ ثابت کرنے والے علماء کی خدمت میں پہنچا تو وہ جواب دینے میں حیرت زدہ رہ گئے"۔

لیکن حضرت خواجہ محمد یحیٰ علیہ الرحمہ اس بارے میں اپنے والد ماجد اور برادرانِ مکرم سے اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ صاحب نزہۃ الخواطر تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ محسن بن یحیٰ الترھتی "الیانع الجنی" میں تحریر فرماتے ہیں "خواجہ محمد یحیٰ وہ شخص ہے جس نے اشارۂ سبابہ کے مسئلہ میں اُن کی مخالفت کی ہے" یعنی یہ کہ انہوں نے نماز میں تشہد کے اندر اشارۂ سبابہ کے مسئلہ میں اپنے والد ماجد اور بھائیوں کی مخالفت کی ہے آپ کی چند تصنیفات ہیں"۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۴۳۵)

اشارۂ سبابہ فی التشہد کے بارے میں سلسلۂ مجددیہ کے بعض حضرات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ السامی اور صاحبزادگان کی تحریراتِ گرامی کے پیش نظر عدم

رفعِ سبابہ کو اولیٰ قرار دیتے ہوئے ترکِ اشارہ پر عمل کرتے ہیں اور بعض حضرات جمہور فقہائے اہلِ سنت کے اس فیصلہ پر عمل کرتے ہیں کہ اشارۂ سبابہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہی اولیٰ و مفتی بہ ہے اگرچہ طریقہ اشارہ میں اختلاف کافی ہے لیکن نفسِ اشارۂ سبابہ جمہور کے نزدیک مسلّم ہے اور تمام اہلِ سنت والجماعت کا اس پر قرونِ اولیٰ سے عمل چلا آرہا ہے اس سلسلہ میں ہم سلسلۂ مجددیہ کے کامل ترین بزرگ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہٗ العزیز کی تحریر درج کرتے ہیں تاکہ مجددیہ سلسلہ کے حضرات کے لئے بھی اس مسئلہ کے بارے میں عمل کی ایک راہ متعین ہوسکے جو جمہور اہلِ سنت سلف و خلف کے مسلک کے بھی مطابق ہے اور جیسا کہ حضرت مرزا صاحب موصوفؒ نے تحریر فرمایا ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلکِ صحیح کے بھی خلاف نہیں کہی جاسکے گی، کیونکہ ان کے صاحبزادۂ اصغر شاہ محمد یحییٰ قدس سرہٗ کا رسالہ اس کا مؤید ہے اور ان حضرات کے بعد کا رسالہ ہے جس کا حوالہ حضرت مرزا جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل مکتوب میں بھی موجود ہے وھوھذا:

''آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں رفعِ سبابہ سے منع فرمایا ہے اور تو آنجناب سے محبت کے باوجود رفعِ سبابہ کرتا ہے اور محب کے لئے محبوب کا اتباع لازم ہے۔ اے میرے مخدوم! اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے بندوں پر کتاب وسنت کا اتباع فرض قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

(یعنی اور جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کسی امر کا فیصلہ کردیا ہو تو پھر کسی مؤمن مرد و عورت کو اس بارے میں اس کے خلاف کوئی اختیار باقی نہیں ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى یَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

(یعنی تم میں کوئی شخص بھی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہوجائے) اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب کامل ہیں اپنے طریقہ کی بنیاد کتاب

وسنت کے اتباع پر قائم کی ہے اور علمانے رفعِ سبابہ کے اثبات میں بہت سے رسالے تصنیف فرمائے ہیں جو کہ صحیح احادیث وحنفی فقہی روایات پر مشتمل ہیں حتی کہ حضرت شاہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں، اس بارے میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اور رفعِ سبابہ کی نفی میں ایک حدیث بھی ثبوت کو نہیں پہنچی ہے اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا رفعِ سبابہ کا ترک کرنا اجتہاد کی بنا پر واقع ہوا ہے اور جو سنت نسخ سے محفوظ ہو وہ مجتہد کے اجتہاد پر مقدم ہے اور رفعِ سبابہ کا سنت ہونا ثابت ہونے کے بعد صرف اس دلیل سے اس کا ترک کرنا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ترک فرمایا ہے معقول نہیں ہے حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے سنت کے ترک پر بہت ڈرایا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی بھی حنفی مذہب رکھتے تھے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جب حدیث ثابت ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی موجودگی میں میرا قول ترک کر دو۔ پس امید یہ ہے کہ اس اجتہادی امر کے ترک اور صحیح حدیثوں کے اختیار کرنے پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ناراض نہیں ہوں گے۔

اور اگر لوگ یہ کہیں کہ کیا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر وسیع ترین علم کے باو جود رفعِ سبابہ کے ثبوت کی احادیث سے آگاہ نہیں تھے تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ آنجناب قدس سرہٗ کے زمانہ مبارکہ تک یہ کتابیں اور رسالے ملکِ ہند میں شہرت نہیں رکھتے تھے اور ان کی نظر مبارک سے نہیں گذرے تھے اس لئے آپ نے ترک اشارۂ سبابہ فرمایا تھا ورنہ آپ ہرگز رفعِ سبابہ ترک نہ فرماتے کیونکہ آپ اتباعِ سنت میں اکابرِ امت میں سب سے زیادہ حریص رہے ہیں۔ اور اگر لوگ یہ کہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نارضامندی بذریعہ کشف معلوم کر کے ترک فرمایا ہوگا، تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ کشف امورِ طریقت میں معتبر ہے احکامِ شریعت میں حجت نہیں۔ نیز جس مکتوب شریف میں آپ نے رفعِ سبابہ کو اولیٰ قرار دیا ہے کشف سے احتجاج نہیں فرمایا ہے اور امید ہے کہ آپ کی یہ جزئی مخالفت آپ کے قاعدۂ کلی کی رعایت کرنے کی وجہ سے عمدہ نتائج کے ساتھ بارآور ہوگی، وہ قاعدۂ کلی یہ ہے کہ آپ نے نہایت کوشش کے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے اتباع پر ترغیب دی ہے۔ والسلام۔ کلماتِ طیبات ص ۲۷، ۲۸ مکتوب پانزدہم ۱۵۔
حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۲۷، جمادی الاخری ۱۰۹۶ھ میں ہوئی اور سرہند شریف میں آپ کا مزارِ مقدس الگ گنبد میں زیارت گاہِ عالم ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادیاں

(۱) بی بی رقیہ: آپ نے بحالتِ شیر خوارگی وفات پائی۔

(۲) ام کلثوم: آپ نے چودہ سال کی عمر میں ۸، ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو وفات پائی۔

خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ زنانہ مکان میں تشریف فرماتھے کہ آپ کی صاحبزادی ام کلثوم جن کی عمر ابھی سات سال تھی استاد کے پاس سے آئیں اور افسوس کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ میں اس وقت تم سب کو حق تعالیٰ سے غافل پارہی ہوں۔ حضرت موصوف نے فرمایا ''بی بی تم پر اس حال کا پَرتو کہاں سے پڑا''؟ انھوں نے عرض کیا کہ جس وقت آپ فلاں عورت کو ذکر کی تلقین فرمارہے تھے میں بھی وہاں موجود تھی، میرا دل اسی وقت سے ایسا جاری ہوگیا کہ کسی وقت بھی غفلت طاری نہیں ہوتی اور جس کی طرف توجہ کرتی ہوں اس کے دل کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۶۵)

(۳) خدیجہ بانو۔ آپ صاحب اولاد ہوئیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر کلاں شیخ عبد الرزاق کے صاحبزادے شیخ عبد القادر سے منسوب تھیں۔ آپ کے تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہوئیں۔ صاحبزادوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ شیخ غلام محمد۔ شیخ عبد اللطیف۔ شیخ حاجی فضل اللہ۔ شیخ حاجی فضل اللہ سے صفیہ بیگم دختر حضرت عروۃ الوثقیٰ منسوب تھیں جن کے صاحبزادے صفر احمد تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
کے
خلفائے عظام

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان تمام خلفائے عظام کی تعداد جن کو خلافت و اجازت حاصل ہوئی ہے تقریباً پانچ ہزار بتائی جاتی ہے لیکن کتب سیر میں جن بزرگوں کے تذکرے مل سکے وہ درج کیے جاتے ہیں، انہی سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ بعض حضرات نے مریدین کی تعداد نو لاکھ درج کی ہے اب ہم حروف تہجی کے اعتبار سے خلفائے عظام رحمہم اللہ کے حالات شروع کرتے ہیں۔

حضرت شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ

شیخ عارف ولیِ کبیر حضرت آدم بن اسمٰعیل بن بہوہ بن یوسف بن یعقوب بن الحسین حسینی کاظمی بنوری ساداتِ صحیح النسب سے تھے۔ (نزھۃ الخواطر جلد ۵ ص ۱)

آپ کا اصلی وطن روم ہے۔

آپ کے بزرگ کسی وجہ سے ترکِ وطن کر کے ہندوستان آئے اور قصبہ بنور (مضافاتِ سرہند) میں اسکونت اختیار کر لی تھی۔

(سوانح عمری حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۳)

حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والد ایک شب خواب میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز میرے والد ماجد کو عنایت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اس کو کھالو، چنانچہ انھوں نے کھالی۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں اور میں پیدا ہوا، اب مجھ کو بتایا گیا ہے کہ وہ عطیہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میرا وجود تھا۔

(حضرت القدس دفتر دوم ص ۳۵۴ و حالات مشائخ نقشبند مجددیہ ص ۲۲۸۔

نقل ہے کہ آپ ابتدا میں شاہی لشکر میں ملازم ہوئے۔ لشکر کشی کے دوران اتفاقاً شاہی لشکر کافروں کے ایک گاؤں پر حملہ آور ہوا آپ بھی اس لشکر میں شامل تھے، وہاں

کے تمام باشندوں کو قتل کر دیا گیا، آپ ان کی عبادت گاہ میں گئے اور اسے مسمار کرنا چاہا تو دیکھا کہ وہاں بُت کے سامنے ایک شخص پرستش میں مشغول ہے اور ایسا مستغرق ہے کہ اسے قتل کا کوئی خوف و ہراس نہیں، آپ نے اس کے سامنے ہوکر اسے تلوار دکھائی اور کہا کہ یا تو مسلمان ہوجا ورنہ ابھی سر اڑا دوں گا۔ اس نے آپ کی بات کی ذرا پروانہ کی حتی کہ قتل ہوگیا۔ اس واقعہ سے متاثر ہوکر آپ نے شاہی ملازمت ترک کردی اور فقراء کی خدمت اختیار کی، اس زمانہ کے بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے فیض حاصل کیا لیکن کسی سے باطنی کشایش نصیب نہ ہوئی حتیٰ کہ ایک روز آپ نے ایک گوشہ نشین فقیر سے دریافت کیا کہ ''میں کوشش تو بہت کرتا ہوں لیکن کچھ حاصل نہیں ہوتا سبب'' اس نے کہا تمہارا حصہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہے جو اس وقت تمام اولیائے امت سے افضل ہیں ان سے تم کو کشایشِ باطنی نصیب ہوگی اور انہی کہ توجہ سے بہت سی نعمتیں حاصل ہوں گی۔ آپ نے یہ خوشخبری سن کر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ عالم پناہ کا رخ کیا۔ اثناءِ راہ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے خلیفہ حاجی خضر خاں افغان سے ملتان میں ملاقات ہوگئی۔ آپ کو چونکہ باطنی سلوک حاصل کرنے کا غایت درجہ شوق تھا اس لئے انھیں سے طریقہ عالیہ کے خواستگار ہوئے اور کچھ مدت حاجی خضر خاں افغان کی خدمت میں رہ کر مقاماتِ عالیہ سے مشرف ہوئے۔ چونکہ آپ کی استعداد کہیں زیادہ تھی اس لئے حاجی صاحب سے پوری طرح تسکین میں اجمیر بھیجدیا کیونکہ یہ دنوں حضرتؒ اجمیر میں تشریف فرما تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قبول کیا اور توجہ و نسبتِ خاصہ کے القا سے مشرف فرمایا جس سے شیخ کو پوری طرح تسکین و تشفی ہوگئی اور اس طریقہ کی فنا و بقا سے مشرف ہوگئے۔

(روضۃ القیومیہ ص ۲۱۴)

صاحب نزہۃ الخواطر نے خلاصۃ المعارف کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کو شیخ طاہر لاہوری سے بھی جذباتِ ربانیہ کا کچھ حصہ حاصل ہوا تھا۔ (نزہۃ الخواطر جلد ۵ ص ۱)

نقل ہے کہ ایک روز حضرت آدم بنوری علیہ الرحمہ نے اپنے کچھ بلند حالات حاجی خضر خاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کئے تو انھوں نے فرمایا مجھ کو اس سے زیادہ حاصل نہیں ہے اس لئے اب تم حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ آپ نے

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے حالات بیان کیے تو حضرت نے فرمایا یہ ابتدائی حالات ہیں ابھی کمال حاصل نہیں ہوا۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حضرت نے میرا شوق بڑھانے کے لئے ایسا فرمایا ہے ورنہ اس سے زیادہ کمالات اور کیا ہوسکتے ہیں، مگر چونکہ عقیدت پختہ تھی اس لئے حضرت کی خدمت اختیار کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کو معلوم ہوگیا کہ واقعی گذشتہ احوال موجودہ حالات کی نسبت سے ابتدائی بھی نہ تھے۔ پھر چند ماہ بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خلوت میں طلب فرما کر ارشاد کی اجازت اور خلافت سے سرفراز فرمایا اور اپنے وطن بنور جانے کی اجازت دی۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۵۵ و حالات مشائخ نقشبندیہ مجددص ۲۳۹)

''نکات الاسرار'' میں شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) کی آخری توجہ ہمارے ہزار رسالہ سلوک سے بدرجہا بہتر اور افضل ہے، اسی نے ہمیں قرب پروردگار کے انتہائی مقامات پر پہنچایا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تو ان کمالات کو پہنچ گیا، آج کل شاذ و نادر ہی کوئی ایسے مقامات پر پہنچتا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کی برکت سے ہے۔ اجمیر میں حضرت نے مجھے حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سے سرفراز فرمایا اور اجمیر ہی میں حقیقتِ قرآن کی خوشخبری عنایت فرمائی، سرہند شریف میں خلافت سے مشرف فرمایا بعد ازاں حضرتؒ کا وصال ہوگیا اور ہم مہجوروں کے سینے پر داغِ مفارقت دے گئے۔ (روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۲۱۵)

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتؒ کے مزارِ فائض الانوار پر دو سال تک رہا، بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہوکر رخصت فرمایا اور جو میرا مقصود تھا پورا ہوا جس قسم کا باطنی افادہ بحالتِ زندگی حضرت سے ہوا کرتا تھا ویسا ہی آپ کے مزار سے ہوا۔ (ایضاً ص ۲۷۸)

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو مخدوم زادوں کے لئے بہت سے تحفے دیکر سرہند شریف بھیجا اور احتیاطاً اپنے مرید دریا خاں کے سو (۱۰۰) سوار شیخ کے ہمراہ کر دیئے جب شیخ صاحب سرہند سے واپس آئے تو شیخ کی گرمی مجلس کا اثر ان لوگوں پر ہوا گو وہ اس وقت تک مرید نہ تھے لیکن شیخ کی مجلس میں بالکل

خاموش بیٹھتے اور بہت معتقد ہو گئے۔ اور دریا خاں سے شیخ کی بہت تعریف کی۔ چنانچہ دریا خاں بھی شیخ صاحب کا معتقد ہو گیا۔ پہلے پہل جو شیخ صاحب کے مرید ہوئے وہ وہی سو ۱۰۰ سوار تھے۔ شیخ صاحب زیادہ دریا خاں کے لشکر میں رہتے اور جو پٹھان اپنے وطن سے آتے وہ دریا خاں کے پاس ٹھہرتے اور چند دن بعد شیخ صاحبؒ کے معتقد و مرید ہو جاتے۔ اس طرح شیخ صاحب کو بہت مقبولیت حاصل ہوگئی۔ پہلے شیخ کا نام آدم خاں تھا۔ جب حضرتؒ نے خلافت عنایت فرمائی تو خان کو حذف کر کے شیخ آدم مقرر فرمایا۔

(روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۲۱۵)

حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ اُمّی تھے شروع میں علوم ظاہری حاصل نہ تھے کہ ایک روز آپ نے واقعہ دیکھا کہ ہاتف غیب نے ندا کی "اے شیخ آدم قرآن کیوں نہیں پڑھتے" عرض کیا کہ بار الٰہا تو قادرِ مطلق ہے اب بھی تعلیم فرما سکتا ہے۔ اسی وقت ایک نورانی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے آپ کے سینہ بے کینہ کو مَس کیا، قرآن شریف حفظ ہو گیا اور ظاہری علوم بھی حاصل ہو گئے۔ (خزینۃ الاصفیاج ۱ ص۔ ۶۳)

شیخ آدم بنوری علیہ الرحمہ محض امی تھے، فیض روح القدس کی مدد سے قرآن شریف حفظ کیا اور علوم ظاہریہ کی تعلیم بھی حاصل کی، اتباعِ سنت و دفعِ بدعت آپ کا خاص شیوہ تھا۔ ہزاروں طالبان خدا کو خدا رسیدہ کیا۔ آپ کی خانقاہ میں ہزار سے زائد طلبائے معرفت روزانہ جمع رہتے تھے اور ان کو لنگر سے کھانا تقسیم کیا جاتا تھا، آپ کے خلفاء کی تعداد ایک سو اور مریدین کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ (نزہۃ الخواطر)

میں آپ کے خلفاء کی تعداد ایک ہزار اور مریدین کی تعداد چار لاکھ درج ہے۔

آپ کی مجلس میں کسی امیر کو کسی فقیر پر فضیلت نہ تھی، نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا آپ کا خاص شیوہ تھا بالخصوص دنیا داروں کو ایسی سختی سے تنبیہ فرماتے کہ اس طرح کہتے کی کم لوگوں کو جرأت ہوتی ہے۔ اور آپ کی نصیحت با اثر ہوتی تھی سننے والا فوراً تائب ہو جاتا تھا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۵۴)

تذکرۂ آدمیہ میں ہے کہ آپ نے ۱۰۵۲ھ میں لاہور کا سفر کیا تو آپ کے ساتھ دس ہزار مشائخ اکابر تھے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ص ۲)

اس وقت وہاں شاہجہاں بادشاہ بھی موجود تھا۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ کہیں یہ

لوگ فساد برپا نہ کردیں اس لئے سعد اللہ خاں وزیر کو آپ کے پاس حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجا آپ نے وزیر کی جانب کچھ التفات نہ کیا اور اس نے جو بات کی اس کا بھی بہت لاپرواہی سے جواب دیا۔ اس پر وزیر برافروختہ ہو گیا اور بادشاہ کو ورغلایا۔ چنانچہ بادشاہ نے آپ کو مکہ معظمہ جانے کا حکم دیا۔ آپ پہلے ہی سے حج بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشتاق تھے اس لئے آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ لاہور سے وطن ہوتے ہوئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے پھر مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور حرم محترم میں اجازتِ اربعین حاصل کی۔ ان ممالک میں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۵۵ و ۲۵۶ و حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۲۹)

جب شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا تو شیخ کے مرید شیخ آدم کی حد سے زیادہ تعریف کرنے اور کہنے لگے کہ "ہمارے پیر حضرت مجددؒ کے نائب اور قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے افضل ہیں" اس قسم کی باتیں سُن کر حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو بہت رنج ہوا اور شیخ سے ناراض ہو گئے لیکن جب شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت کی ناراضگی کا علم ہوا تو حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ "میں آنجناب کا ادنی چاکر ہوں اگر مجھ سے سہواً خطا ہو گئی ہے جو آنجناب کے ملال خاطر کا باعث ہوئی ہو تو معاف فرمائیں"۔ حضرت نے معاف فرمایا اور بہت کچھ عنایت وشفقت فرما کر رخصت کیا۔ نقل ہے کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے قیام میں جب بھی جنت البقیع کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تو شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر دیر تک فاتحہ پڑھتے اور باطن میں ان کے مدد ومعاون ہوتے۔

(روضۃ القیومیہ ملخصا رکن دوم ص ۶۳)

حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ میں ہے کہ جب آپ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضۂ انور صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے تو مرقدِ اطہر سے دونوں دستِ مبارک ظاہر ہوئے اور شیخ نے بہزار شوق بڑھ کر مصافحہ کیا اور بوسہ دیا، یہ معاملہ حاضرین نے بھی مشاہدہ کیا۔ اور جب آپ نے مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی کہ یَا وَلَدِیْ اَنْتَ جَوَارِیْ (اے میرے فرزند تم میرے پڑوس میں رہو) چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا اور ۱۳/ شوال ۱۰۵۴ھ ۳/ دسمبر ۱۶۴۴ء کو

اسی مقدس سرزمین میں انتقال فرمایا۔ مزارِ مبارک جنت البقیع میں حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مزارِ پاک کے قریب ہے۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۶۳۰)

۷۴ سال کی عمر میں صاحب نزہۃ الخواطر لکھتے ہیں کہ حقایق و معارف میں آپ کے چند رسائل بھی ہیں جن میں سے ایک کا نام ''خلاصۃ المعارف'' ہے جو دو جلدوں میں بزبان فارسی ہے اس کی شروع عبارت اس طرح ہے: الحمد للّٰہ رب العالمین حمدًا کثیر اُبقدر کمالات اسمآئہ و الآ ئہ. وہ لکھتے ہیں کہ الحمد للہ یہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اور آپ کا ایک رسالہ نکات الاسرار ہے۔

(نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲)

تذکرۂ آدمیہ میں ہے کہ شیخ محمد جو شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے تھے روایت کرتے ہیں کہ قحط سالی کے دنوں میں جبکہ گندم نایاب تھا خانقاہ کے فقراء غلبہ کی غیر موجودگی اور خرچ کی زیادتی کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے آخر شیخ کی خدمت میں عرض حال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ غلہ دان میں جسقدر غلہ ہے اس کا منہ اوپر سے بند کردو اور اس کے نیچے سوراخ کر کے ہر روز بقدرِ ضرورت اس سے غلہ نکالتے رہو انشاء اللہ برکت ہوگی۔ چنانچہ مریدوں نے ایسا ہی کیا اور ہر روز بقدرِ ضرورت اس سوارخ سے نکال کر کام چلاتے رہے حتی کہ چھ مہینے اسی طرح گذر گئے اور غلہ کم نہ ہوا۔ جب نئے غلہ کا موسم آیا اور غلہ ملنے لگا تو غلہ دان کا منہ کھول کر دیکھا معلوم ہوا کہ غلہ اسی قدر موجود تھا جتنا کہ غلہ دان کا منہ بند کرتے وقت تھا۔ (خزینۃ الاصفیاج اص ۶۳۱)

نقل ہے کہ بنور میں ایک لڑکی جن کے آسیب میں گرفتار تھی جب وہ لڑکی اپنے خاوند کے پاس جاتی تو وہ جن اس کو نہ چھوڑتا اور اس کے خاوند کو بھی ستاتا تھا آخر لڑکی کا باپ عاجز ہو کر شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب جب بھی جن آئے تو اس کے کان میں کہہ دینا کہ شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان یہ ہے کہ یہاں سے چلا جاورنہ شیخ تجھ کو جلا دے گا۔ لڑکی کے والد نے ایسا ہی کیا۔ اسی وقت جن بھاگ گیا اور لڑکی کو صحت حاصل ہوگئی۔ (ایضاً ص ۶۳۴)

شیخ صالح نقشبندی فرماتے ہیں کہ جب میں طریقہ آدمیہ نقشبندیہ میں داخل ہوا تو میرے دل میں خیال آیا کہ مشائخِ متقدمین کے طریقے مجددیہ آدمیہ

جو سب طریقوں کے بعد میں ہے دیکھئے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی دن خواب میں دیکھا کہ ہر طریقہ کے مشائخ اپنے اپنے مریدوں کی کثیر جماعت کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے، میرے ساتھ مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تو بہت سعادت مند شخص ہے کہ طریقہ مجددیہ آدمیہ میں مرید ہوا ہے کہ یہ آخری طریقہ متقدمین کے طریقوں میں سب سے بہتر ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا تو بہت خوش ہوا اور اسی وقت خوشی خوشی حضرت شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ابھی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اے صالح! الحمدللہ کہ تیرے دل کو اطمینان حاصل ہو گیا۔''

(خزینۃ الاصفیاج ۲ص ۶۳۳و۶۳۴)

شیخ محمد شریف و شیخ ابو نصر جو کہ حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر اصحاب میں سے تھے فرماتے تھے کہ ایک مدت تک ہم آپ کی پیشانی مبارک پر لفظِ اللہ لکھا ہوا دیکھتے رہے اور دوسرے حضرات نے بھی ایسا ہی دیکھا۔ ایک روز ہم نے آپ سے اس معاملہ کا ذکر کیا تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا، اس کے اظہار سے منع فرمایا اور اپنا ہاتھ پیشانی مبارک پر پھیر کر اس لکھے ہوئے کو پوشیدہ کر دیا۔ (خزینۃ الاصفیا ۶۳۳)

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں، صاحبزادوں کے نام حسبِ ذیل ہیں: شیخ محمد اولیاءُ شیخ محمد عیسیٰ، شیخ محمد محسن، شیخ غلام محمد۔

(خزینۃ الاصفیاج ۲ص ۶۳۵)

مولانا احمد برکی علیہ الرحمہ

برک، کابل وقندھار کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، آپ اس شہر کے جید علماء میں سے تھے۔ مولانا کا ایک ہموطن دوست بغرض تجارت ہندوستان آیا تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سُن کر حاضر خدمت ہوا اور مرید ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا۔ واپسی پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کے کچھ اجزاء اپنے ہمراہ لیتا گیا۔ مولانا نے جب ان مکتوبات کا مطالعہ کیا اور ان سے حضرتؒ کے کمالاتِ باطنی کا اندازہ لگایا تو جذبہ دل نے سرہند شریف حاضر ہونے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ حاضرِ خدمت ہو کر حضرتؒ کی عنایت اور حضرتؒ کی صحبت کی برکت سے ایک ہی ہفتہ میں درجہ

کمال واکمال کو پہنچ گئے اور طریقہ تعلیم میں مجاز ہوکر وطن جانے کی اجازت حاصل کی۔ وطن پہنچ کرحسب الحکم کارِطریقت میں مشغول ہو گئے۔بعدازاں بذریعہ عرائض اپنے اور مریدوں کے احوال خدمتِ عالی میں عرض کر کے جواب وخطاب سے سرفراز ہوتے رہتے تھے۔ (سیرت امام ربانی ص۲۶۴و۲۶۵وتذکرہ مجددالف ثانی ص۳۳۶)

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکتوب مولانا یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ کوتحریرفرمایا جس میں آپ کی تعریف اس طرح تحریرفرمائی ہے:۔

''برادرعزیز! مولانا احمد برکی جس کو عام لوگ علمائے ظاہر سے جانتے ہیں اور وہ خودبھی اپنے احوال اور اپنے یاروں کے احوال کی خبرنہیں رکھتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باطن شہودِتنزیہی کی طرف متوجہ ہے جوجہل ونادانی کا مقام ہے۔اوراس کا ایمان علماء کی طرح ایمان بغیب ہے،اس کے باطن نے بلندفطرت ہونے کے باعث کثرت آمیزشہود کی طرف التفات نہیں کی اوراس کا ظاہر ترہّاتِ صوفیہ کے ساتھ فریفتہ اور مغرورنہیں ہوا۔اس کا وجودِمبارک ان اطراف میں غنیمت ہے۔یہ حالت جس کے حاصل ہونے کی آپ نے خبردی ہے مولانا مذکورمدت سے اس حالت کے ساتھ متحقق ہے خواہ اس کواس کا علم ہو یا نہ ہو۔فقیر کے نزدیک اس جگہ(کی اصلاح) کا مدار مولانا کے وجود پر ہے۔بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ امراُن اطراف کے صاحبانِ کشف پرکس طرح مخفی رہاہے(حالانکہ) فقیر کے علم میں مولانا (کی شرافت اور بزرگی) وجودِآفتاب کی طرح ظاہرو باہر ہے،زیادہ کیا تکلیف دی جائے۔دعاوفاتحہ کی التماس ہے والسلام۔

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر۲۷۴)

حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں خودمولانا احمد برکی کو ان کے بلند درجات کی خوشخبری سے متعلق تحریرفرماتے ہیں:۔

''اسی اثناء میں آپ کے حال پرتوجہ کی دیکھا کہ اس گردونواح کے سب لوگ آپ کی طرف دوڑتے آتے ہیں اور آپ کی طرف

التجا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کو اس زمین کا مدار بنایا گیا ہے اور ان حدود واطراف کے لوگوں کو آپ کے ساتھ وابستہ کیا گیا۔ للّٰہ سبحانہ الحمد و المنة علی ذلک (اس امر پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے) اس معاملہ کے ظہور کو واقعات میں سے نہ خیال کریں کیونکہ واقعات میں شک وشبہ کا گمان ہوتا ہے بلکہ مشاہدات اور محسوسات میں سے شمار کریں"۔ (ایضاً مکتوب نمبر ۲۷۵ دفتر اول)

پھر اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد شیخ حسن کو آپ کا قائم مقام بنانے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ حسن آپ کے ارکان دولت میں سے ہے، آپ کے معاملہ کا مدد ومعاون ہے اگر بالفرض آپ کو ماوراء النہر یا ہندوستان کی سیر کی خواہش پیدا ہوجائے تو وہاں آپ کا قائم مقام شیخ حسن ہے، اس کے حق میں اپنی التفات وتوجہ فرماتے رہیں اور بہت کوشش فرمائیں تاکہ ضروری علومِ دینی کی تحصیل سے جلدی فارغ ہوجائے۔ ہندوستان کی یہ سیر اس کے حق میں بھی غنیمت ہے اور آپ کے حق میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ملّتِ اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔ (آمین) (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۲۷۵)

اس مکتوب کے پہنچنے کے چند روز بعد مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کو سفر آخرت پیش آگیا جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے انتقال پُر ملال کی اطلاع ملی تو بقول صاحبِ زبدۃ المقامات "حضرت نے فاتحہ اور دعائے مغفرت سے ان کی روح کو شاد کیا۔ اور دیکھا گیا کہ جب کبھی مولانا موصوف کا تذکرہ آپ کی مجلس مبارک میں ہوتا تھا حضرت آپ کی تعریف فرماتے تھے اور لطف وعنایت کے ساتھ یاد فرمایا کرتے تھے۔" (زبدۃ المقامات ص ۳۷۰)

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتعزیت اور ان کے متعلقین کو نصیحت کے طور پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد عرض کرتا ہے اور مغفرت پناہ مولانا

احمد علیہ الرحمۃ کی ماتم پرسی بجالاتا ہے۔ مولانا کا وجود شریف اس وقت کے مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت اور اس کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (یا اللہ! تو اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈال)۔

اس کے بعد دوستوں اور یاروں سے امید اور التجا ہے کہ گذرے ہوئے لوگوں کی امداد و اعانت کریں اس امر میں بہت کوشش کریں کہ مولانا مرحوم کے فرزند پڑھیں اور علوم شرعیہ سے آراستہ ہو جائیں اور مولانا مرحوم کے احسان کا بدلہ ان کے بیٹوں پر احسان کر کے ادا کریں۔ ھَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانَ (احسان کا بدلہ احسان ہی ہے)

مولانا مرحوم کے اوضاع و اطوار کی رعایت رکھیں اور ان کے احوال و مقامات کو مدِّ نظر رکھیں، طریقہ ذکر اور حلقہ مشغولی میں کسی قسم کا قصور واقع نہ، سب دوست جمع ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے میں فانی ہوں تا کہ صحبت کا اثر ظاہر ہو۔

اور اس فقیر نے اس سے پہلے اتفاقیہ طور پر لکھا تھا کہ اگر مولانا (احمد برکی) سفر اختیار کریں تو ان کو چاہئے کہ شیخ حسن کو اپنی جگہ پر مقرر کریں، شاید قضا کو یہی سفر مقصود ہو اب بھی جو بار بار ملاحظہ کرتا ہوں تو شیخ حسن کو اس امر پر متعین اور مقرر پاتا ہوں۔ یہ بات بعض دوستوں کو ناگوار معلوم نہ ہو کیونکہ ہمارے اور تمہارے اختیار میں نہیں ہے، بہر صورت انقیاد و فرمانبرداری لازم ہے۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۱)

اتفاق سے انہی دنوں آپ (مولانا احمد برکی) کے بھائی شیخ عثمان اکبر آباد آئے ہوئے تھے جب وہ اکبر آباد سے سرہند شریف حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرتؒ نے شیخ احمد برکی کی خبرِ وفات ان سے بیان کی اور فاتحہ پڑھی تو شیخ عثمان نے بے اختیار ہو کر آہ و بکا کی اور شدتِ غم سے زمین تڑپنے لگے۔ لوگوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن حضرت نے فرمایا "ان کو مت روکو اس لئے کہ شیخ احمد برکی کی وفات پر آسمان و زمین

رو رہے ہیں اگر ان کا بھائی روتا ہے تو اس کو کیوں منع کرتے ہو''۔ بعض احباب اس بات سے متعجب ہوئے تو حضرتؒ نے فرمایا ''شیخ ایسے ولی تھے کہ نہ لوگوں نے ان کو پہچانا اور نہ شیخ نے اپنے کو ولی جانا۔'' مولانا احمد برکی علیہ الرحمہ نے ۱۰۲۶ھ میں انتقال فرمایا۔

مولانا احمد دیبنی علیہ الرحمہ

مولانا شیخ احمد بن ابی احمد حنفی نقشبندی علیہ الرحمہ دیوبند ضلع سہارنپور کے رہنے والے اور اہل علم وطریقت میں سے تھے۔ شروع میں آپ ایک مدت تک حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں رہ کر شرفِ تلمّذ حاصل کر چکے تھے اور دوسرے علماء سے بھی علم دین حاصل کیا۔ اس کے بعد برہان پور چلے گئے وہاں شیخ معظم محمد بن فضل اللہ علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور مدت تک ان کی خدمت میں رہ کر خلافت حاصل کی پھر آگرہ چلے آئے۔ حسنِ اتفاق سے ان دنوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آگرہ میں قیام پذیر تھے، آپ نے اس زریں موقع کو غنیمت جان کر صحبت اقدس میں حاضر ہو کر طریقہ عالیہ نقشبندیہ اختیار کیا اور آپ کی خدمتِ بابرکت میں عرصہ تک رہے۔ یہاںتک کہ جب حضرتؒ نے خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت سے سرفراز فرما کر برہانپور روانہ کیا تو آپ کی روحانی تربیت بھی میر صاحب کے سپرد فرمائی چنانچہ میر صاحب کی صحت میں حضور و نسبت خواجگانِ نقشبندیہ کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۸۴)

اسی دوران میں اتفاقاً مرشدِ سابق شیخ معظم محمد بن فضل اللہ سے ملاقات ہوگئی۔ شیخ نے دریافت کیا کہ جس ذکر کی میں نے تعلیم دی تھی اس میں آپ مشغول ہیں یا نہیں؟ آپ نے عرض کیا کہ میں نے خواجہ نعمان سے طریقہ خواجگانِ نقشبندیہ کا ذکر حاصل کر لیا ہے اس میں لذت پاتا ہوں اور اسی میں مشغول ہوں۔ شیخ چونکہ منصف مزاج اور حق پسند تھے اس لئے تھوڑے تاثر کے بعد فرمایا کچھ مضائقہ نہیں مقصد تو فائدہ حاصل کرنا ہے، حضوری کی دولت جس جگہ سے بھی بہم پہنچے اس کو لازم پکڑو۔

(تذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۴۶)

اس کے بعد پھر آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں

سرہند شریف حاضر ہوئے اور عرصہ تک حضرت کے آستانہ پر مقیم رہے اور حضرت کی عنایات اور فیوض و برکات سے بہرہ ور ہو کر خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کی صحبت میں اس درجہ اثر تھا کہ جو کوئی آپ کی صحبت میں حاضر ہوتا غلبہ جذب سے بے اختیار ہو کر تڑپنے لگتا اور بعض تو بالکل بے ہوش ہو جاتے اور بعض گریہ وزاری اور نالہ وفریاد کرتے تھے۔ الحاصل آپ کی توجہ اور تصرف میں بے انتہا اثر تھا۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۹)

مشہور ہے کہ آپ نے ابتدائے ارشاد کے زمانہ میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمتِ بابرکت میں ایک عریضہ لکھا کہ باوجودیکہ میں اپنے اندر کوئی حال وکمال محسوس نہیں کرتا لیکن میں نے دو طالبوں کو ذکر کی تعلیم دی تو ان سے احوال ظاہر ہوئے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ دوامِ آگاہی کے باوجود ذہول پیدا ہونے کی کیا وجہ ہے؟۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۹)

حضرتؒ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

”واضح ہو کہ وہ احوال جو ان دونوں شخصوں میں ظاہر ہوئے ہیں آپ کے احوال کے عکس ہیں جو اُن کی استعداد کے آئینوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ چونکہ وہ دونوں شخص صاحبِ علم تھے اس لئے انہوں نے اپنے احوال کو معلوم کر لیا اور آپ کو بھی اس حالِ مستور کے حاصل ہونے کے علم کی طرف راہنمائی کی، جس طرح کی آئینہ شخص کے خفیہ کمالات کے حاصل ہونے کی طرف دلالت کرتا ہے اور اس کے پوشیدہ ہنروں کو ظاہر کر دیتا ہے۔ مقصود احوال کا حاصل ہونا ہے اور ان احوال کا جاننا ایک علیحدہ دولت ہے، بعض کو یہ علم دیتے ہیں اور بعض کو نہیں دیتے لیکن دونوں صاحب ولایت اور قُرب میں برابر ہوتے ہیں۔“

پھر اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد دوسرے جزء کے متعلق یہ ارقام فرمایا:۔

”جان لیں کہ آگاہی حق تعالیٰ کی جناب میں حضورِ باطن سے مراد ہے جو کہ مشابہ بعلمِ حضوری ہے کہ جس کو دوام لازم ہے۔ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کبھی کوئی شخص اپنے نفس سے غافل ہوا ہے یا اپنی نسبت اس کو

غفلت ونسیان پیدا ہوا ہے۔غفلت وذہول علمِ حصولی میں متصور ہے
کیونکہ اس میں مغائرت پائی جاتی ہے۔علمِ حضوری میں سب حضور در
حضور ہے، اگرچہ نادان اور بیوقوف آدمی اس حضور سے دُور اور نفرت
کرنے والا ہے اور اس کے حاصل ہونے سے مغرور ہے۔پس آگاہی
کے لئے دوام لازم ہے اور جس میں دوام نہیں وہ مطلوب کی نگرانی ہے
جو اس آگاہی مذکور کے مشابہ ہے اس کا دوام مشکل ہے کیونکہ علمِ حصولی
کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے جو دوام سے بےنصیب ہے۔"

(مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۶)

آپ ایک مدت تک آگرہ میں طالبینِ معرفت کے افادہ میں مشغول رہے آپ کے ان دونوں مریدوں کے چہرہ سے اکابرِ سلسلہ کی خصوصیات ہویدا اور جذبہ وبیخودی کی شان آشکارا تھی۔ایک رئیسِ اعظم جو کہ آپ سے اخلاص رکھتے تھے آپ کو بنگالہ لے گئے آپ نے اس علاقہ میں قبولیتِ عظیمہ حاصل کی اور بہت لوگوں کو آپ سے فیض پہنچا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۸۵ وتذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۴۷)

حضرات القدس میں ہے کہ آپ نے ستر (۷۰) سال کی عمر میں وفات پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔ (حضرات القدس دفتر دوم، ۳۲)

زبدۃ المقامات اس سلسلہ میں خاموش ہے اور تذکرۃ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں لاعلمی کا اظہار ہے۔

مولانا امان اللہ لاہوری علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کامل خلفاء میں سے ہیں ۱۰۳۱ھ میں حج بیت اللہ کا شوق غالب ہوا اور پیادہ پا بغیر توشہ وزادِ راہ سفرِ حجاز کو چل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اور خود آپ کے متوسلین واحباب نے ہر چند چاہا کہ ان سے زادِ راہ قبول کرلیں لیکن آپ نے قبول نہیں فرمایا اور اسی بے سروسامانی کے ساتھ حجازِ مقدس پہنچے۔حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔پھر انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے لئے مصر وشام گئے اور وہیں آپ کا وصال ہو گیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۸۸ و ۳۸۹۔وتذکرہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۴۹)

مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ

آپ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم اصحاب اور اجل خلفاء میں سے ہیں۔ سرہند میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی، پندرہ ۱۵ سال کی عمر میں حضرت سے بیعت کی اور سترہ ۱۷ سال حضرت کی خدمت میں رہے۔ آخر سلوکِ باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں آپ کو کامل دسترس تھی۔ آپ نے شرح مواقف وتفسیر بیضاوی وعضدیہ مع حاشیہ سید الشریف، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور مطول مع حاشیہ سید شریف وشرح عقائد مع حاشیۃ الخیالی وتحریر اقلیدس وشرح المطالع مع حاشیہ سید علی، حضرت خواجہ محمد صادق سے پڑھیں۔

(روضۃ القیومیہ ص ۳۳۵)

آپ کی کئی تصانیف ہیں جن میں حضرات القدس بہت مشہور ہے جس کے حصہ اول میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ تک سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے تمام بزرگوں کے حالات ہیں دوسرے حصہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرتؒ کے صاحبزادگانؒ وخلفاء کے حالات درج ہیں اور اس کے آخر میں آپ نے اپنے حالات وواردات بھی تحریر فرمائے ہیں جو آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاصل ہوئے اور حضرت نے ان حالات کے اعلیٰ و اصلی ہونے کی تصدیق کی۔ حضرت آپ کے حال پر نہایت درجہ عنایت فرماتے اور اپنے عیال میں شمار فرماتے تھے۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۳۴)

چنانچہ آپ حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا ''اسی فنا وبقا سے ولایت متحقق ہوتی ہے'' مخدوم زادۂ اعظم (خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ) نے میری اس تحریر پر کہ جو کچھ حضرت کے باطنِ اقدس سے نکلتا ہے وہ فقیر کے باطن پر بھی ظاہر ہوتا ہے'' تعجب کیا اور فرمایا کہ ان کی ہمت بہت بلند ہے۔ حضرت نے فرمایا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ بقدر استعداد فیض حاصل کرتے ہیں اور یہ مصرعہ پڑھا۔ ع

بقدرِ آئینہ حسنِ تو می نماید رُو۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۶۰)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدت تک پشمینہ کی جائے نماز پر نماز ادا فرمائی چونکہ حضرت جمع بین المذاہب کی کوشش فرماتے تھے اور مذہب امام مالک میں پشمینی چیز پر سجدہ مکروہ ہے اس لئے سجدہ کی جگہ پر ایک سوتی کپڑا لگوالیا تھا اور برسوں حضرتؒ نے اسی مصلے پر نماز ادا فرمائی۔ جب وہ کپڑا زیادہ میلا ہو گیا تو خادم نے اس میلے کپڑے کو علیحدہ کر دیا اور اس کی جگہ نیا کپڑا لگا دیا۔ میں نے اس میلے کپڑے کو اپنی دستار میں محفوظ کر لیا تا کہ گھر جا کر اس کو تعظیم کے ساتھ محفوظ جگہ پر رکھدوں۔ اتفاقاً رات ہو گئی اور میں نمازِ عشا پڑھ کر سو گیا اور کپڑا ویسے ہی دستار میں رکھا رہا۔ (اس کپڑے کی برکت سے) اسی رات خواب میں جمالِ جہاں آرائے نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارہ مرتبہ سے زیادہ زیارت سے مشرف ہوا۔ ہر دفعہ میں بیدار ہو جاتا تھا پھر سو جاتا تھا اور پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔

(ایضاً ص ۳۶۸)

آپ اپنی تصانیف کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''اس حقیر مؤلف عفی عنہ نے قبلہ حاجات (حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کی حیات بابرکات کے زمانہ میں آپ کے مقامات کا مسودہ تحریر کیا اور اس کا نام ''سیرِ احمدی'' رکھا، اس کو آپ کی نظر کیمیا اثر میں پیش کیا۔ جب حضرت اس قصہ تک پہنچے کہ حضرت خواجہ (باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ) کو حضرت خواجہ ملنگی علیہ الرحمۃ نے استخارہ کا حکم دیا اور حضرت خواجہ نے استخارہ میں ایک طوطی دیکھی کہ شاخِ درخت سے اُڑ کر حضرت خواجہ کے دست مبارک پر بیٹھ گئی، الی آخر القصہ۔ فقیر نے اس طوطی کو طائرِ ہندی لکھ دیا تھا حضرت مجدد الف ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کاٹ کر لفظ طوطی تحریر فرما دیا اور بر سبیلِ مطائبہ فرمایا کہ ''الحمدللہ تمہاری پہلی تصنیف ہمارے احوال کے ذکر میں واقع ہوئی ہے۔'' گویا از راہ کشف معلوم فرما لیا تھا کہ اس حقیر سے مختلف تصنیفات واقع ہوں گی۔ الحق ایسا ہی ہوا کہ حضرت قدس سرہٗ کی وفات کے بعد کتاب کرامات در بارۂ اولیاء اثباتِ خوارقِ اولیاء بعدِ موت تصنیف کی گئی اور فتوح الغیب مصنفہ حضرت غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کا فارسی میں ترجمہ کیا اور ایک کتاب الروائح فی شرح اصطلاحاتِ صوفیہ واشغالِ قادریہ نقشبندیہ میں جمع کی اور ایک کتاب سنوات الاتقیا لکھی جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اس وقت

تک کے ارباب کمال کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۳)

علاوہ ازیں آپ نے درجات الابرار اور مجمع الاولیا بھی تصنیف فرمائی۔ نیز دارا شکوہ کے حکم کی تعمیل میں کتاب بہجۃ الاسرار کا ترجمہ کیا جو عربی زبان میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ مناقب میں ہے اور حضرت غوث الاعظمؒ کی کتاب روضۃ النواظر اور شیخ روزبہان بقلی کی تفسیر عرائس البیان کا بھی ترجمہ فرمایا۔

(نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۹۰)

حضرت مولانا بدرالدین علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر کی مسجد میں قبلہ کی طرف پشتِ مبارک کیے ہوئے دو زانو تشریف فرما ہیں میں بے اختیار ہو کر آپ ﷺ کے قدموں پر گر پڑا۔ اس کے بعد اٹھا اور دونوں ہاتھ دعا کی طرح اُٹھا کر التماس کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ مجھ کو کچھ بشارت دیجیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا اس کے بعد فرمایا کہ عنقریب تمہارے گھر میں لڑکے پیدا ہوں گے۔ اتفاق سے اس زمانے میں فقیر کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس واقعہ سے دس ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا اس کا نام محمد عارف رکھا اور اس کے بعد ہر حمل میں لڑکا ہی پیدا ہوتا رہا حتیٰ کہ تا حال بطفیل بشارتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے اور سات لڑکے مرحمت فرمائے''۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۶۵)

نیز فرماتے ہیں کہ ''میں نے دیکھا کہ ایک حوض دہ در دہ ہے، اس کے گرد ایک باغیچہ گول اور خوش وضع لگا ہوا ہے اور وہاں ایک عالی شان محل ہے اس میں حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور میں کنوئیں کے ڈول کے پانی گرنے کی جگہ بیٹھا ہوا ہوں ایک شخص مجھ سے حدیث کی ایک کتاب پڑھ رہا ہے اور ایک لفظ غیر مانوس کے متعلق کچھ تامل ہو رہا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس محل سے برآمد ہوئے اور باغ میں تشریف لائے کچھ ٹھہر کر اس لفظ کے معنی بیان فرمائے اور باغ کے دروازہ کی جانب روانہ ہوئے میں بھی دروازہ تک ہمراہ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری حدیث پڑھی جو مجھے بلفظہ یاد تھی مگر اب لکھنے کے وقت بھول گیا۔ (ایضاً ص ۳۶۷)

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کو ذکر کی تعلیم دیتے وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ذکر کے وقت آنکھیں بند کرنا شرط نہیں ہے مگر جب تک ذکر دل میں قرار نہ پا جائے آنکھیں بند رکھنی چاہئیں کہ جمعیتِ دل کے لئے آنکھوں کا بند کرنا خاص اثر رکھتا ہے۔

آپ کی ولادت و وفات کی تاریخ کے اظہار سے تمام کتب خاموش ہیں۔

شیخ بدیع الدین سہانپوری علیہ الرحمۃ

شیخ بدیع الدین بن رفیع بن عبدالستار انصاری سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ مشائخِ نقشبندیہ میں سے تھے۔ شہر سہارنپور میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور اپنے ہی شہر میں کچھ دن عربی پڑھی پھر دوسرے شہروں کی طرف سفر کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے درسی کتابیں پڑھیں اور طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا پھر طویل عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے۔ (نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۹۱)

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے خلیفہ اکبر اور اپنے علاقے کے مشہور مشائخ میں سے تھے، آپ عالم عامل متقی، پرہیزگار، خوش صحبت، شیریں کلام اور صاحبِ کشف و کرامات و معارف و بشارات تھے۔ ایام شباب میں آپ کو درویشوں سے عقیدت نہ تھی بلکہ ایک گونہ ان کا انکار کیا کرتے تھے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۰۳)

صاحبِ زبدۃ المقامات لکھتے ہیں کہ ''آپ ہندوستان کے بزرگ زادوں میں سے ہیں، ابتدائے زمانہ میں آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں توضیح وتلویح پڑھا کرتے تھے لیکن درویشوں کے ساتھ اعتقاد نہیں رکھتے تھے بلکہ نمازِ فریضہ بھی ادا نہیں کرتے تھے۔ میں نے خود شیخ موصوف سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جس سال بندہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحصیلِ علوم میں مصروف تھا ایک صاحبِ جمال نوجوان سے محبت ہوگئی تھی، جب اثناء سبق میں اس کا خیال آجاتا تا دل بے چین ہوجاتا تھا کہ کب سبق سے فارغ ہوتا ہوں تا کہ اس کے کوچہ میں جاؤں اور اس کے چہرے کے ورق کا نظارہ و مطالعہ کروں۔ ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز پڑھنی چاہئے اور جنایاتِ شرعیہ (یعنی شرعی گناہوں)

سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ گناہوں کے ارتکاب سے بھی علم ظاہری کے حاصل کرنے میں بے برکتی پیدا ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا بہت لوگوں سے میں نے یہ نصائح سُنے ہیں اگر حضرت کچھ جذب وتوجہ فرمائیں اور کوئی کرامت دکھائیں کہ جس کے ذریعہ سے میں زمرۂ صلحاء میں داخل ہو جاؤں تو ہوسکتا ہے ورنہ صرف نصیحت سے میرا عقدہ حل نہیں ہوسکتا۔

حضرت کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا اچھا تم کل صبح کو اس نیت سے ہمارے پاس آنا دیکھو کیا ہوتا ہے۔

صبح کو جس وقت میں نے جانے کا وعدہ کیا تھا اتفاقاً وہ دوست میرے گھر آ گیا جس سے مجھے دلبستگی تھی اس لئے میرا دل نہ چاہا کہ میں اسے چھوڑ کر حضرتؒ کی خدمت میں جاؤں۔ دو تین روز کے بعد پھر میں حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ فرمایا تم نے اچھا نہیں کیا وعدہ خلافی اچھی چیز نہیں ہے لیکن اب تم آئے ہو یہ بھی مبارک ہے جاؤ وضو کرو اور دوگانہ ادا کر کے آؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد حضرت مجھے خلوت میں لے گئے اور ذکرِ قلبی سکھا کر توجہ کی حتیٰ کہ میں مست و بیخود ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی حالت میں مجھے اٹھا کر میرے گھر لے گئے ایک روز کے بعد مجھے فاقہ ہوا۔ اس کے بعد میرا دل تمام گرفتاریوں اور تعلقات سے سرد ہو چکا تھا اور میں نے حضرتؒ کی خدمت لازم السعادت اختیار کی اور حضرتؒ کی نظر کیمیا اثر کی برکت سے میں خود کو اپنے آپ سے دُور اور عالم غیب سے نزدیک پانے لگا۔ انتہیٰ۔

بالجملہ شیخ موصوف نے سالہا سال حضرتؒ کے درِ دولت پر گذارے اور دیکھا جو کچھ دیکھا یہاں تک کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تعلیم طریقت کی اجازت دے کر اپنے وطن مالوف بلدۂ سہارنپور رخصت فرما دیا۔

آپ اپنے وطن مالوف پہنچ کر ارشاد و ہدایت طالبانِ طریقت میں مشغول ہو گئے کچھ عرصہ کے بعد شہر آگرہ میں جہاں اس سلسلہ کا کوئی خلیفہ نہیں تھا حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے آپ کو وہاں بھیج دیا اور فرمایا کہ ''دراں مقام استقامت بلیغ نمائی و بے امرِ ما از آنجا نہ برائی (وہاں کمال استقامت سے کام لینا اور ہماری اجازت کے بغیر وہاں سے نہ آنا)۔

چنانچہ آپ آگرہ گئے اور وہاں بہت مقبول ہوئے اس شہر کے فقراء اغنیاء سب باشندوں کو آپ کے فیوض و برکات بکثرت پہنچے اور مجلسیں خوب گرم ہوئیں۔ انہی ایام میں ابلیسِ پُرتلبیس نے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ تو حضرتؒ کے حکم کے خلاف امر کا مرتکب ہوا ہے اس لئے آپ بعض امورِ ممنوعہ کی اصلاح کی غرض سے وطن مالوف مراجعت کر آئے اور یہ حضرتؒ کے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور معلوم کیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت اس حکم کے خلاف عمل کرنے سے بہت گراں ہے۔ (آپ نے حضرتؒ کی خدمت میں) عریضہ لکھا کہ پھر دارالخلافہ آگرہ روانہ ہو جاؤں اور خدمتِ ارشاد پر پیش قدمی کروں۔ حضرتؒ نے منظور نہیں فرمایا اور فرمایا کہ ''وقت ہماں بود حالا اگر بروی تو دانی و باختیارِ تُست'' (وقت وہی تھا اب اگر جائے تو تیری مرضی ہے اور تجھے اختیار ہے) شیخ اضطراب کی حالت میں اس امید پر درالخلافہ آگرہ روانہ ہو گئے کہ جو غبار حضرتؒ کی طبیعت پر آ گیا ہے جاتا رہے۔

جب آپ آگرہ پہنچے تو اول اول اس دفعہ بھی آپ کی مجلسیں گرم ہوئیں اور لوگوں کو فیض پہنچا لیکن چونکہ آگرہ اس وقت دارالخلافہ اور فوجی علاقہ تھا۔ فوجی لشکر میں سے ایک جماعت جو اخلاص و ادب سے نا آشنا تھی آپ نے انھیں سخت لہجہ میں نصیحتیں شروع کیں اور اپنے بلند احوال اور بعض وہ وقائع و کشوف جن کا اظہار موجب فتنہ و فساد تھا ان کے سامنے بیان کرنے شروع کئے۔ چنانچہ معاملہ یہاں تک پہنچا کہ وہاں آپ کا ٹھہرنا نہ صرف دشوار ہو گیا بلکہ اس کا اثر آپ کے پیر بزرگوار قدس سرہ العزیز تک سرایت کر گیا۔ حتیٰ کہ سلطانِ وقت نے جو اس گروہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا تھا حضرتؒ کو طلب کر کے ایذا پہنچائی اور قید کیا۔ اگرچہ بعد ازاں سلطان اس امر سے نادم ہوا حضرتؒ سے معذرت چاہی لیکن یہ سوءِ ادب اس کے لئے نامبارک ہوا اور اس کی سلطنت میں فتنہ و فساد پیدا ہو گیا۔ اس قضیہ مذکورہ کے بعد شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ذوق بالکل مُردہ ہو گیا اور وہ اپنے وطن سہارنپور واپس آ گئے اور آخر وقت تک وہیں گوشہ نشین رہے۔

باوجودیکہ آپ کی عمر پچاس سال کو پہنچ گئی تھی آپ نے قرآن مجید حفظ کیا اور دینی علوم کے طالبوں کے افادہ و افاضہ میں مشغول رہے۔

جن ایام میں کہ راقم الحروف (مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مجدد

الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا آپ کا ایک عریضہ حضرت کی خدمت میں پہنچا جس میں تحریر تھا کہ ''حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارتہائے خاص پاتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھ پر عنایت کرتے اور نصائح فرماتے ہیں۔ ایک روز آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سراج الہند کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور زیادہ سے زیادہ طاعات وعبادات کا حکم فرمایا۔'' انتہی۔ (زبدۃ المقامات ص۳۴۶ تا ۳۴۹)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اس عریضہ کے جواب میں یہ چند کلمات تحریر فرمائے:۔ ''الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ رقیمہ شریفہ نے خوش وقت کیا۔ آپ کے واقعات مبشرات ہیں اور قابلِ تعبیر، لیکن ہر چند کہ تاویل کے قابل ہیں پھر بھی متور ہیں۔ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ جب آپ از دیادِ عمل پر مامور ہوئے ہیں جو کچھ عمل بھی ہو سکے اسے غنیمت جانیں کیونکہ یہ دینا دار العمل ہے واللہ الموفق۔ انتہی۔

(زبدۃ المقامات ص۳۴۹)

شیخ بدیع الدین موصوف کی عرضداشت مذکورہ کی مزید عبارت حضرات القدس سے درج کی جاتی ہے:۔

''ایک روز ارشاد ہوا کہ تو ہندوستان کا چراغ ہے اور عبادت کی زیادتی کیلئے مجھ کو حکم فرمایا، عالمِ غیب سے بشارت قطبیت کی دی جاتی ہے۔ اکثر اوقات آنے والے واقعات کی قبل از وقوع بلا قصد کے اطلاع دی جاتی ہے اور عالمِ غیب سے عجیب بشارتیں ہوتی ہیں کہ حضور والا ہی سے عرض کرنے کے قابل ہیں۔ آج کل چند طالبانِ صادق جمع ہو گئے ہیں اور سرگرمِ کار ہیں اور احوال بلند حاصل کر رہے ہیں حضورِ نقشبندیہ کو تھوڑی ہی مدت میں اپنا ملکہ بنا لیا ہے اور اہل نسبت ہو گئے ہیں۔ بعض فنائے جسدی سے مشرف ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ احوال ضروری و برزخ کو بہتر جانتا ہے۔

بعض طالبین بسببِ لذت ترکِ خانماں کر رہے ہیں۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص۲۰۷)

شیخ بدیع الدین ایک دوسرے عریضہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت سلامت! اللہ تعالیٰ نے آپ کی توجہ پاک کے طفیل میں

دولتِ مشاہدہ سے سرفرازی بخشی ہے۔ایک زمانہ سے تمنا تھی ایک مرتبہ زیارت بابرکتِ جمالِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میسّر ہو جائے کہ آپ کے آستانہ عالی پر سر رکھوں اور آپ کے انوارِ کمالات سے پرتو حاصل کروں۔خدائے پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے ایک رات نماز تہجد کے بعد اس دولت سے سرفراز فرمایا اور ایسا معلوم ہوا کہ اس مقام کا خدمت کا انتظام حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے اور بغیر آپ کے واسطہ کے اس بارگاہِ اقدس میں داخل ہونا دشوار ہے اور اس مقام کے انوار کے حصول سے کامل ترین اولیاء اللہ بسبب کمالِ اتباعِ سرورِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مشرف ہوتے ہیں اور اقتباس کرتے ہیں۔ (ایضاً)

شیخ بدیع الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے حلقہ ذکر میں دیکھا کہ میں صحبتِ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں۔ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپ سنتِ زوال ادا فرماتے ہیں۔حضرت ﷺ نے قدرے توقف فرمایا۔فقیر نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سنتِ زوال پڑھتے ہیں اور ان کی عادت ہے کہ جو عمل حضرت ﷺ کی ذاتِ مبارک سے وجود میں آیا ہوا اس کو وہ بجالاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدرے مراقب ہوئے اور پھر فرمایا کہ جو عمل میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں وہ حق ہے اور بعینہ ہمارا عمل ہے اور یہ نماز ہم بھی ادا کرتے ہیں۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۰۶)

نقل ہے کہ جس زمانہ میں بادشاہِ وقت نے ایک جماعت کی بدگوئی کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکراہ کے ساتھ اکبرآباد بلایا تھا۔شیخ بدیع الدین علیہ الرحمہ کو بادشاہ کے مقرب مصاحبوں میں سے ایک امیر کے ساتھ کچھ قرابت کا تعلق تھا لیکن چونکہ اقارب مانند عقارب (بچھوؤں کے) ہوتے ہیں اس لئے اس امیر کو شیخ موصوف اور حضرتِ ممدوحؒ کے ساتھ خاص عداوت تھی۔شیخ اس نازک موقعہ پر اس

کے گھر گئے اور بہت خوشامد کر کے کہا کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بچانے کے لئے سعی کریں وہ بدنصیب پرانی عداوت کی بنا پر کہنے لگا میری تو برسوں کی تمنا اب پوری ہوئی ہے دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔ جوش وجذب میں آکر آپ نے فرمایا کہ ہم بھی دیکھیں گے کون کس کا کام ختم کرتا ہے اور وہاں سے اسی حالتِ نماطرِ خستہ میں اٹھے اور اپنی جائے قیام پر آکر توجہ فرمائی۔ وہ بدنصیب عزیز قبل ازیں کہ اس کو بدگوئی کرنے کا موقع ملے دو تین دن کے اندر مر گیا۔ (ایضاً ص ۳۰۹)

نزہۃ الخواطر میں ہے کہ آپ کی وفات ۱۰۴۲ھ میں اپنے وطن سہارنپور میں ہوئی جیسا کہ مہر جہانتاب میں ہے۔ (نزہۃ الخواطر ج۵ ص ۹۱)

شیخ حسن برکی علیہ الرحمۃ

آپ اس راہ کے جوانمرد اور صاحبِ استقامت، جامع شریعت وحقیقت، صاحب مقامات وواردتِ روشن اور صاحبِ علوم لدنیہ تھے، علومِ ظاہری میں پوری قابلیت رکھتے تھے اور شیخ احمد برکی کے شاگرد تھے۔ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف وتوصیف سُنی تو حضرتؒ کے آستانہ عرش نشان پر حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور حضرتؒ کی صحبتِ بابرکت میں حالات ومقامات حاصل کر کے اپنے وطنِ مالوف کی طرف واپس ہو گئے اور شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں عمرِ عزیز بسر کرتے رہے۔ (حضرت القدس دفتر دوم ص ۳۴۳)

جب شیخ احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کی اطلاع پہنچی تو حضرت ایک مکتوب میں مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ مولانا حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا سرِ حلقہ بنانے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

”شیخ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا طریق مولانا (برکی) کے ساتھ زیادہ مناسبت رکھتا ہے اور مولانا نے آخر میں جو نسبت اس طرف سے حاصل کی تھی شیخ حسن اس نسبت میں شریک ہے اور دوسرے دوست اس مطلب سے بے بہرہ ہیں اگرچہ کشف وشہود حاصل کر لیں اور توحید واتحاد سے مشرف ہو جائیں لیکن یہ دولت اور ہے اور یہ کاروبار الگ ہے

کشوف کو یہاں جَو کے برابر بھی نہیں لیتے اور اس توحید واتحاد سے استغفار کرتے ہیں۔
غرض دوستوں کو لازم ہے کہ شیخ کی تقدیم (آگے بڑھانے) میں توقف نہ کریں اور اس کو سرِ حلقہ بنا کر اپنے کام میں مشغول ہو جائیں۔ برادرم خواجہ اویس یہ بات دوستوں کو سمجھا کر حلقہ مشغولی کی طرف رہنمائی کرے اور شیخ حسن کی طرف ترغیب وتربیت فرمائے۔ حسن کو بھی چاہئے کہ اپنے پیر بھائیوں کے دل محافظت کرے اور برادری کے حقوق بجالائے اور فقہ کی کتابوں کا مطالعہ نہ چھوڑے، احکام شریعت کو پھیلائے اور سنتِ سنیہ کی متابعت کی ترغیب دے اور بدعت سے ڈرائے اور ہٹائے اور ہمیشہ التجا وتضرع وزاری کرتا رہے ایسا نہ ہو کہ نفسِ امارہ دوستوں پر پیشوائی اور ریاست حاصل ہونے کے باعث ہلاکت میں ڈال دے اور خراب وابتر کر دے۔ ہر وقت اپنے آپ کو قاصر وناقص جان کر کمال کا طالب رہے اور نفس وشیطان دو بڑے دشمن گھات میں لگے رہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ راستہ سے بھٹکا دیں اور محروم وناامید کر دیں۔"

(مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۱)

آخر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے فرمان کے مطابق مولانا شیخ حسنؒ مولانا احمد برکیؒ کے جانشین قرار پائے اور افادہ وافاضہ میں مشغول ہو گئے، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے استاد کا شیوہ وطریقہ اختیار کیا اور مراقبہ ومجاہدہ اور رفعِ بدعت میں اپنی ہمت صرف کرتے رہے یہانتک ترقی کی کہ بلند مقامات پر پہنچ گئے جیسا کہ آپ کے اُن عریضوں سے جو آپ نے حضرت موصوفؒ کی خدمت میں ارسال کئے تھے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ایک عریضے میں آپ نے بعض اصطلاحاتِ صوفیہ کا رد کر کے ان پر چسپاں کیا تھا اور آخر میں لکھا تھا کہ وہ معارف جو اس بے بضاعت کو تسلی دیتے ہیں معارفِ شرعیہ ہیں، گویا احکامِ شرعیہ میں سے ہر ایک حکم دریچہ ہے جو شہر مقصود تک پہنچانے والا اور اس شاہِ بے نشان کا پتہ بتانے والا ہے اور یہ بیت مدنظر ہے۔

ما بہ سفرمی رویم عزمِ تماشا کراست　　　ما برادمی رویم کہ ہمہ عالم وراست

(زبدۃ المقامات ص ۳۸۰)

ہم سفر پر جارہے ہے تماشا کا ارادہ کس کا ہے، ہم اس تک جاتے ہیں جو کہ تمام عالم سے وراء الوراء ہے) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے اعتراض گراں

گزرے اور حضرتؒ نے آپ کو تحریر فرمایا:

''آپ کو واضح ہو کہ یہ سب بیہودہ اعتراض اور زباں دارزیاں ہیں جو آپ نے مشائخِ طریقت قدس سرہم پر کی ہیں، انا کا باعث ہے کہ آپ نے ان بزرگواروں کی مراد کو نہیں سمجھا۔ توحیدِ شہودی جس کے معنی ہیں ''ایک دیکھنا'' اور جو ماسواء کے نسیان پر وابستہ ہے، ان بزرگواروں کے نزدیک طریقت کی ضروریات میں سے ہے، جب تک یہ حاصل نہ ہو اغیار کی گرفتاری سے خلاصی نہیں ہوتی اور آپ اس دولت اور دولت والوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ شہود و رویت جو ان بزرگواروں کی عبارات میں واقع ہے اس سے مراد حضور بیچونی ہے جو مرتبہ تنزیہ کے مناسب اور احاطہ ادراک سے جو کہ عالم چون سے ہے باہر ہے اور اس دولتِ حضور کو دینا میں باطن کے ساتھ مخصوص رکھا گیا ہے ظاہر کو ہر وقت دوبینی سے چارہ نہیں، اسی واسطے کہتے ہیں کہ جس طرح عالمِ کبیر میں مشرک و موحد ہے اسی طرح عالمِ صغیر میں بھی مشرک و موحد جمع ہے، کامل کا باطن ہر وقت موحد ہے اور اس کا ظاہر مشرک، پس کامل کا باطن ہر وقت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف لگا رہتا ہے اور اس کا ظاہر اہل وعیال کی تدبیر میں، اس میں کوئی ڈر نہیں یہ اعتراض بے سمجھی کے باعث ہے۔

آپ کو اس قسم کی باتیں نہ کرنی چاہئیں اور حق تعالیٰ کی غیرت سے ڈرنا چاہئے بظاہر (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس وقت کے مدعی آپ کو اس فتنہ وفساد پر آمادہ کرتے ہیں آپ کو بزرگوں کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ اگر ان مدعیوں کی نئی بنائی اور من گھڑت باتوں پر اعتراض کرتے تو بجا تھا لیکن وہ امر جو قوم کے نزدیک مقرر اور طریقت میں ضروری ہے اس پر اعتراض کرنا نامناسب ہے۔ آپ نے فقیر کے رسالوں اور مکتوبات میں دیکھا ہے کہ توحیدِ شہودی کی نسبت کس قدر لکھا ہے، اس کو طریقت کی ضروریات سے مقرر کیا ہے۔

آپ کو چاہئے تھا کہ اس کے معنی دریافت کرتے اور ادب سے سوال کرتے، یہ ایک پھول ہے جو مولانا احمد علیہ الرحمۃ کی جدائی کے بعد کھِلا ہے مولانا کی زندگی میں اس قسم کی باتیں آپ سے کبھی ظاہر نہ ہوئی تھیں، خیر اچھا ہوا کہ آپ نے لکھا اور آپ کو تنبیہ و آگاہی ہوئی آئندہ بھی جو کچھ ظاہر ہوتا رہے لکھتے رہا کریں اور صحت وسقم کا ملاحظہ نہ کیا کریں۔ کیونکہ اگر صحیح ہوگا تو خوشی کا باعث ہے اور سقیم ہوگا تو تنبیہ کا باعث ہوگا۔ بہر صورت لکھنے میں سستی نہ کیا کریں۔ سال کے بعد آپ کا خط قافلہ کے ہمراہ آتا ہے سال میں ایک بار تو

ضروری نصیحتوں کا لکھنا ضروری ہے جب تک آپ نہ لکھیں اور نہ پوچھیں تب تک گفتگو کا راستہ نہیں کھلتا۔''

دوسرے جملے کے متعلق حضرتؒ اسی مکتوب میں چند سطروں کے بعد تحریر فرماتے ہیں:۔

''آپ کی یہ معرفت اصلی اور بہت اعلیٰ اور بہت امید بخشنے والی ہے۔اس معرفت کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی حتیٰ کہ مکتوب کی پہلی پراگندگی کو بھی دور کردیا حق تعالیٰ اس راہ سے آپ کو منزل مقصود تک پہنچائے''۔

(مکتوب شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۷۷)

شیخ حسن برکی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر نماز تہجد پڑھ رہا تھا کہ نحن اقرب الیه من حبل الورید کے معانی ظاہر ہوئے اور پردۂ حیرت اٹھادیا گیا اور عین الیقین سے مشرف کیا گیا، زبانِ قلم اس مقام کی حقیقت بیان کرنے سے قاصر اور سننے والے کی سمجھ اس کے سمجھنے سے معذور ہے،اس کے بیان کے لئے لب نہیں کھل سکتے ،عالم مثال میں اس حالت کی یہی ایک مثال ہوسکتی ہے کہ جسم میں روح مخاطب ہے اور جسم روح کے ہے بمنزلہ لباس کے ہے اور روح کی خالقِ ارواح کے ساتھ یہی نسبت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کے لئے رگِ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے، یہ قرب مخلوق کے لئے بعد ہے کیونکہ یہ قرب بیچون اور بے چگون ہے جس کے ساتھ عالم کو بجز خالق و مخلوق ہونے اور صانع و مصنوع ہونے کے اور کچھ تعلق نہیں ہے۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۴۴)

نقل ہے کہ آپ کا ایک جوان صاحبزادہ قابل اور طالبِ صادق تھا جو آپ کو اطلاع دیئے بغیر حضرات خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سرہند چلا آیا تھا آپ اس سے بالکل بے خبر تھے۔ وفات کے وقت آپ نے اس کو یاد فرمایا پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا مجھ کو بشارت دی گئی ہے کہ وہ حضرت مخدوم زادۂ عالی قدر کی خدمت میں ہے اور اب حضرت نے اس کو اجازت و خلافت دیکر روانہ کیا ہے اور اب وہ راستہ میں ہے تھوڑی دیر میں آجائیگا اور میرا قائم مقام ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا،اس کے بعد آپ کا انتقال

ہو گیا اور اپنے وطن عثمان پور میں دفن ہوئے۔ (ایضاص ۳۶)

شیخ حمید بنگالی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم خلفا میں سے ہیں، آپ کا وطنِ مالوف شہر منگل کوٹ ضلع بردوان بنگال ہے۔ آپ جامعِ علوم معقول ومنقول تھے، آپ کا تشرع وتقوی، رعایتِ عزیمت اور ترکِ رخصت کمال درجہ کا تھا، آداب سلسلہ نقشبندیہ کا اتباع اور طریقہ احمدیہ کی موافقت آپ کے صفاتِ حمیدہ اور خصائلِ پسندیدہ میں داخل تھی، آپ کے فقر وقناعت، زہد توکل اور استقامت کا بیان زبانِ قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ صرف ایک سال حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت فیض اقدس میں رہے، آپ کے منازل سلوک راہ جذب سے انجام پائے اور آپ نے درجہ ولایت کو پہنچ کر مراتبِ کمال وتکمیل حاصل کیے۔ حضرت نے آپ کو خلافت عطا فرما کر آپ کے وطنِ مالوف کو رخصت کیا اپنے وطن میں پہنچ کر تدریسِ علوم ظاہری اور ارشادِ شکوکِ باطنی میں مشغول ہو گئے، وہاں آپ کو بڑی قبولیت اور خاص وعام میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ (حضرات القدس)

آپ کی توبہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کے اسباب اس طرح بیان کیے جاتے ہیں کہ آپ بنگال سے دینی علوم حاصل کرنے کی غرض سے لاہور آئے۔ تحصیل علوم کے بعد اپنے وطن مالوف کو جاتے ہوئے آگرہ میں اپنے پرانے دوست مولانا عبدالرحمٰن مفتیٔ لشکرِ سلطانی کے پاس چند روز کے لئے ٹھہر گئے۔ آپ شروع سے صوفیائے کرام کے خلاف تھے اور ان پر شدید نکتہ چینی کیا کرتے تھے اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کوئی عقیدت نہ تھی اور مشربِ وحدۃ الوجود کا بھی انکار کرتے تھے۔ حسنِ اتفاق کہ شیخ حمید بنگالی کے دورانِ قیام میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اکبر آباد تشریف لے آئے اور مولانا عبدالرحمٰن موصوف کے مکان کے متصل ہی قیام پذیر ہوئے۔ چونکہ مولانا عبدالرحمٰن اور ان کے اہل وعیال حضرت کے معتقدین میں سے تھے (اس لئے شیخ حمید نے مناسب سمجھا کہ کسی اور جگہ منتقل ہو جائیں) چنانچہ شیخ حمید نہایت مضطرب انداز میں مولانا کے پاس آئے

اور کہنے لگے کہ میں کسی دوسرے محلہ میں جا کر قیام کرونگا، آپ کے پاس میری جو کتابیں درسالے ہیں مجھے واپس دیدیجئے۔ مولانا نے کہا کہ آخر مکان تبدیل کرنے کی کیا وجہ ہے؟ شیخ حمید نے جواب دیا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تمہارے پڑوس میں آئے ہوئے ہیں اور میں ان سے ملاقات کرنا نہیں چاہتا۔ مولانا نے کہا حضرت ایک بزرگ اور عالم مردِ صالح ہیں ناخوشی مناسب نہیں ہے۔ جواب دیا کہ میں ان سے قدرے آشنائی رکھتا ہوں آکر کسی روز قرب وجوار میں ملاقات پیش آجائے گی، اگر ہم اکٹھے نہ ہوں تو بھی مشکل ہے اور اگر جمع ہوں تو اس سے بھی زیادہ مشکل ہے کہ میں اس قسم کے بزرگوں کے سامنے آنے کی تاب نہیں رکھتا یہ کہہ کر کسی دوسرے محلّہ میں چلے گئے اور سامان بھی لے گئے۔

شیخ حمید دو تین روز کے بعد اپنی ایک کتاب لینے کے لئے آئے جو بھو لے سے مولانا موصوف کے ہاں رہ گئی تھی۔ دونوں اکٹھے بیٹھے تھے اور علمی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے ہاں تشریف لے آئے۔ مولانا نے حسبِ عادت نہایت عقیدت وارادت کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا استقبال کیا اور ان کی خاطر وتواضع میں لگ گئے۔ شیخ حمید ایسے وقت پر اپنے آنے سے بہت شرمندہ وپشیمان ہوئے۔ حضرت ممدوحؒ نے تشریف رکھتے ہوئے مولانا سے فرمایا کہ ہم ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا کہ کونسا مسئلہ ہے جو حضور سے پوشیدہ ہے۔ فرمایا کہ آپ مفتی ہیں اس لئے آپ سے پوچھ کر عمل کرنا احوط ہے۔ اس کے بعد ایک نہایت واضح اور مشہور مسئلہ دریافت کیا۔ پھر شیخ حمید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''ہائے شیخ حمید اینجا بودہ اند'' (ہائیں شیخ حمید یہاں پر ہیں) اور ایک دو دفعہ خاص انداز سے نظر ڈال کر مراقبہ میں مستغرق ہو گئے، اس کے بعد یکا یک وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے مولانا نے ہر چند عرض کیا کہ تھوڑی دیر اور تشریف رکھیں اور یہیں ماحضر تناول فرمائیں مگر حضرتؒ نے قبول نہیں فرمایا۔ آخر مولانا حضرتؒ کی مشایعت کیلئے دروازہ تک آئے۔

مولانا کا خیال تھا کہ شیخ حمید ''بداعتقادی'' کی وجہ سے اپنی جگہ سے بھی نہ اٹھے ہونگے مگر دیکھا کہ وہ باچشم پرنم حضرتؒ کے پیچھے پیچھے چلے جارہے ہیں اور حضرتؒ ان کی طرف مطلقاً توجہ نہیں فرماتے۔ آخر حضرتؒ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور شیخ حمید

حضرتؒ کے دروازہ پر پہنچ کر حیران و پریشان دست بستہ سر جھکائے کھڑے رہ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرتؒ نے آپ کو خلوت میں طلب فرمایا اور طریقت کی تعلیم دی اور جذبہ ونسبت سے مشرف فرمایا حتیٰ کہ شیخ حمید اس درجہ تک مغلوب الحال اور حضرتؒ کی خدمت وصحبت میں ایسے مشغول ہوئے کہ تمام احباب اور کتابوں کو بھول گئے کہ جن سے پورا پورا تعلق رکھتے تھے۔ چند روز کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف واپس ہوئے تو شیخ موصوف پا پیادہ مجنون وار آپ کی رکابِ باسعادت میں روانہ ہو گئے۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۵۴ و حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۸۳)

مولانا عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ مجھے اس واقعہ کے مشاہدہ نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزید گرویدہ بنا دیا اور میں حاضر خدمت ہو کر بیعت ہوا۔ چنانچہ جب ایک امیر کبیر نے جو حضرتؒ کی طرف سے اچھے اعتقاد نہ رکھتا تھا مولانا سے دریافت کیا کہ آپ گروہِ علماء وعقلا سے ہیں آپ نے حضرتؒ کی کیا کرامت دیکھی کہ مرید ہو گئے تو مولانا نے فرمایا کہ ہم اہل علم اس سے زیادہ کوئی کرامت نہیں سمجھتے کہ شیخ عالِم باعمل اور متبعِ سنت ہو علم کے ساتھ اتباعِ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ واہتمام ہم نے جیسا حضرت شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ میں دیکھا اپنے زمانہ میں کسی دوسری جگہ نہ دیکھا نہ سنا بس ہمارے نزدیک یہی سب سے بڑی کرامت اور حاصل ولایت ہے۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۵۵ وتذکرۃ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ حمید نے تقریباً دو سال آستانہ عالیہ پر رہ کر منازلِ سلوک طے کئے اور احوال عجیبہ ومقاماتِ غریبہ سے نواز گئے اس کے بعد حضرتؒ نے تعلیم طریقت کی اجازت دیکر ان کو وطن روانہ فرمایا۔ اجازت نامہ زبدۃ المقامات صفحہ نمبر ۳۵۶ پر درج ہے تبرکاً وتیمناً ہم بھی اس مبارک تحریر کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:۔

" اما بعد الحمد والصلوٰۃ فیقول العبد المفتقر الی رحمۃ اللہ الملک الولی احمد بن عبد الاحد الفاروقی النقشبندی رحمھما اللّٰہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ ان الاخ العالم والصدیق الصالح جامع العلوم الشریفۃ والطریقۃ والحقیقۃ الشیخ حمید البنگالی وفقہ اللّٰہ سبحانہ لمایحب ویرضاہ لما قطع منازل

السلوک وعرج معارج الجذبه ووصل الی درجة الولایة بعد ان حصل له اندراج النهایة فی البدایة اجزت له بتعلیم الطریقة علی طریقة المشایخ النقشبندیة قدس اللّٰه تعالیٰ سرارهم الطالبین المسترشدین والمریدین المخلدین بعد الاستخارة وحصول الاذن من الله سبحانه والمسئول من اللّٰه سبحانه ان یعصمه عما لا یلیق ویحفظ عما لا ینبغی وان ثبت علی متابعة سید المرسلین علیه وعلیهم الصلوٰة والتسلیمات .

مشائخین کا دستور ہے کہ اہلِ ارشاد کو خلافت دیکر رخصت کرتے وقت خرقہ عنایت فرماتے ہیں۔ شیخ حمید نے عرض کیا کہ مجھ کو بجائے خرقہ کے کفشِ پائے مبارک کافی ہے۔ چنانچہ حسبِ التماس حضرتؒ نے کفشِ مبارک عنایت کئے۔ آپ نے اُن کفشِ مبارک کو دانتوں سے اٹھایا اور جب تک طاقت رہی دانتوں سے اٹھائے رہے بعد ازاں سر پر باندھا اور بصد گریہ وزاری وبیقراری اُلٹے پاؤں روانہ ہوئے۔ شیخ نے ان کفش مبارک میں جو دولت پائی وہ قیصر وکسریٰ کو کہاں نصیب۔ جو لوگ آپ کی مشایعت کے لئے گئے تھے بیان کرتے تھے کہ آپ اسی ہیئت سے چلے جارہے تھے اور آخر میں ان کو دستار میں باندھ کر اپنے سر پر تاج مکلّل بنالیا تھا اور اسی طرح اپنے وطن تک گئے۔

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں ''اس وقت جبکہ اس بات کو بیس سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے وہ کفشِ مبارک اس دیار میں متبرک اور زیارت گاہ ہے، اہل حاجات مشکلات سے نجات حاصل کرنے کیلئے اور مریض شفا پانے کیلئے آتے ہیں اور اپنی مرادوں کو حاصل کرتے ہیں حتیٰ کہ اس علاقے میں اطبا کی ضرورت بہت کم ہوتی ہے، بالجملہ حمیدؒ نے جو کچھ پایا ان کفش کی بدولت پایا۔

اگر خاکے ازیں کو بُر سر آید مرا بہتر ز چندیں افسر آید

آپ کا وصال ۱۰۵۰ھ میں اپنے وطن مالوف میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار پُر انوار ہے آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے شیخ حبیب الرحمٰن جو کہ صاحبِ احوال ومقامات اور صاحب استقامت وکرامت تھے آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۸۸)

حاجی خضر خاں افغان علیہ الرحمۃ

آپ کا مولد و مدفن قصبہ بہلول مضافاتِ سرہند میں ہے۔ آپ حضرت مخدوم عبدالاحد علیہ الرحمۃ والدِ ماجد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرفِ صحبت سے بھی مشرف ہو چکے تھے۔ آپ نے ولولۂ شوق و غلبۂ عشق میں بحالتِ تجرید و تفرید بہت کچھ سفر کئے اور اکثر مشائخ و فقراء کی خدمت میں حاضر ہوئے حتیٰ کہ حجازِ مقدس اور دیارِ عرب اور بیت المقدس کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور ہر جگہ آپ کو حکایاتِ شیرین و معاملاتِ رنگین پیش آتے رہے مگر کسی جگہ آپ کے دل کو تسکین نہ ہوئی، جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ کے دل نے آرام و سکون پایا اور تلقینِ ذکر کی سعادت حاصل کی اور واردات و حالات اور عالی مقامات سے مشرف ہوئے۔ (حضرات القدس جلد ۲ ص ۳۱۶)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی آپ سے مزاح فرماتے اور خضرا کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ بھی حضرتؒ کے عاشق و شیدا تھے اور حضرتؒ کے ہر لطف و عطا پر اپنی جان فدا کرتے تھے۔ آپ بہت خوش الحان تھے اور خوش الحانی کے ساتھ اذان دیتے تھے جب تک آپ حضرتؒ کی خدمت میں مقیم رہے کوئی اور اذان نہ دے سکتا تھا۔ آپ کی اذان دلوں پر خاص اثر ڈالتی تھی ہر شبِ جمعہ کو آپ حضرتؒ کی مسجد کے حجرے میں آتے اور حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر خوش الحانی سے درود شریف پڑھتے اکثر سحر کے وقت بلکہ ساری رات نغمہ سرائی کرتے اور گریہ و زاری میں مشغول رہتے۔

(حضرت القدس ج ۲ ص ۳۱۶)

اور کسی شاعر کے مصداق تھے۔

اک ہوک سی دل میں اٹھی ہی اک درسا پیدا ہوتا ہے
میں راتوں اُٹھ اُٹھ روتا ہوں جب سارا عالم ہوتا ہے

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مخلصوں میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرتؒ نے فرمایا: ''ایک روز میں نے ابلیس کو دیکھا اور اس سے کئی باتیں پوچھیں الحمدللہ کہ اس نے صحیح صحیح بیان کر دیں۔ اسی اثنا میں میں نے اس سے پوچھا

کہ "دریارانِ ما کیست کہ درو تر التصرف کمتر است" (ہمارے دوستوں میں سے ایسا کون ہے جس پر تجھے بہت کم تصرف ہے) اس نے کہا حاجی خضر۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۸۴)

غرضکہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص مرید و خلیفہ مجاز تھے۔ کثیر التعداد مخلوق نے آپ سے فیضِ سرمدی حاصل کیا۔ شیخ آدم بنوری بھی ابتداء میں آپ ہی کے مرید تھے بعد ازاں آپ نے خود اُن کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔

حاجی خضر نے جب حضرت کی وفات کی خبر سُنی تو فوراً بیہوش ہو کر گر پڑے پھر گریہ وزاری کرتے ہوئے مخدوم زادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دوبارہ ماتم برپا کر دیا۔ مخدوم زادوں کی فرمائش پر اذان دی تو بھی تمام سننے والوں کو خوب رلایا اور حضرت کی رحلت کے بہت ہی قلیل عرصہ بعد غالباً ۱۰۳۴ھ میں انتقال فرمایا۔

(حضرات القدس ص ۳۱۸)

میر صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ

آپ صحیح النسب سیدّ اور ملکِ روم کے مشائخ کبار میں سے تھے زیارتِ حرمین کے جذبہ شوق میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے ایک روز حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پُرنور کے سامنے بعجز و نیاز بیٹھے تھے کہ واقعہ میں آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میر صاحب موصوف کو حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں سرہند شریف جانے کی ہدایت فرمائی چنانچہ آپ ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور جب ۱۰۱۲ھ میں لاہور پہنچے تو حسنِ اتفاق کہ اُن دِنوں حضرتِ موصوف بھی لاہور ہی میں تشریف فرما تھے لہٰذا آپ خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور باطنی سلوک کی تکمیل کے بعد آپ خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ (روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۱۱۹ و ۳۳۹)

اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی دختر نیک اختر سے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی شادی کرنی چاہی تو آپ نے بجان و دل قبول فرما کر یہ سعادت بھی حاصل کر لی چانچہ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۰۲۱ھ کو مسنون طریقہ پر رسوماتِ

شادی انجام پذیر ہوئیں۔ (جواہر معصومیہ ص ۱۴)

اس طرح آپ کو حضرتؒ کے ساتھ قرابت داری کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔

۱۰۵۰ھ میں سرہند شریف میں انتقال فرمایا۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۶)

شیخ طاہر بدخشی علیہ الرحمۃ

کہتے ہیں کہ آپ کے اجداد بدخشاں کے رہنے والے تُرک خاندان سے تھے۔ آپ نہایت سادہ لوح، نیک طینت، دراز قامت اور قوی ہیکل انسان تھے۔ ابتدا میں فوج کے افسر تھے، ایک دفعہ فوج کسی قلعہ کو فتح کرنے گئی تو آپ بھی اس میں شامل تھے۔ اثنائے سفر میں آپ ایک شب خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء واصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حاضر ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ سے فرمایا کہ اس سفر کے بعد تم ان لوگوں (فوجیوں) سے الگ ہو جاؤ اور فقر و تجرید اختیار کرو۔ پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرقہ پہنایا۔

جب خواب سے بیدار ہوئے تو آپ نے ترکِ ملازمت کا عزم بالجزم کر لیا۔ چنانچہ بعد مراجعت جب لشکر ایک جزیرۂ خارستان واشجارستان پر پہنچا تو آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور اس خارستان میں چلے گئے۔ خادم سمجھا کہ شاید رفعِ حاجت کے لئے گئے ہیں بہت دیر انتظار کیا جب دیکھا کہ واپس نہیں آئے تو وہ منزل پر واپس آ گیا، رفیقوں نے آپ کو بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ آپ وہاں سے غائب ہو کر ان جزائر میں ایک دہقان سے ملے اور اس سے اپنے لباس کے عوض میں ایک گدڑی لے کر پہن لی اور اطراف وجوانب کے مشائخ کی صحبتوں سے فیضیاب ہوتے رہے۔ چونکہ آپ نے اپنے گھر والوں کو اپنے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی تھی اس لئے کچھ عرصہ بعد آپ گھر واپس آئے اور اپنی زوجہ سے کہا میں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ نیک بخت بی بی نے کہا میں ہمیشہ کے لئے اپنی زندگی آپ سے وابستہ کر چکی ہوں زندگی کا جو طریقہ آپ کو پسند ہے وہی مجھے بھی پسند ہے۔ چنانچہ وہ بالکل بے سروسامانی کی حالت میں شوہر کے ساتھ ہو لیں اور دونوں اس علاقے کے ایک صاحب دل بزرگ کے پاس پہنچے انھوں

نے فرمایا تمہارا حصہ نقشبندی مشائخ میں معلوم ہوتا ہے اور حدودِ دہلی ولاہور کی طرف اشارہ کیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۶۴ وحضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۲)

اس کے بعد آپ مرشدِ کامل کی تلاش میں پھرتے ہوئے شیخ عبدالجلیل یبانکی کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ نے کہا تم صاحبِ استعداد مرد ہو سفر اختیار کرو شاید کہ کسی بزرگ کی ملاقات میسر ہو اور تمہارا کام بن جائے چنانچہ آپ ہندوستان کیلئے چل کھڑے ہوئے اس زمانے میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عام شہرہ تھا اس لئے دہلی کا قصد کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ آپ کے دہلی پہنچنے سے چند دن قبل حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ وصال فرما چکے تھے وہاں خواجہ میر محمد نعمان علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی، میر صاحب بہت شفقت سے پیش آئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل بیان کئے اور آپ کو حضرتؒ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ چنانچہ آپ حضرتؒ سے بیعت ہوئے اور کافی عرصہ خانقاہِ سرہند میں قیام کر کے فیوض وبرکات حاصل کئے۔ آپ کے خصائصِ عظمیٰ میں سے یہ ہے کہ آپ ایک مدت تک خلوت وجلوت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ومشاہدہ سے مشرف ہوتے رہے گویا کہ آپ کو یک گونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری کا درجہ حاصل تھا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۰ و ۳۱۱)

کہتے ہیں کہ چونکہ آپ سادہ مزاج تُرک تھے اس لئے اپنے احوال ومکاشفات کو جب بیان فرماتے تو ان کے اندازِ بیان سے حضرتؒ کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آجاتی تھی۔ اسی طرح کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے معارف بیان فرماتے تو آپ آرے اور بلے کہتے جاتے اور سر ہلاتے جاتے۔ چنانچہ حضرت قدس سرہٗ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ''بداں ماند کہ ایں اسرار بر مولانا ظاہر وارد شدہ و ما مترجم آنیم'' (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ اسرار ومعارف مولانا ظاہر پر وارد ہو رہے ہیں اور میں ان کا ترجمان ہوں۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۶۵)

جب آپ احوال وجذباتِ خاص سے آراستہ وپیراستہ ہو گئے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازتِ تعلیم دے کر جونپور روانہ کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ وہاں تم سے ایک مقبولِ حق شخص ظاہر ہوگا (یعنی نیک فرزند پیدا ہوگا) چنانچہ حضرت کی وفات کے دس سال بعد آپ نے مخدوم زادوں کی خدمت میں ایک عریضہ

لکھا کہ وہ فرزند جس کی حضرتؒ نے بشارت دی تھی پیدا ہو گیا ہے اور علومِ ظاہری و باطنی کی تحصیل کر رہا ہے تجرید و تفرید میں مجھ سے آگے ہو کر متوجہ شیوخِ طریق ہے۔

(حضرات القدس ص ۳۱۱ و ۳۱۲)

جونپور پہنچکر خدا جانے کن احوال کے ماتحت آپ نے گفتگو اور نشست و برخاست میں ایسا طریقہ اختیار کیا کہ لوگ انھیں ملامتیہ میں سے جاننے لگے اور طالبینِ طریقت کا آپ کی طرف رجوع بہت کم ہو گیا۔ چنانچہ جن دنوں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے آپ نے اپنے عریضہ میں لوگوں کی عدم توجہی کے بارے میں تحریر کیا۔ جس کے جواب میں حضرتؒ نے فرمایا ''عجب مردے سادہ دل است ملاکِ امر محافظہ احوال و فکرِ کار و غمِ ایمان و مآلِ خود است، دریں ضمن ہر کرا حق سبحانہ ، سرساند و بتعلیم و تربیتِ او ر مامور گرداند حسب الامر خالصاً لوجہ اللہ بداں باید پر داخت و نیز برائے انجداب دلہائے طلاب وضعے کہ ملامت را آنجا راہ نبود اختیار باید نمود۔ (یہ عجیب سیدھے آدمی ہیں یہ خبر نہیں کہ اصل کام احوال کی محافظت، اپنے کام کی فکر اور اپنے ایمان و انجام کا غم کرنا ہے۔ اس ضمن میں جس کسی شخص کو بھی حق سبحانہ وتعالیٰ (اس کے پاس) پہنچادے اور اس کی تعلیم و تربیت پر مامور کردے حکم کے مطابق خالصاً لوجہ اللہ اس میں مشغول رہے۔ نیز اہلِ طلب کے دلوں کی کشش کے لئے ایسی وضع جس میں ملامتیہ کے طرز کو کچھ بھی دخل ہو اختیار نہ کرنی چاہئے)۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۶۵ و ۳۶۶)

آپ نے کافی طویل عمر پائی اور جونپور ہی میں ۱۰۴۷ھ (نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۱۸۵) کو انتقال فرمایا۔

مولانا شیخ طاہر لاہوری علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمندوں میں بلند درجہ رکھتے تھے، سخت ریاضتیں اور شدید مجاہدے کرنے والے بزرگ تھے۔ کراماتِ ظاہرہ و خوارق باہرہ اور مناقبِ فاخرہ سے متصف تھے، ظاہری علوم میں کمال حاصل تھا اور حافظِ قرآن بھی تھے۔ معقول و منقول، فروع و اصول اور جملہ فنون کی تحصیل کے بعد جب آپ کو سلوکِ طریقت کا شوق دامنگیر ہوا تو آپ اتباعِ شریعت کے غلبہ کی وجہ سے ایسے پیر کی تلاش

میں تھے کہ جو علم و عمل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال درجہ متابعت رکھتا ہو اور یگانہ وقت اور شہرۂ آفاق ہو۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان امور میں سردارِ اولیاء وقت تھے اس لئے آپ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سالہا سال بعجز و انکسار و ذلت و افتقار حضرتؒ کے درِ دولت پر گذارے۔ چنانچہ اس وقت خانقاہ شریف میں ظاہری خاکساری و بیمداری کے اعتبار سے سالکوں میں آپ کے برابر کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ اکثر اوقات درویشوں سے عرض کرتے کہ جاروب کش کو منع کر دو اور بیت الخلاؤں کی صفائی و پاکیزگی میرے لئے چھوڑ دو۔

آپ حضرتؒ کے صاحبزادوں کی تعلیم و تدریس میں نہایت کوشش و سعی بلیغ فرماتے تھے چنانچہ مخدوم زادے فرمایا کرتے تھے ''حقوقِ حضرتِ شیخ طاہر بر مایاں آنقدر است کہ از عہدۂ شکر آں توانیم بروں آمد جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء''۔ (حضرت شیخ طاہر کے حقوق ہمارے اوپر اس قدر ہیں کہ ہم کسی طرح بھی ان کے شکریہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے)۔

ایک روز خود حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا کہ ''محمد یحییٰ را می خواہم بشیخ طاہر بسپاریم کہ چوں برادرنش از میمنتِ انفاس شیخ عالم عامل شود اما الحال شیخ طاہر را آں ماغ کے ماندہ (میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو شیخ طاہر کے سپرد کروں تاکہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح اُن کے یُمن و برکات سے عالم باعمل ہو جائے لیکن اب شیخ طاہر کا وہ دماغ کہاں رہا) یعنی اب ظاہری علوم مغلوب ہو گئے ہیں اور درویشی کا رنگ غالب آ گیا ہے۔

باوجود اس علمیت کے آپ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا رعب اس قدر غالب تھا کہ زبان قلم اس کے بیان سے قاصر ہے چنانچہ ایک روز حضرتؒ نے آپ کو امامت کے لئے فرمایا تو آپ کا رنگ فق ہو گیا، اعضا لرزنے لگے اور خوف وہیبت کے باعث حافظِ قرآن اور عالم ہونے کے باوجود لحظہ بلحظہ آواز گلے میں بیٹھی جاتی تھی۔ غرض کہ آپ اس دولتِ انکسار اور ادب و خدمت کے باعث حضرتؒ کی نظر اکسیر اثر کی برکت سے درجاتِ عالیہ پر فائز ہوئے۔

لیکن اثنائے راہِ سلوک میں بحکمتِ حضرتِ حق سبحانہ وتعالیٰ بلیہء عظمیٰ رونما ہوئی

مجملاً اس کا بیان اس طرح ہے کہ ایک روز حضرت موصوفؒ حلقہ ذکر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ''دریں حلقہ دیدم کہ جبینِ یار الفظِ شقی مرقوم است'' (یعنی اس حلقہ میں میں نے دیکھا کہ ایک دوست کی پیشانی پر لفظِ شقی لکھا ہوا ہے) (یہ سنتے ہی) تمام دوستوں پر ہیبتِ عظیم طاری ہوگئی اور ہر شخص لرزنے لگا، لیکن یہ دوست شیخ طاہر تھے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ سے عجیب عجیب لغزشیں ظہور میں آئیں، بعد ازاں حضرت موصوفؒ نے آپ کے حق میں دعا فرمائی اور حق سبحانہ، وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرتؒ کی دعا قبول فرما کر اس بلیہ کو دفع فرما دیا۔ (زبدۃ المقامات ص۳۴۰ و ۳۴۱)

اس واقعہ کی مزید تفصیل دفتر اول مکتوب ۲۱۷ میں بھی ہے جو ''قضائے مبرم و قضائے معلق'' کے عنوان سے ''تعلیمات'' کے باب میں صفحہ ۵۱۵ پر درج ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

بالجملہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ موصوف کو بلند احوال سے نوازا اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تعلیم طریقت کی خلافت سے سرفراز فرما کر شہر لاہور کے طالبین کی ہدایت و تربیت کے لئے رخصت فرمایا۔ اس وقت طریقہ قادریہ (وچشتیہ) میں بھی آپ کو اجازت دی چنانچہ آپ لاہور آ کر تعلیم و تربیتِ طالبین میں مشغول ہو گئے اور ایک جماعت کثیر آپ کے افاضات و برکات سے بہرہ ور ہوئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے رُخصت ہونے کی کیفیات کے متعلق خود شیخ نے حضرتؒ کی خدمت میں حسب ذیل عریضہ لکھا:۔

''عرض خدمت ہے کہ جب سے آستانہ عالیہ سے رخصت ہو کر جانب پنجاب متوجہ ہوا ہوں ہر قدم پر کہتا ہوں کہ اے نادان تُو اپنے مقصد کو پیچھے چھوڑ کر کہاں جاتا ہے لیکن غیب سے آواز آتی تھی کہ چلے چلو۔ بالجملہ کشاں کشاں لاہور پہنچا تو ایک مسجد کے گوشہ میں جا کر حیران و پریشان بیٹھ گیا۔ ناگاہ روحانیتِ حضرت خواجہ بزرگ (باقی باللہ) قدس سرہٗ ظاہر ہوئی اور کہا کہ جس کام کے لئے فرمایا گیا ہے اس کے درپئے تحصیل ہونا چاہئے امتثالاً لامرہ و امرکم الشریف چند ایک کو مشغول کیا، ان کے درمیان ایک نوجوان بلند استعداد بھی آیا جس کے تمام بدن میں بمجرد شغل کے نسبت سرایت کر گئی اور سر سے پاؤں تک آگاہ ہو گیا، دوسرے طالبوں نے بھی جمعیت و حضور حاصل کیا۔

(زبدۃ المقامات ص۳۴۲ و ۳۴۳)

غرضیکہ آپ شہر لاہور میں افادۂ طالبانِ علوم دینی وافاضہ سالکان میں مشغول رہے مگر آپ پر خلوت وتنہائی کا غلبہ رہتا تھا اس لئے حجرۂ خلوت میں مقیم ہو گئے اور آمد ورفتِ خلق کو روک دیا تھا خصوصاً امراء اور دولت مندوں کو کسی حال میں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ آپ کا ذریعہ معاش تفسیر وحدیث مثل بیضاوی ومشکوٰۃ وغیرہ اپنے ہاتھ سے لکھنا اور حواشی سے ان کو مزیّن فرمانا اور ان کو فروخت کر کے گذارا کرنا تھا۔ عمر کا اکثر حصہ آپ نے حالتِ تجرد میں گذارا مگر اخیر عمر میں ادائے سنتِ نبوی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے خیال سے نکاح کر لیا تھا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص۲۹۱و۲۹۲)

کئی مرتبہ آپ خرقہ پوش درویشوں کے ہمراہ لاہور سے پاپیادہ حضرت کی خدمت میں سرہند حاضر ہوئے اور چندروز خدمتِ عالی میں گذار کر اجازت حاصل ہونے پر تشریف لے گئے۔ (زبدۃ المقامات ۳۴۰)

اہل پنجاب آپ کو طاہر بندگی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں ۹۸۴ھ میں آپ کی ولادت ہوئی اور چھپن ۵۶ سال کی عمر میں بروز پنجشنبہ بوقت چاشت بتاریخ ۲۰/محرم سنہ ۱۰۴۰ھ ۱۶۳۰ء کو وفات پائی اور لاہور میں آپ کا مزار پُر انوار ہے، مادہ تاریخ وفات'' غم'' اور'' آہ معرفت مُرد'' ہے۔

خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں علیہ الرحمۃ

آپ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں یکم ربیع الاول ۱۰۱۰ھ مطابق ۱۳/ نومبر ۱۶۰۱ء کو عصر کے وقت ولادت ہوئی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی پر رکھا جن کے حضرت خواجہ صاحب موصوف بیحد معتقد تھے۔ آپ کی ولادت کی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو بڑی خوشی تھی چنانچہ حضرت خواجہؒ نے آپ کی ولادت اور تسمیہ کی نسبت کئی اشعار کہے۔ خواجہ کلاں ابھی اڑھائی سال کے بھی نہیں ہوئے تھے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کا وصال ہو گیا۔ چنانچہ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی پرورش کی، ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ شیخ اللہ داد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طریقہ نقشبندیہ کے شغل سے بھی بہرہ ور کیا۔ اعلیٰ تعلیم وتربیت حاصل ہونے کے بعد آپ کو حضرت مجدد الف ثانی

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجد یا گیا جہاں آپ نے حضرت موصوفؒ کے فیض صحبت سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں تکمیل حاصل کر کے خلافت پائی۔ اس طرح آپ اپنے والد بزرگوار کے خلف الرشید ثابت ہوئے اور علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہو گئے۔

(حیات باقی ص ۱۱۴)

آپ کی ایک صاحبزادی کی شادی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، اس طرح آپ کو حضرتؒ سے قرابت داری کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔ آپ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں فصیح و بلیغ مکاتیب تحریر فرماتے تھے۔

آپ کی چند تصانیف ہیں لیکن وہ سب گوشہ گمنامی میں ہیں، البتہ "مبلغ الرجال" چھوٹے سائز کے ۱۱۸ اوراق پر مشتمل ہے اور اس کا مقصدِ تصنیف اس انتشار کو رفع کرنا تھا جو آراء اہلِ فکر و نظر اور اقوالِ اربابِ کشف و شہود کی وجہ سے معرفتِ حقیقتِ عالم کے متعلق پیدا ہو گیا تھا۔ آپ کی وفات ۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۳ھ کو دہلی میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۳۱۹)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خواجہ عبداللہ عرف خواجہ خورد علیہ الرحمۃ

آپ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی دوسری زوجہ محترمہ کے بطن سے اپنے بڑے بھائی سے چار ماہ بعد ۶/ رجب المرجب ۱۰۱۰ھ مطابق ۴/ فروری ۱۶۰۲ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت پر بھی حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے زوردار اشعار کہے، آپ شکل وشباہت اور سیرت میں اپنے والد بزرگوار کی ہو بہو تصویر تھے، چونکہ والد ماجد کا سایہ صغر سنی میں سر سے اٹھ گیا تھا اس لئے آپ کی ابتدائی تعلیم بھی خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت ہوئی جو اپنے پیر بزرگوار کی وفات کے بعد ان کی درگاہ اور تمام خاندان کے نگراں تھے۔ آپ نے درسی کتابیں شیخ شاکر محمد اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں اور جب آپ سنِ شعور کو پہنچے تو آپ کو بھی (اپنے بڑے بھائی خواجہ کلاں کے ہمراہ) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں سرہند شریف بھیجدیا گیا۔

(چودہ سال کی عمر میں یہ دونوں بھائی حضرت مجددؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے (الفرقان بماہ رجب ۱۳۵۷ھ ص ۹۳۶)

وہاں آپنے باطنی اور روحانی تعلیم کے ساتھ ساتھ علمِ کلام اور تصوف کی اعلیٰ کتابیں بھی حضرتؒ سے پڑھیں۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۵۵ وحیات باقی ص ۱۱۵)

صاحبِ روضۃ القیومیہ رقمطراز ہیں کہ ”خواجہ کلاں عبیداللہ وخواجہ خورد عبداللہ دونوں صاحبزادے حضرت خواجہ بیرنگ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز کے فرزندار جمند ہیں۔ حضرت خواجہؒ ان دونوں صاحبزادوں کو (شیر خوارگی کے زمانے میں) حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں لائے اور فرمایا کہ ان پر توجہ کرو۔ حضرتؒ نے ان دونوں عزیزوں پر ایسی توجہ فرمائی کہ اسی وقت اس توجہ کا اثر ظاہر ہوا۔

(مزید تفصیل مکتوب شریف دفتر اول مکتوب ۲۶۶ میں ملاحظہ ہو،)

حضرت خواجہ صاحبؒ کے وصال کے بعد جب دونوں عزیز بالغ ہوئے تو سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ابھی سرہند سے باہر ہی تھے کہ حضرتؒ نے کہلا بھیجا کہ اگر اس لئے آئے ہو کہ میں آپ کے والد بزرگوار قدس سرہٗ کی وصیت پوری کروں تو آجائیں اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آئے ہو تو

میں پیرزادگی والے آداب واستقبال بجالاؤں۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم مرید ہونے کیلئے حاضر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت نے انھیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا اور سلوک کی تکمیل کرا کے خلافت عطا فرمائی۔

حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت تک آستانہ عرش نشان پر کمال خاکساری کے ساتھ مقیم رہے اور وارداتِ کثیر البرکات سے بہرہ ور ہوئے، حضرت مجدد قدس سرہٗ کے علوم و معارف خاصہ سے بہرۂ کامل حاصل کیا، آپ پر حضرتؒ کی نظرِ عنایت بہت تھی چنانچہ اپنی نسبت خاصہ آپ کو القا فرمائی۔ (حضرات القدس دفتر اول ص ۲۶۴)

آپ پر جذب وشوریدگی کا بڑا غلبہ تھا، پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی محبت میں بعض اوقات پاپیادہ دہلی سے سرہند شریف پہنچ جاتے تھے۔ حضرتؒ بھی آپ کی قابلیت اور صلاحیت کی بہت تعریف کرتے تھے۔ (حیاتِ باقی ص ۱۱۵)

خواجہ خود ''رباعیات و شرح رباعیات'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''ایں فقیر چند مرتبہ از وطنِ مالوف بخدمتِ ایشاں دوسر ہندو یکبار در لاہور مشرف شدہ و ہر بار چندگاہ درخدمت بسر بردہ الطاف بسیاری فرمودند و امیدواری چنانست کہ آں الطاف سببِ نجات اخروی گردد۔ اجازتِ عملِ طریقہ و اجازتِ تعلیم ہا نیز فرمودند و بشارتہا می دادند''۔

(رودِ کوثر ص ۲۱۴)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں آپ کی تعریف وتحسین فرماتے ہیں:۔

''حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا صحیفہ شریفہ پہنچا۔ اس کے مطالعہ سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ نسبتِ حضور کے شمول اور غلبہ کے بارہ میں لکھا ہوا تھا، نیک و مبارک ہے۔ یہ دولت جو آپ کو تین مہینے میں میسر ہوئی ہے دوسرے سلسلوں میں اگر دس سال میں بھی میسر ہو جائے تو بڑی نعمت گنتے ہیں اور امرِ عظیم تصور کرتے ہیں، اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ چونکہ معلوم ہے کہ آپ کی فطرت بلند ہے اور اس قسم کے احوال کی تعریف وتحسین کرنے سے عجب

وتکبر کے پیدا ہونے کا گمان نہیں ہے اس لئے اس نعمت کا اظہار کیا گیا۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا) نص قاطع ہے۔ الی آخرہ۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۳۵)

حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کے حافظ تھے اور نہایت خوش گو شاعر بھی، فارسی میں سخن گوئی کا نہایت اعلیٰ مذاق رکھتے تھے اور فارسی انشا پردازی میں بھی آپ اپنا جواب نہ رکھتے تھے، علمِ کلام اور فلسفہ وتصوف کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔

(حیاتِ باقی ص ۱۱۵)

آپ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر معارفِ الٰہیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور فصوص الحکم وفتوحاتِ مکیہ کی نوکِ زبان تھیں اُن پر آپ نے تعلیقات تحریر کیں اور تفسیر بیضاوی اور بعض دیگر کتبِ درسیہ پر بھی تعلیقات لکھیں، آپ کی دیگر تصنیفات زاد المعاد رسالے مناقب شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ ورسالہ المیر اث شرح التویہ للالہ آبادی، ایک رسالہ حقائق میں بزبانِ عربی اور دو فارسی رسالہ پردہ برانداخت والسر المبہم، اور کتاب الفوائح عربی میں اور طریق الوصول الی اصل الاصول ہیں اور ایک دلچسپ کتاب رباعیات وشرح رباعیات ہے۔ (نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۵۵)

حضرت خواجہ خورد رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تین صاحبزادوں کے نام ملے ہیں (۱) خواجہ سلام اللہ (۲) خواجہ کلمۃ اللہ اور (۳) خواجہ بہاء الدین اور آپ کے شاگردوں میں حضرت شاہ عبدالرحیم (والدِ ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور تایا صاحب یعنی شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی) شیخ ابوالرضا محمد بھی تھے۔

(حیاتِ باقی ۱۲۴)

آپ کی وفات بروز بدھ ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۰۷۴ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھی آپ کے والد بزرگوار کے قریب اسی قبرستان میں ہے۔ (نزھۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۵۵)

شیخ عبدالحی حصاری علیہ الرحمۃ

شیخ عبدالحی بن خواجہ چاکر حنفی علیہ الرحمۃ حصار شادمان (علاقہ اصفہان) کے بہت بڑے عالم اور صاحبِ مقاماتِ عالیہ تھے، ورع وتقویٰ اور استقامت علی الطریقہ پر

اپنے زمانے میں بے مثال تھے۔شادمان سے ہندوستان آئے اور شہر پٹنہ میں مقیم ہوگئے۔ توفیقِ الٰہی آپ کے شاملِ حال ہوئی اور سعادتِ ازلی نے رہنمائی کی تو پٹنہ سے تجرید و تفرید اور خلوص و عقیدت کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت کے مقربین اور محرمانِ راز میں داخل ہو گئے، حضرت کی اکثر خدمات آپ سے متعلق رہتی تھیں اور خلوت و جلوت میں حاضر رہتے تھے۔غرضیکہ سالہا سال آستانہ عالیہ پر رہے اور بہت سے اسرار و معارف کو زبان فیض ترجمان سے سُنا تھا۔مخدوم زادہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ کی فرمائش پر مکتوبات شریف کا دفترِ ثانی موسوم بہ اسم تاریخی ''نور الخلایق'' جو کہ ننانوے مکاتیب پر مشتمل ہے ۱۰۲۸ھ میں آپ ہی نے جمع فرمایا ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ نے تکمیل سلوک کے بعد آپ کو تعلیم طریقت کی اجازت دیکر شہر پٹنہ روانہ فرمایا۔وہاں پہنچکر شیخ نور محمد پٹنی کی رفاقت میں طالبانِ حق کے افاضہ میں مشغول ہوگئے۔پٹنہ میں آپ کو مقبولیتِ عظیم حاصل ہوئی، بہت سے مریدانِ رشید اور خلفاء اہل ارشاد آپ سے ظاہر ہوئے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۳۶)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مخلص کو ارقام فرماتے ہیں: ''ان دونوں عزیزوں مولانا عبدالحی اور شیخ نور محمد کا وجود اس ایک شہر (پٹنہ) میں قران السعدین کی مانند ہے''۔ (تذکرہ مجدد الف ثانیؒ ص ۳۴۰)

نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ نور محمد پٹنی کو ایک مکتوب میں شیخ عبدالحی کے مقام وحال کے متعلق اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی . اس طرف کے فقراء احوال و اوضاع حمد کے لائق ہیں اور آپ کی استقامت حق تعالیٰ سے مطلوب ہے۔برادرم شیخ میاں عبدالحی آپ کا ہم شہری ہے۔آپ کے قرب وجوار میں آیا ہے،علوم و معارفِ غریبہ کا نسخہ ہے،اور اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس بہت ہیں،اس کی ملاقات دور افتادہ یاروں کیلئے غنیمت ہے کیونکہ نیا آیا ہے۔اور نئی چیزیں لایا ہے،فنا و بقا کا اس کے پاسِ نشان ہے اور جذبہ وسلوک کا اس کا پاس بیان ہے بلکہ فناء و بقا متعارف کے سوا اور جذبہ و سلوکِ مقررہ سے آگے بھی واقف ہے بلکہ وہاں اس کا گذر ہے۔مکتوبات کے بہت سے

معارف غریبہ اس نے سنے ہوئے ہیں اور حتی المقدور استفسار کر کے حاصل کئے ہوئے ہیں واللہ سبحانہ الموفق۔ آپ اپنے احوال کو مفصل طور پر مشار الیہ کے پاس بیان کر دیں۔ اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔ والسلام۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۸۵)

۱۰۵۰ھ میں آپ نے زیارتِ حرمین شریفین کا ارادہ کیا اور پٹنہ سے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے مزارِ پُر انوار کی زیارت اور مخدوم زادگان کی بابرکت صحبت کی غرض سے سرہند شریف حاضر ہوئے، وہاں سے حرمین شریف روانہ ہوئے۔ آپ کا ہر قدم توکل کے ساتھ اٹھتا تھا۔ وہاں بھی آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ اور سُنا گیا ہے کہ آپ بعد ادائے حج عازمِ وطن ہونے کیلئے جہاز پر سوار ہوئے کئی روز تک جہاز اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ سب لوگ حیران و پریشان تھے۔ آخرکار آپ نے فرمایا سب احباب روانہ ہو جائیں اور میں جہاز سے نیچے اتر جاتا ہوں اس لئے کہ ابھی مجھ کو روانگی کی اجازت نہیں ملی میں ایک حج اور کر کے آؤں گا۔ آپ کا جہاز سے اترنا تھا کہ جہاز چل پڑا کہتے ہیں کہ آپ کا ٹھہرنا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کی وجہ سے تھا۔ حج کے لئے روانگی کے وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی قریب تھی ۱۰۷۰ھ میں وفات پائی۔

(تذکرہ مجدد الف ثانی ۔ص ۳۴۰)

مولانا عبدالواحد لاہوری علیہ الرحمۃ

آپ بھی اس جماعت میں سے ہیں جس کو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم و تربیت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سپرد فرمایا تھا۔ آپ کثیر المراقبہ و کثیر العبادۃ شخص تھے حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز عبادت کے ذوق و شوق کی کیفیت میں آپ نے مجھ سے پوچھا کیا بہشت میں نماز ہوگی؟ میں نے کہا نہیں، کیونکہ وہ دارِ جزا ہے نہ کہ دارِ عمل۔ آپ نے ایک آہِ سرد کھینچی، رونے لگے اور فرمایا: آہ! نماز اور اس بے نیاز کی بندگی کے بغیر کیوں کر زندہ رہ سکیں گے۔ نیز ایک روز آپ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عریضہ لکھ رہے تھے ایک شخص نے اس عریضہ پر نظر ڈالی تو اس میں تحریر تھا ''کبھی کبھی نماز میں سجدہ کے وقت ایک ایسی حالت رونما ہوتی ہے کہ سجدہ سے سر اٹھانا ہرگز اچھا نہیں معلوم ہوتا۔

ایک دفعہ آپ مال تجارت لیکر بخارا تشریف لے گئے وہاں ایک مسجد میں جو اس شہر کے مقاماتِ متبرکہ میں شمار ہوتی تھی نماز کے لئے جاتے اور نماز عشا کے بعد نوافل میں مشغول ہو جاتے تھے ایک رات مسجد کے خادم نے آکر سختی کے لہجہ میں کہا کہ میں مسجد کا دروازہ بند کرتا ہوں نوافل گھر جا کر پڑھو۔ اسی شب کو اُس خادم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ اس سے فرما رہے ہیں کہ وہ درویش ہندی سوداگر ہمارے دوستوں میں سے ہے اس سے جا کر معذرت کرو۔ چنانچہ اس نے آپ سے بہت معذرت کی نیز آپ فرماتے ہیں کہ جن دنوں حضرت مجددؒ لاہور میں تشریف فرما تھے ایک بوڑھا سبزی فروش آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرتؒ نے اس کا بڑا احترام کیا اس پر سب کو حیرت ہوئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ابدال میں سے ہے۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۸۸)

شیخ عبدالہادی فاروقی بدایونی علیہ الرحمۃ

آپ عالم و فاضل اور اپنے ملک کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔ اولاً آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کی تربیت بھی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالہ فرمائی اور حضرت کے ہمراہ آپ کو سرہند روانہ کیا پس آپ عرصہ تک حضرتؒ کی خدمت میں رہے اور برکات و ثمرات سے بہرہ مند ہوئے۔ (حضرات القدس)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کے ابتدائے سلوک کے حالات حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرمائے ہیں:۔

"ملا عبدالہادی نے نقطۂ فوق میں استغراق کے ساتھ حضور حاصل کیا ہے۔ نیز کہتا ہے کہ میں مطلق پاک یعنی اللہ تعالیٰ کو اشیاء میں تنزیہی صفت سے دیکھتا ہوں اور افعال کو بھی اس سے جانتا ہوں۔ یہ سب آنجناب کا فیض ہے جو طالب علموں اور سعادتمندوں کو پہنچ رہا ہے اور اس فیض رسانی میں اس خاکسار کا کوئی حصہ نہیں ہے"۔

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۱۴)

بعد ازاں آپ نے ایک مدتِ مدید حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں

گذاری، ترقیات وکمالات کو پہنچے اور اجازتِ تعلیم طریقت سے مشرف ہوئے۔

(زبدۃ المقامات)

کہتے ہیں کہ شیخ عبدالہادی اور مولانا یار محمد قدیم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں قیام کے زمانہ میں ایک ہی حجرہ میں رہتے تھے۔ مولانا یار محمد قدیم ہمیشہ رات کو صبح تک قیام کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے اور شیخ چونکہ بیماری کہ وجہ سے اس قدر ریاضت نہ کرسکتے تھے، اس لئے زیادہ عبادت نہ کرسکنے اور رات کو نہ اٹھنے پر بہت حسرت وافسوس کرتے اور مولانا کے حال پر رشک کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؒ نے فرمایا۔ سبحان اللہ شیخ عبدالہادی کا حسرت وافسوس کرنا مولانا یار محمد کی عبادت وشب بیداری پر سبقت لے گیا اور ان کے کام کو مولانا کے کام سے زیادہ بلند کردیا۔ بیشک کام حق تعالیٰ کی بخشش کے زیر سایہ ہے۔ (حضرات القدس)

آپ کا وصال ۹/ شعبان ۱۰۴۱ھ کو ہوا اور مزار بدایوں میں خرم شاہ کے تکیہ میں ہے۔

(تذکرہ مجدد الف ثانیؒ)

مولانا فرخ حسین ہروی علیہ الرحمۃ

آپ بدخشاں و ماوراء النہر کے مشائخ کبار میں سے تھے، آپ کو اپنے وطن ہی میں بعض مشائخ کی بشارتوں اور خوابوں کے ذریعہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی تجدید و قیومیت کا علم ہوگیا تھا اس لئے آپ نے کمر ہمت باندھی اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب لاہور پہنچے تو ان دنوں اتفاقاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بھی لاہور میں تشریف فرما تھے چنانچہ آپ تجدید کے دوسرے سال حضرتؒ کے دیدار فیض انور سے مشرف ہوکر مرید ہوئے اور حضرت کی خدمت بابرکت میں رہ کر فیض صحبت سے تکمیل سلوک کے بعد خلافت حاصل کی۔ (روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۱۱۸ و ۳۳۹)

صاحب نزہۃ الخواطر رقمطراز ہیں کہ "آپ فنونِ حکمیہ اور انشاءِ شعر میں بہت بڑے عالم تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور اس زمانہ کے اساتذہ سے علم حاصل کیا پھر ہندوستان تشریف لائے اور شہزادہ شجاع بن شاہجہاں بادشاہ کے مقرب ہوئے، سفر وحضر میں اس کے ساتھ رہتے تھے یہانتک کہ ڈھاکہ پہنچے اور وہیں سکونت

اختیار کر لی۔ آپ درس دیتے تھے اور طریقت سکھاتے تھے۔ آپ سے بہت سے علماء نے طریقہ اخذ کیا۔ آپ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

جدا از صحبتِ جاناں دریں مجلس بجام اندر بجائے بادہ دارم نیمۂ خوں نیمۂ آتش

عاشوراء کے روز ۱۰۶۸ھ کو صبح کی نماز کے آخری سجدہ میں وفات پائی ڈھاکہ میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۳۰۵)

مولانا قاسم علی علیہ الرحمۃ

آپ بھی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے ان احباب میں سے ہیں جن کی تربیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالہ ہوئی تھی، چنانچہ آپ سالہا سال خانقاہِ مجددی میں رہ کر دریائے معرفت سے گوہر مقصود حاصل کرتے رہے۔

(روضۃ القیومیہ ص ۳۳۵)

خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آپ کی روحانی ترقی کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:

”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ کو مقام تکمیل سے حصہ حاصل ہے، اسی طرح اس جگہ بعض دوستوں کا بھی اس مقام سے حصہ معلوم ہوتا ہے واللہ سبحانہ، عالم بحقیقۃ الحال۔“

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۱۱۔ (نیز دفتر اول کے مکتوب ۱۰۴ میں بھی آپ کے حالات درج ہیں)

شیخ کریم الدین بابا حسن ابدالی علیہ الرحمۃ

آپ موضع عثمان پور ضلع اٹک (متصل حسن ابدال) کے رہنے والے تھے جہاں سے کشمیر کو بھی راستہ جاتا ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مشہور خلیفہ اور صاحبِ تصرف و کرامات بزرگ تھے، اس ممالک میں آپ کے تصرفات مشہور ہیں، آپ اپنی عقیدت و ارادت کے سبب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں عالمِ شباب میں تحصیل علوم کے لئے لاہور آیا اور علمِ ظاہری کے حصول میں مشغول ہو گیا۔ ایک دفعہ مجھے خیال آیا کہ اگر میں مر گیا تو حق تعالیٰ (کی معرفت) سے محروم رہ جاؤں گا اس لئے میں تعلیم کو خیر باد کہہ کر اپنے وطنِ مالوف واپس آ گیا اور عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا۔ اسی اثناء میں شیخ

کامل کی تلاش میرے دل میں پیدا ہوئی آخر ایک شب میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا کہ اس کے جمال کے سامنے ماہتاب شرمندہ وخیرہ تھا اور وجاہت وقار بدرجۂ کمال اس سے ہویدا تھا۔ میرا ارادہ ہوا کہ ان بزرگ کا مرید ہو جاؤں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اب میں حیران تھا کہ ان بزرگ کو کہاں تلاش کروں۔ پھر دوسری شب بھی میں نے انہی بزرگ کو دیکھا غرضیکہ اسی طرح چند بار ان بزرگ نے اپنے دیدارِ پُر انوار کو دکھا کر میرے صبر وقرار کو لوٹ لیا اور دیوانہ کر دیا، آخر بیقراری کا مجھ پر غلبہ ہوا اور میں دیوانوں کی طرح گھر سے نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ سرہند پہنچا اور جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خانقاہ پر پہنچا تو اپنی خستہ حالی سے متاثر ہو کر دروازہ کے باہر ٹھہر گیا۔ آخر ایک درویش نے حضرتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مفلس آیا ہے اور خدمتِ میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔

حضرتؒ نے فرمایا اس کو جلدی بُلاؤ۔ میں اندر گیا اور میری نگاہ حضرتؒ کے روئے روشن پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ ہی وہ بزرگ ہیں جن کا دیدارِ پُر انور یہ عاجز خواب میں چند بار کر چکا تھا۔ پس حالتِ ذوق وشوق میں مجھ پر گریہ طاری ہو گیا، میں نے چاہا کہ آپ کے قدموں میں گر جاؤں لیکن حضرتؒ نے مجھ کو اپنی بغل میں لے لیا اور تھوڑی دیر سینہ مبارک سے لگائے رکھا پھر حجرہ میں لے گئے اور طریقہ ذکر تعلیم فرمایا اور مجھے گوہر مقصود حاصل ہو گیا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۲۵ و ۳۲۶)

جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے آپ کو تعلیم ذکر ومراقبہ سے سرفراز فرمایا تو حضرتؒ کی نظرِ کیمیا اثر کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں ترقیات رونما ہوئیں اور حضرتؒ نے آپ کو تعلیم طریقہ کی اجازت دیکر اپنے وطن روانہ کیا۔ اس علاقہ کے بکثرت لوگ آپ کے دستِ حق پرست پر تائب ہو کر اس سلسلۂ عالیہ میں داخل ہو گئے اور سلسلہ کے فیوض وبرکات حاصل کیے۔ جن دنوں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے گوشہ نشینی اختیار فرمائی تھی تو دوستوں میں بہت کم لوگ حضرت کی خلوت گاہ میں جا سکتے تھے لیکن شیخ موصوف پر چونکہ حضرتؒ کی خصوصی عنایت تھی اس لئے آپ کے بارے میں حضرتؒ کا ارشاد تھا۔ "شیخ با یارانِ خود می آمدہ باشند وہیچ کس مانع نشود" (شیخ اپنے دوستوں کے ساتھ آیا کریں اور انھیں کوئی منع نہ کرے) (زبدۃ المقامات ص ۳۸۶ و ۳۸۷)

شیخ کریم الدین بابا فرماتے تھے کہ مجھ پر ایسا وقت آیا کہ اگر تمام عالم میری نظر میں آ جائے تو ایک نگاہ میں مقصد کو پہنچادوں۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۲۷)

نیز شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی قدم بوسی کے لئے وطن سے روانہ ہوا۔ جب فضل آباد کی سرائے میں پہنچا تو میں نے واقعہ میں دیکھا کہ مجھ کو سلطنت کے تخت پر بٹھایا گیا ہے اور سلطانِ وقت دست بستہ میرے سامنے کھڑا ہے۔ میں وہاں سے روانہ ہو کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ کو خلافتِ مطلقہ عطا فرمائی۔ (ایضاً ص ۳۲۸)

آپ کی وفات ۳/محرم ۱۰۵۰ھ کو اپنے وطن میں ہوئی۔ (ایضاً ص ۳۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سید محب اللہ مانکپوری علیہ الرحمہ

آپ کی ولادت ۲/صفر ۹۹۶ھ کو صدر پور صوبہ بہار باختلاف روایت صدر پور نواح فرخ آباد اودھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی کتابیں اپنے والد ماجد اور دیگر مقامی علمائے سے پڑھیں پھر لاہور پہنچکر ملا عبدالسلام لاہوری سے شرف تلمذ حاصل کیا وہ ہیں حضرت میاں میر لاہوری اور نواب سعد اللہ خاں وزیر شاہجہاں آپ کے ہم سبق تھے۔ تحصیل علوم سے فارغ ہو کر آپ اپنے وطن صدر پور اہل وعیال پہنچے، پھر مانک پور اور وہاں سے الٰہ آباد روانہ ہو گئے۔

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں کہ سید محب اللہ مانک پوری علوم دینیہ کی کامل دستگاہ حاصل کرنے کے بعد قدرۃ المشائخ شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری کی خدمت میں پہنچے اور ایک مدت تک وہاں رہ کر اجازت وخلافت حاصل کی بعد از ان برہان پور ہی میں حضرت خواجہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے سلسلہ نقشبندیہ کا طریقہ ذکر سیکھا، چونکہ میر صاحب کی مجلس میں ہمیشہ حضرت مجددؒ کی تعریف وتوصیف ہوتی تھی اور مکتوبات شریفہ کا تذکرہ ہوتا تھا اس لئے آپ کو حضرت مجددؒ کی خدمت وملاقات کا شوق غالب ہوا چنانچہ آپ سرہند شریف حاضر ہو کر مدت تک مستفید ہوتے رہے حتی کہ حضرت مجددؒ نے خلافت سے سرفراز فرما کر مانک پور روانہ فرمایا اور میر صاحب موصوف کو یہ کلمات تحریر فرمائے ''سید محب اللہ نسیان ماسوٰی اور بعض درجاتِ فنا پر پہنچ گئے ہیں اور ہم نے ان کو اجازت دیکر مانک پور روانہ کر دیا ہے۔ (زبدۃ المقامات ملخصاً ص۳۸۲)

مانک پور پہنچکر کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت مجددؒ کی خدمت میں اہل وطن کی اذیتوں کی شکایت عرض کی تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا:۔

''مخلوق کی ایذا برداشت کرنے اور قریبی رشتہ داروں کی جفا پر صبر کرنے کے سوا چارہ نہیں۔۔۔۔۔اس مقام کی سکونت میں ملاحت ونمکینی یہی ایذا وجفا ہے لیکن آپ اس نمکینی سے بھاگتے ہیں، بیشک حلاوت وشیرینی (عیش) کا پلا ہوا ملاحت ونمکینی کی تاب نہیں لاسکتا۔۔۔۔۔۔عزیمت کا طریق یہی ہے کہ آپ ایذا پر صبر وتحمل فرمائیں۔'' (مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۷)

لیکن جب آپ نے مانک پور سے الہ آباد منتقل ہونے کیلئے بہت منت وسماجت کے عریضے لکھے تو حضرت نے تحریر فرمایا:۔ "آج رات (واقعہ میں) ایسا نظر آیا گویا کہ آپ کے اسباب کو مانک پور سے الہ آباد کی طرف لے گئے ہیں لہذا آپ وہیں اپنا قیام اختیار کر لیں اور اپنے اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ سے آباد رکھیں۔۔۔۔ جہانتک ہو سکے تقلیدی کا راستہ نہ چھوڑیں کیونکہ شیخ طریقت کی تقلید سے بہت فائدے اور بڑے ثمرات حاصل ہوتے ہیں اور شیخ کے طریق کے خلاف میں سراسر خطرات ہیں۔ (ایضا مکتوب ۱۳)

نوٹ:

مکتوبات شریفہ میں آپ کے نام دس مکتوب ہیں اور زبدۃ المقامات میں بھی حضرات خلفا کے ذیل میں آپ کا تذکرہ موجود ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مزاج میں تلون تھا اور شیخ طریقت کے مسلک کی پابندی کا بھی خیال نہیں رکھتے تھے اسلئے حضرت مجدد قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ کا رجحان وحدت الوجود کی طرف ہو گیا اور نسبتِ چشتیہ صابریہ غالب آگئی اسی وجہ سے صاحب حضرات القدس نے آپ کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی مخدوم زادگان حضرت خواجہ محمد سعید وحضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہما کے مکاتیب میں آپ کے نام کوئی مکتوب پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ چنانچہ "شیخ عبدالقدوس گنگوہی اوران کی تعلیمات" مولفہ اعجاز الحق قدوسی میں شیخ محب اللہ الہ آبادی کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "مسئلہ وحدت الوجود کے متعلق آپ نے مختلف علما سے تبادلہ خیال کیا لیکن کوئی آپ کو مطمئن نہ کر سکا اسی سلسلے میں آپ دہلی پہنچے پھر سہارنپور گئے اور گنگوہ میں حضرت ابوسعید (ابن شیخ نورین شیخ علی بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی) علیہما الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت کی صحبت میں ایک درجہ طمانیت اور دلبستگی محسوس کی آخر حضرت شیخ ابوسعید علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے مختلف ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد خرقہ خلافت حاصل کیا۔

(شیخ عبدالقدوس گنگوہی اوران کی تعلیمات ص ۵۴۲، ۵۴۷)

شاہجہاں اور دارشکوہ آپ سے بیحد عقیدت رکھتے تھے مگر اورنگ زیب کی رائے آپ کے متعلق اچھی نہ تھی چنانچہ عالمگیر نے آپ کے رسالہ تسویہ کو جلانے کا حکم دیا تھا۔ آپ نے ۹/ رجب ۱۰۵۸ھ کو الہ آباد میں وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

(ایضاص ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰)

شیخ محمد صادق کابلی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم مریدوں، مخلص احباب اور خلفا میں سے تھے ابتداء میں آپ شاہزادہ ولیعہد کے ملازم ہوئے، حسنِ قسمت سے آپ کے دل میں طلبِ حق کا جذبہ موجزن ہوا اور آپ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر الہ آباد سے دہلی آئے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کا وصال ہو چکا ہے۔ آپ مرزا حسام الدین قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی طلبِ حق کا اظہار کیا۔ مرزا صاحبؒ نے فرمایا اگر طلبِ حق رکھتے ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ آپ دہلی سے روانہ ہو کر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سرہند حاضر ہو گئے، چونکہ طالبِ صادق تھے شرفِ قبولیت سے مشرف ہو کر موردِ عنایات ولطفِ خاص بن گئے اور مقاماتِ سنجیدہ اور احوال، پسندیدہ سے سرفراز ہو گئے۔ حضرتؒ کے الطاف آپ کے حال پر اس درجہ مبذول تھے کہ آپ کو داخل زمرۂ فرزندان ومحرمانِ راز سمجھتے تھے، چونکہ آپ عقل وفہم اور آداب اخلاقِ حسنہ سے آراستہ تھے اس لئے سفر وحضر میں حضرتؒ کی خدماتِ شائستہ آپ سے متعلق ہوتی تھیں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کو مرضِ جذام ہو گیا جس کہ وجہ سے یارانِ طریقت آپ کی صحبت سے کراہت کرنے لگے آپ اس مرض سے بہت دل شکستہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ کہیں چلے جائیں، جب حضرتؒ کو آپ کے ارادہ کا علم ہوا تو اس مرض کے دفعیہ کیلئے توجہ فرمائی چنانچہ آپ کو صحت حاصل ہو گئی۔

جب آپ درجہ کمال کو پہنچے اور مقاماتِ بلند سے مشرف ہوئے تو حضرتؒ نے آپ کو خلافت اور تعلیم طریقت کی اجازت عطا فرمائی اور حضرت کے حکم کے مطابق آپ اس دشوار کام کی انجام دہی میں مشغول ہو گئے، لاہور میں آپ نے اقامت اختیار فرمائی اور وہاں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی ۱۰۱۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۵ و ۳۱۶)

مولانا محمد صالح کولابی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم احباب میں سے تھے نہایت منکسر المزاج اور خاموش طبیعت پائی تھی۔ ابتداء میں جب آپ کو طلبِ حق کا شوق پیدا ہوا تو قرب و جوار کے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن کسی سے کوئی کیفیت حاصل نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن آگرہ کی جامع مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور دیکھتے ہی آپ کے دل میں ایسی کشش پیدا ہوئی کہ حضرتؒ کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر تعلیم ذکر کی درخواست کی، حضرتؒ نے قبول فرما کر داخلِ سلسلہ کر لیا، اس کے بعد سالہا سال حضرتؒ کی خدمت میں رہے لیکن کم استعدادی کی وجہ سے آپ کو کوئی فتح و کشائش نہیں ہوئی۔ دوسرے پیر بھائیوں کے احوال دیکھتے تو بڑے حیران ہوتے کہ وہ منازلِ ترقی پر گامزن ہیں آپ اپنے حال پر اور زیادہ وگریاں رہتے، یہاں تک کہ ماہِ رمضان المبارک آ گیا اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ معتکف ہوئے تو حضرتؒ کے اعتکاف میں طشت و آفتابہ کی خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔ ایک شب حضرتؒ نے اپنے دستِ مبارک دھوئے تو آپ نے اس غسالہ کو تنہائی میں لیجا کر پی لیا۔ بس اس غسالہ کے پیتے ہی آپ میں شراب کی سی مستی بھر گئی اور حال و باطن میں فتح و کشائش نمودار ہو گئی۔

مولانا صالح جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی توجہ سے درجہ کمال کو پہنچ گئے تو اجازتِ تعلیم طریقت سے ممتاز ہوئے اور طالبانِ معرفت کی ایک جماعت کو آپ کا رُوحانی فیض پہنچا۔ حضرت مجدد صاحبؒ اکثر آپ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرتؒ نے آپ کے متعلق فرمایا ''مولانا صالح از سیرِ صفات و تجلیاتِ صفاتیہ بہرہٗ تمام گرفتہ'' (مولانا صالح نے سیرِ صفات و تجلیاتِ صفاتیہ سے پورا حصہ حاصل کیا ہے)۔

آپ نے حضرت مخدوم زادوں کی فرمائش پر حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے دن رات کے معمولات کو ایک رسالہ کی شکل میں جمع کیا۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۷۰ تا ۳۷۲)

آپ کی وفات ۱۰۳۸ھ میں ہوئی۔

مولانا محمد صدیق کشمی علیہ الرحمۃ

مولانا محمد صدیق ظہیر الدین حسنؒ رکشم (علاقہ بدخشاں) کے رہنے والے تھے عنفوانِ شباب میں ہندوستان آئے چونکہ شعر و سخن سے دلچسپی رکھتے تھے اس لئے محبّ الفقراء عبدالرحیم خانخاناں بن بیرم خاں کی صحبت اختیار کی، خانخاناں کو اس گروہ سے خاص تعلق تھا۔

آپ ہدایت تخلص فرماتے تھے، آپ کے اشعار دلفریب، عشق و محبت سے خمیر یافتہ اور دردو سوز سے لبریز ہوتے تھے۔ آپ نے ایک قصہ شیشہ گر ماچین کو حقیقتِ مجاز میں مستور کر کے بوزن مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ منظوم کیا ہے جو حق الیقین کی بہترین تعبیر ہے، اس کے علاوہ آپ کی اور بھی مثنویاں ہیں، ایک مثنوی خسرو شیریں کی نظم کے وزن پر بھی ہے۔

اسی زمانہ میں آپ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے بیعت ہو کر سلسلہ نقشبندیہ میں منسلک ہو گئے حضرت خواجہ قدس سرہٗ اکثر آپ کی استعداد و قابلیت کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ۱۰۱۸ھ میں آپ دہلی سے برہان پور تشریف لے گئے اور تھوڑے دن مندو میں اقامت کی۔ (ایضاً ص ۲۷۲ و نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۳۷۸ و حضرات القدس)

حضرت مولانا ہاشم کشمی رقمطراز ہیں کہ میں نے مولانا کی زبانی سُنا ہے کہ ایک مرتبہ ہم کئی درویش عید کے دن صبح کو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیشہ گلاب ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ حاضرین میں سے مجھے نیا اور عید کے مناسب اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھکر مجھ پر گلاب چھڑکا، اس امر نے میرے پریشان دل کو جمعیت بخشی۔

زداماں تو ہر راشح گلابے　　　زند بروئے بختِ خفتہ آبے۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۷۲)

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سفرِ دکن سے واپس آیا اس زمانے میں حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ سے رابطہ کا یہ حال تھا کہ ہر چیز سے حضرت خواجہؒ کا جمالِ باکمال نظر آتا تھا، درو دیوار اور شجر سے سوائے آپ کے جمال کے اور کوئی چیز نمودار نہ ہوتی تھی

یہانتک کہ میرا وجودِ موہوم بھی حائل نہ رہا تھا اور میں خود کو بھی حضرت خواجہ سمجھتا تھا۔

آں یکے شد روئے او شد سوئے دوست واں یکے شد روئے او رخود سوئے دوست

حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے، شعر و شاعری سے دستکش ہو گئے، حضرتؒ کی صحبت میں پابندی سے حاضر رہے، ولایتِ خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور حضرت کی خلافت سے مشرف ہوئے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۹۸)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مکتوب میں مولانا محمد صالح کولابی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے ترقی یافتہ احوال کی اطلاع دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

''میرے سعادتمند بھائی کو حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ ان حدود کے احوال حمد کے لائق ہیں اور اس جگہ کے سب احباب خوش و خورم ہیں بالخصوص مولانا محمد صدیق ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ولایتِ خاصہ کے ساتھ مشرف ہوئے، اسم جزئی اسمِ کلی کے ساتھ ملحق ہوئے، باوجود اس کے نظر فوق کی جانب رکھتے ہیں وہاں سے نصیبِ وافر حاصل کر کے شاید رجوع کی طرف میلان کریں وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے) کبھی کبھی اپنے اور اُن دوستوں کے احوال جو طریقے میں داخل ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں لکھتے رہا کریں اور چند روز اسی جگہ استقامت اختیار کریں، والسّلام۔ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۴۱)

۱۰۱۹ھ میں آپ متعلقین کی ایک جماعت کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے واپسی میں آپ پہلے دہلی آئے چونکہ زادِ راہ تھوڑا تھا اور ہمراہیوں کی تعداد زیادہ تھی اس لئے آپ نے اس سفر میں فقر و فاقہ کی بہت تکلیف اُٹھائی اور علیٰ قدر النصیب دولتِ اجر سے مشرف ہوئے۔

جس زمانے میں آپ حجاز مقدس میں تھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ''اس وقت میں بعض غیر موجود مریدین کے احوال کی طرف متوجہ تھا مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نظرِ کشفی میں کامل محبت واخلاص کے ساتھ ہماری طرف رجوع معلوم ہوئے۔'' آپ کو حضرتؒ کے علوم و معارف سے کافی مناسبت وواقفیت تھی۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۷۳)

آپ نے ماہِ شوال ۱۰۵۱ھ میں وفات پائی اور دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے قبرستان میں دفن ہوئے۔آپ کی بی بی نے بھی حضرتؒ کی عنایات سے بہرۂ وافر حاصل کیا۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۰۳)

خواجہ میر محمد نعمان بدخشی علیہ الرحمۃ

تمام تذکرہ نویسوں نے مخدوم زادگانِ عالی شان قدس سرہم کے تذکروں کے بعد حضرت خواجہ میر نعمان علیہ الرحمۃ کا تذکرہ تحریر کیا ہے اور آپ کی شان کے لائق بھی یہی مناسب تھا لیکن ہم نے چونکہ حروفِ تہجی کے اعتبار سے تذکروں کو مرتب کیا ہے اس لئے اس کی رعایت رکھتے ہوئے اب آپ کا تذکرہ کیا جاتا ہے:۔

حضرت خواجہ میر محمد نعمان کے والد ماجد سید شمس الدین یحییٰ بدخشانی معروف بہ میر بزرگ ہیں جو تقویٰ وطہارت ،نسبت وحضور وصفا میں مشاہیر وقت سے تھے اور بعض علوم نادرہ مثل جفر وتکسیر وغیرہ میں یگانہ عصر تھے۔ ۹۹۴ھ میں وفات پائی۔ان کا مولد ومسکن اور مدفن موضع کشم ہے جو ملک بدخشاں میں واقع ہے۔۔۔۔میر بزرگ کو نسبت وارادت سلسلہ طریقت میں ایک موزہ فروش درویش سے تھی جو سلسلہ عشقیہ میں صاحبِ جذبات وکرامات تھے اور سمر قند کی ایک خانقاہ میں گوشہ نشین رہتے تھے، اپنے آپ کو پوشیدہ ومستور رکھتے تھے اور موزہ فروشی کے پیشہ کو اپنے لئے پردہ بنائے ہوئے تھے۔۔۔۔میر بزرگ انہی پیر روشن ضمیر کی ایک حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک روز اُن کو سمر قند کی جامع مسجد میں کیفیتِ وجد طاری ہوئی اور منبر کی ایک جانب سے اُچھل کر دوسری جانب جا گرے، باوجود کبر سنی کے ان کو مطلق کوئی ضرب نہیں پہنچی ،حالانکہ منبر دو قدِ آدم بلند اور اس کی نصف مقدار چوڑا تھا۔

میر بزرگ کے والد میر جلال الدین تھے اور جد امجد سید حمید الدین الحسینی مشہور عارف وعالم اور متقی بزرگ تھے۔۔۔۔آپ کے آباواجداد میں ایک بزرگ گذرے ہیں ''جو شیخ بُلبل'' کے نام سے مشہور تھے، جب وہ تلاوتِ قرآن مجید کرتے تو ان کی قراءت سننے کے لئے اُن کے گردِ بُلبلیں جمع ہو جاتیں اور قراءت ختم ہونے تک نالہ وفریاد میں مصروف رہتیں حتیٰ کہ بعض تڑپ تڑپ کر جان دیدیتی تھیں۔

حضرت خواجہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کی ولادت ۹۷۷ھ میں سمرقند میں ہوئی، آپ کی تاریخ ولادت ''شیخ جنید'' سے نکلتی ہے۔ آپ کی ولادت سے پہلے آپ کے والد ماجد نے حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں:
''تمہارے گھر میں ایک سعادت مند لڑکا تولد ہوگا اس کا نام ہمارے نام پر رکھنا۔''
چنانچہ حضرت امامؒ کے حکم کی تعمیل میں آپ کا نام محمد نعمان رکھا گیا۔

خواجہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد ماجد کو بکثرت علوم میں فاضل و قابل جانتا تھا لیکن اولیاء اللہ میں سے خیال نہ کرتا تھا، ایک دن میری بڑی بہن نے جو اپنے وقت کی عارفہ تھی مجھ سے کہا کہ میں نے والد صاحب کو واقعہ میں دیکھا ہے فرمارہے ہیں کہ فرزند میر نعمان سے کہو ''تم ہمارے متعلق کمزور اعتقاد کیوں رکھتے ہو''؟ اس روز سے میں والد صاحب کا معتقد ہوگیا۔۔۔۔۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ بچپن میں بعض نسبتیں مجھ پر غلبہ کرتی تھیں اور مجھ کو غیبت و استغراق حاصل ہوتا تھا۔ جب میں فقراء کی خدمت میں گیا اور مراقبات و وارداتِ صوفیہ سے واقفیت حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ تمام احوال اس راہ کے شعبدے تھے۔

جب آپ علوم ظاہری کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو حضرت امیر عبداللہ عشقی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بلخ حاضر ہوکر فیض باطنی حاصل کیا پھر حضرتِ عشقیؒ کے اشارے کے بموجب آپ ہندوستان تشریف لائے اور یہاں بھی وفورِ شوق میں بعض درویشوں سے اذکار کی تعلیم حاصل کی حتی کہ قطب المحققین حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے اور حضرت خواجہؒ کے الطاف بے پایاں نے آپ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور ذکر و مراقبہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے مشرف فرمایا۔ آپ کے ہمراہ اہل وعیال اور رشتہ داروں کی ایک بڑی تعداد تھی آپ اُن سب سے ساتھ صدق و توکل سے حضرت خواجہؒ کی خدمت میں فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنے لگے اور اپنی اسی حالت میں فسرحاں وشاداں رہتے تھے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے بعض مخلص امراء نے حضرت خواجہؒ سے درخواست کی کہ خانقاہ کے بعض فقراء کو فقر و فاقہ کی بہت تکلیف رہتی ہے اگر حضور اجازت دیں تو ہم ہر ایک کا وظیفہ مقرر کر کے سعادتِ دارین حاصل کریں۔ حضرت خواجہؒ نے یہ

رائے چند افراد کے لئے قبول فرمائی۔ اس وقت کسی نے آپ کا نام بھی پیش کیا اور کہا کہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ بھی کثرتِ اہل وعیال کے باعث تکلیف میں ہیں لیکن حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے آپ کے لئے اجازت نہیں دی اور فرمایا ''اینہا جزء بدنِ ما اند'' (یہ ہمارے جزوِ بدن ہیں) یعنی ہم اپنے جزوِ بدن کو ان امور میں ملوث نہ ہونے دیں گے۔ میر صاحب موصوف فرماتے تھے کہ اگر چہ ان دنوں مجھ پر بہت کچھ فقر و فاقہ گذرتا تھا لیکن آپ کا یہ ارشاد سننے کے بعد اور آپ کی اس خاص عنایت کے باعث مجھ پر رقت طاری ہوگئی، میں از خود رفتہ ہوگیا اور حسنِ احوال کا امیدوار رہا۔

(زبدۃ المقامات ص ۳۲۶ تا ۳۲۸ و حضرات القدس دفتر دوم ص ۲۶۶ تا ۲۶۸)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی مذکور ہے کہ مسجدِ فیروزی کے نیچے بہت سے مکانات جو صدیوں سے غیر آباد پڑے ہوئے تھے اور ابابیل وغیرہ پرندوں کے گھونسلوں کی بدبو کی وجہ سے وہاں قیام کرنا مشکل تھا لیکن حضرت خواجہؒ کا حکم ہوتے ہی آپ نے اس میں رہائش اختیار کرلی۔ دورانِ قیام میں بدبو کے اثرات کی وجہ سے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ جو عابدہ صالحہ اور صاحبہ جذبات و حالات تھیں بیمار ہوگئیں۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی والدۂ ماجدہ اُن کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائیں تو مکان کی بدبو کے باعث وہاں ٹھہرنا مشکل ہوگیا جب واپس گئیں تو حضرت خواجہ صاحبؒ سے وہاں کی کیفیت بیان کی اور فرمایا ''اے خواجہ من و نور دیدۂ من! ایں جماعت کہ مرید شدہ اند کشتنی نہ شدہ اند'' (یہ لوگ مرید ہونے کیلئے آئے ہیں مرنے کے لیے نہیں آئے)۔

حضرت خواجہؒ نے فرمایا ''اے والدۂ ماجدہ اینہا بدعوۃ نیامدہ اند کہ ازیں امور گراں خاطر و ملول دل گردند'' (یہ لوگ بلائے ہوئے نہیں آئے ہیں کہ ان امور سے گراں خاطر اور رنجیدہ دل ہوں)۔

میر صاحب موصوف فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مرض الموت میں ایک شب مجھے خدمت گاری و شب بیداری کا موقع ملا۔ اس رات حضرت خواجہؒ نے مجھ پر ایک نظر ڈالی اس نظرِ فیض اثر کا یہ اثر مجھ پر طاری ہوگیا کہ جو کام مجھ سے وقوع میں آتا میں سوچ میں پڑ جاتا کہ آیا یہ کام رضائے الٰہی کے موافق ہے یا نہیں، چنانچہ ہر ہر قدم پر میں کہتا کہ یہ مرضیٔ حق کے مطابق ہے یا مرضیٔ حق کے مطابق نہیں ہے۔ معلوم

ہوا کہ اس وقت حضرت خواجہؒ مقامِ تسلیم و رضا میں تھے اور اس دریائے بیکراں کا چھینٹا اس تشنہ لب کو پہنچ گیا۔

نیز آپ فرماتے تھے کہ جب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو اجازتِ تعلیم طریقہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ فرمائی اور اپنے مریدوں کو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے حوالہ کر دیا اور اُن سب کی تربیت حضرت کے سپرد فرمائی تو اس اثناء میں فقیر (محمد نعمان) سے بھی فرمایا کہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی خدمت کو اپنی سعادت جان کر لازم پکڑو۔ ہم پیرو نے اور نفس کی رعونت کی وجہ سے فقیر نے عرض کیا کہ "ہمارا قبلہ توجہ تو حضور ہی کی درگاہ ہے اگرچہ وہ بھی بزرگ ہوں۔" حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ "میاں شیخ احمد آفتابے اند کہ مثلِ ما ہزاراں ستارگاں در ضمنِ ایشاں گم است و از کمل اولیائے متقدمین خال خال مثلِ ایشاں گذشتہ باشند۔ (زبدۃ المقامات ص ۳۳۰)

(میاں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے اندر گم ہیں، اولیائے متقدمین و کاملین میں سے بہت کم اُن جیسے گذرے ہوں گے)

۔۔۔۔۔۔اس کے بعد میں نے اپنا اعتقاد درست کیا اور نہایت نیازمندی کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر عنایت کا طالب ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ ہمارے ہی ہیں لیکن ابھی کچھ دنوں ہمارے پیر و مرشد ہی کی خدمت میں رہیں۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ دہلی تشریف لائے تو میر صاحب نے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا جس میں اپنی شکستہ دلی، بدنصیبی اور بے استعدادی کا ذکر تھا، نیز یہ کہ "میرے پاس آپ کے حضور میں بجز اس کے اور کوئی وسیلہ و چارہ نہیں کہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہوں لہٰذا بطفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ پر رحم فرمائیں"۔

۔۔۔حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس عریضہ کے ملاحظہ کے وقت نہایت آبدیدہ ہوئے اور فرمایا "میر! بے دلی مکنید کہ حضرت خواجہ ما رضی اللہ عنہ حاضر اند انشاء اللہ خوبتر خواہد شد و نیز فرمودہ اند، درمیان اصحابِ حضرت خواجہ ما قدس سرہٗ میر اراباما مناسبتِ

دیگر است''۔ (میر صاحب! گھبرایئے نہیں ہمارے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ حاضر ہیں۔ انشاء اللہ بہتر ہوگا اور نیز حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے اصحاب میں میر صاحب کو ہمارے ساتھ ایک اور ہی مناسبت ہے)

غرضیکہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ میر صاحب کو اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے سرہند شریف لے آئے۔ آپ نے سالہا سال حضرت کے آستانہ حق نشان پر گذارے اور دیکھا جو کچھ دیکھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو ضعف لاحق ہوا اور اس خیال سے کہ کہیں یہ مرض آخری مرض نہ ہو اور شاید ضعف کا غلبہ امانتِ خواجگان رضی اللہ عنہم کسی اہل کو سپرد کرنے کے مہلت نہ دے اس لئے آپ نے ارادہ کیا کہ یہ نسبت شریفہ بعض مخلص احباب کو القا فرمائیں چنانچہ حضرت نے اس نسبتِ شریف کی شان کے لائق مخدوم زادہ بزرگ خواجہ محمد صادق محمد نعمان علیہما الرحمہ کے سوا کسی کو نہیں پایا لہٰذا حسب استعداد بعض احوال ان دونوں عزیزوں کو القا فرمائے۔ اس کے بعد حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرتؒ کو کامل صحت عطا فرمائی تو حضرتؒ نے فرمایا ''سِرِ آنکہ ایں نسبتہا دریں ضعف بشمایاں تلقی گشت آں بودہ بعضے احوالاتِ عظیمہ دیگر بما مودع بودہ کرورود آں موقوف باعطائے اینہا می بودہ'' یہ نسبتیں جو اس ضعف کی حالت میں تم کو القا کی گئی ہیں اس کا راز یہ ہے کہ دوسرے عظیم احوال جو ہمیں حوالہ کئے جانے والے تھے ان کا وارد ہونا ان نسبتوں کے عطا کر دینے پر موقوف تھا)۔

پھر کچھ عرصہ بعد ۱۰۱۸ھ میں حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے میر صاحب موصوف کو حسبِ ذیل اجازت نامہ مرحمت فرما کر طلبائے معرفت کی ہدایت کیلئے برہان پور روانہ فرمایا:۔

" هُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَنُسَلِّمُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الْکِرَامِ . بَعْدُ فَاِنَّ الْاَخَ الصَّالِحَ السَّالِکَ طَرِیْقَ اَهْلِ اللّٰهِ الْعَارِفَ بِاللّٰهِ السَّیِّدَ الْکَامِلَ مُحَمَّدَ نُعْمَانَ وَفَّقَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَاِیَّایَ لِمَرْضَاتِهٖ لَمَّا دَخَلَ بِتَوَسُّطِ هٰذَا الْفَقِیْرِ فِیْ سِلْکِ اِرَادَةِ الْمَشَائِخِ النَّقْشَبَنْدِیَّةِ وَسَلَکَ طَرِیْقَتَهُمُ الْعَلِیَّةَ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْرَارَهُمْ وَظَهَرَ مِنْهُ الْاِنْتِفَاعُ لِلطَّلَبَةِ اَجَزْتُهٗ لِتَعْلِیْمِ طَرِیْقَةِ هٰؤُلَاءِ

الْاَکَابِرِ لِلطُّلاَّبِ وَشَرْطُ الْاَجَازَةِ الْاِسْتِقَامَةُ عَلَی الشَّرِیْعَةِ وَالثَّبَاتُ عَلَی الطَّرِیْقَةِ وَالْحَقِیْقَةِ وَالسَّلاَمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ ۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص۲۶۹) وزبدۃ المقامات ص۳۳۱)

میر صاحب موصوف دو مرتبہ برہان تشریف لے گئے چونکہ اس شہر میں شیخ محمد فضل اللہ۔ عیسیٰ روح اللہ رحمہ اللہ جیسے صاحب علوم وحال وقال اور اہلِ کمال واکمال موجود تھے اس لئے وہاں آپ کے طریقہ کی اشاعت نہ ہو سکی، آپ نے واپس آ کر حضرتؒ کی خدمت میں حقیقتِ حال عرض کی۔ حضرتؒ نے تیسری مرتبہ آپ کو اس شہر کی مشیخت عطا فرما کر روانہ کیا اور فرمایا ''ایں مرتبہ ہائے سابق نماند انشاء اللہ تعالیٰ'' (انشاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ پہلے کی طرح نہ ہوگا) چنانچہ جب آپ برہان پور پہنچے تو آپ کی مجلسیں اس قدر گرم ہوئیں کہ بیان نہیں ہو سکتا جو لوگ دور سے بھی آپ کی مجلس دیکھ لیتے تو یکا یک ان کے دلوں میں جذبہ وحالت پیدا ہو جاتی اور غلبہء سکر کے باعث کپڑے چاک کرنے اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے۔ بعض مرتبہ تیس چالیس حضرات زمین پر تڑپتے ہوتے، اور مولانا قاسم تبریزی کا یہ مصرع ان کے حسب حال ہوتا، ع

درمیانِ شہر ودر ہر گوشۂ غوغائے اوست

یہ حالت دیکھ کر بعض مشائخِ وقت کے مریدین بھی میر صاحب کے حلقہء استفاضہ میں داخل ہوئے اور بہت سے مفسدین کی اصلاح ہوئی اور بکثرت ہوشمندوں نے بادۂ بیخودی و جذب کا جام نوش جان کیا۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ واقعہ میں دیکھا کہ میں سفر سے حضرت مجدد قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور حضرتؒ کے آستانہ کے گرد گھوم رہا ہوں اتنے میں حضرتؒ اندر سے تشریف لے آئے اور مجھ کو دروازہ پر نیازمندانہ کھڑا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہوئے بہت توجہ فرمائی اور مجھ کو بغل میں لیا پھر فرمایا کہ میر میں حرارت کا غلبہ ہو گیا ہے شکر کا شربت لاؤ۔ پس ایک پیالہ لبریز شربت کا لایا گیا۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ میر! یہ پورا پیالہ تم پی لو اور ایک قطرہ بھی کسی کو نہ دو'' میر نے وہ پورا پیالہ پی لیا۔ اس کے بعد آپؒ نے قبلہ رُو ہو کر دعا کی کہ بارِ الٰہا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبتِ خاصہ میر کو

عطا فرما۔ اس دعا کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ منہ پر پھیر لئے۔ دوبارہ دعا کے لئے پھر اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ یاالٰہی! میری نسبتِ خاصہ میر کو عطا فرما۔"

جب میں اس کیفیت سے ہوش میں آیا تو یہ واقعہ حضرتؒ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا، اور اس کی تعبیر دریافت کی۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد آپ کی مجلس مقدس سے مفارقتِ صوری ہوئی، پھر کچھ دن بعد حضرتؒ نے یہ نوازش نامہ مجھے تحریر فرمایا کہ۔

"ایک دن صبح کی نماز کے بعد دوستوں کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ قصداً یا بلاقصد آپ کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور بقایا آثار جو (تم میں) نظر آتے تھے اُن کے دور کرنے کے درپے ہوا اور وہ ظلمتیں اور کدورتیں جو محسوس ہو رہی تھیں ان کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا یہانتک کہ آپ کے کمال کا ہلال بدرِ کامل بن گیا اور جو کچھ ہدایت کے آفتاب میں امانت رکھا گیا تھا سب اس بدر میں منعکس ہوا حتیٰ کہ کمال کی جانب میں کچھ باقی نہ رہا کہ جس کی توقع یا انتظار کی جائے۔ اِلَّا اَنْ یَّتَّسِعَ الظَّرْفُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَیَاْخُذَ بِقَدْرِ وُسْعَتِہٖ شَیْئًا فَشَیْئًا (سوائے اس کے کہ ظرف وسیع ہو جائے اور اپنی وسعت کے موافق درجہ بدرجہ حاصل کرلے) اور بہت دیر تک اس معنی کی مثالیہ صورت نظر میں رہی یہانتک وہ یقین جو صدق کا مصداق ہے حاصل ہوا۔ الحمد للّٰہ سبحانہ علی ذلک.

اِس دولت کا حاصل ہونا اُس واقعہ کی تاویل ہے جو آپ نے دیکھا تھا اور اس کے حاصل ہونے کے متعلق بڑے مبالغہ اور تاکید کے ساتھ سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے کہ آپ کا قرض سب کا سب ادا ہو گیا اور وعدہ پورا ہوا اب امیدوار ہے کہ اس کمال کے اندازہ سے تکمیل حاصل ہوگی اور اس طرف کے دشت وصحرا آپ کے وجود شریف سے منور ہوں گے۔" الخ (دفتر اول مکتوب ۲۴۶)

نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز صبح کے حلقہ میں اس قطبِ ارشاد یعنی حضرت پیرومرشد (مجددالف ثانی قدس سرہٗ) کے روبرو بیٹھا تھا اور مراقبہ میں مشغول تھا، سر اٹھایا تو دیکھا کہ بجائے آپ کے حضرت سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الف صلوٰۃ وتسلیمات تشریف فرما ہیں، مجھ پر ہیبت غالب ہوئی میں نے پھر اپنا سر جھکا لیا اور شغل باطن میں

مشغول ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر سر اٹھایا تو دیکھا کہ آپ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تشریف فرما ہیں۔ میں پھر اپنے سر کو جھکا کر مراقبہ میں مشغول ہوگیا۔ ایک لحہ کے بعد آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ بجائے آپ کے حضرت پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والبرکات اور بجائے حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے آپ تشریف فرما ہیں۔ میں پھر مراقب ہوگیا، تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا تو دونوں جگہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو پایا اور پھر دونوں جگہ آپ کو دیکھا، اس کے بعد دیکھا کہ صرف آپ ہی اکیلے تشریف فرما ہیں۔ یہ جو کچھ دیکھا گیا سب علانیہ تھا نہ کہ خواب۔

میر صاحب موصوف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ساتھ عشق ومحبت میں امتیاز کامل رکھتے تھے اسی لئے آپ کی شہرت وقبولیت ملکِ ہند بلکہ بیرونِ ہند بھی تھی اور اسی وجہ سے بکثرت مخلوق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئی۔ بعض حاسدین اور دشمنانِ دین نے بادشاہِ وقت کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔ بادشاہ نے فتنہ وفساد برپا کر دینے کے اندیشہ ووہم سے آپ کو برہانپور سے دار السلطنت اکبرآباد بلوایا اور آپ سے پوچھا کہ آپ نے خود کو حضرت میر کے لقب سے کیوں مشہور کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں سیّد ہوں اور سیّد کو میر کہتے ہیں مگر لفظ حضرت کہنے میں خوش نہیں ہوں آپ اس کی ممانعت کرادیجئے۔ بادشاہ نے کہا اچھا ہم ان کو رہائی دیتے ہیں بشرطیکہ برہانپور کا قیام ترک کر کے دار السلطنت اکبرآباد میں توطن اختیار کرلیں چنانچہ آپ نے قبول فرمایا اور اکبرآباد میں سکونت اختیار کرلی اور ارشاد وہدایتِ خلق میں مشغول ہوگئے۔

(زبدۃ المقامات وحضرات القدس دفتر دوم ص ۲۷۲ و ۲۷۳)

میر صاحب موصوف نے اگرچہ علوم ظاہری کی تکمیل نہیں کی لیکن ادراکِ حقائقِ صوفیہ خصوصاً حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے علوم ومعارف سمجھنے کی اپنے اندر ایک خاص صلاحیت رکھتے تھے۔

رسالہ سلوک کے نام سے آپ کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق کی تشریح کی گئی ہے یہ رسالہ حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم جان صاحب سرہندی (ٹنڈو سائیں داد۔ ضلع حیدرآباد) کے پاس مخطوطہ تھا جس کو ۱۳۸۹ میں محترمی جناب

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰے خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طبع کرا کر شائع کر دیا ہے۔
آپ کی وفات ۱۸/صفر ۱۰۵۸ھ بروایتِ دیگر ۱۰۶۰ھ کو اکبر آباد میں ہوئی اور وہیں آپ کا مزار پُرانوار ہے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۳۹۳)
''میر والا جاہ نعمان متقی ۱۰۵۸ھ'' مادۂ تاریخ وفات ہے۔

مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ

حضرت مولانا محمد ہاشم بن محمد قاسم کی ولادت موضع کشم علاقہ بدخشاں میں ہوئی، وہیں پرورش پائی اور وہاں کے علماء سے تحصیلِ علوم کر کے ہندوستان تشریف لائے۔ چونکہ آپ کے آباواجداد سلسلہ کبرویہ سے منسلک تھے اس لئے ابتداء میں آپ کو اس خاندان کے بعض خلفاء کی صحبتِ بابرکت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا لیکن عنفوانِ شباب ہی سے فطری مناسبت اور بشارتہائے یزدانی کی بنا پر سلسلہ ذھبیہ خواجگان نقشبندیہ سے دلبستگی پیدا ہوگئی اور اسی تلاش وجستجو میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ یہاں ایک محفل میں قدیم مشائخ کے حالاتِ عجیبہ وتصرفاتِ غریبہ کا تذکرہ سُن کر دل میں خیال آیا کہ یہ حقیقت شناس گروہ ایامِ گذشتہ ہی کے ساتھ مخصوص تھا موجودہ دور میں یا تو ان جواہر ریزوں سے خزانہ خالی ہے یا حقیقت میں ایسے بزرگ موجود ہیں لیکن ہم جیسے نااہلوں کے دیدۂ ادراک سے پوشیدہ ہونگے۔

خاطر خوباں بصید اہل دل مائل نماند   یا بشہرِ عشقبازاں مرد صاحبدل نماند

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحبِ دل آپ سے کہہ رہے ہیں کہ اُٹھ فلاں مقام پر ایک بزرگ اربابِ صفاویقین کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور تجھے بُلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ صاحبِ دل آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس مقام پر لائے جہاں وہ بزرگ تشریف فرما تھے، آپ نے اُن بزرگ کا حلیہ اچھی طرح دیکھا کہ وہ بزرگ ایک چبوترہ پر مراقبہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے احباب چبوترہ سے کسی قدر نیچے سر جھکائے خاموش بیٹھے ہیں۔ جب آپ ان بزرگ کی خدمت میں پہنچے تو انھوں نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیۡمِ. اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ تا آخر سورۃ۔

آپ اس سورۃ کو پڑھتے جاتے اور زار وقطار روتے جاتے تھے۔ آنکھ کھلی تو سورۃ کے مضمون پر غور کر کے یقین کی دُنیا جگمگا اٹھی۔

اس خواب کو ابھی ایک ماہ گذرا تھا کہ آپ کا برہان پور جانا ہو گیا وہاں پہنچکر حضرت خواجہ میر محمد نعمان علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہوا۔ تو آپ نے دیکھا کہ جن بزرگ کو خواب میں دِکھایا گیا تھا وہ ہُو بہو حضرت میر موصوفؒ تھے اس لئے آپ نے میر صاحب سے بیعت کر کے ذکر مراقبہ نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی اور میر صاحبؒ کی خدمت وصحبت کو اپنے اوپر لازم کرلیا۔

آپ فضائل صوری اور علوم متعارفہ کی کامل تحصیل اور بہترین قابلیت رکھتے تھے اور تاریخ وادب میں بھی یدطولیٰ تھا۔ خوش آواز، شیریں کلام، نیک خُلق اور متواضع تھے رنگین حکایتیں دلکش انداز میں بیان کیا کرتے تھے، سوز و گداز آپ کی تقریر سے ہویدا تھا، بیخودی اور وارفتگی آپ کے چہرہ سے روشن اور نمودار تھی۔ حضرت خواجہ میر محمد نعمان قدس سرہٗ بھی آپ کی نیک خصلتوں اور اعلیٰ صلاحیتوں کو ملاحظہ فرما کر آپ پر بہت مہربان تھے حتیٰ کہ اپنی دختر نیک اختر کی شادی آپ کے ساتھ کر کے آپ کو شرفِ دامادی بخشا۔

(زبدۃ المقامات وحضرات القدس)

آپ کو حضرت خواجہ میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے دوران ہی میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے بھی خصوصی تعلق اور خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اسی لئے جلد اول میں آپ کے نام بھی تین مکاتیب ہیں جو ۱۰۲۵ھ میں مرتب ہو چکی تھی اور آپ ۱۰۳۱ھ میں یعنی تقریباً چھ سال بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہلی بار حاضر ہوئے، بلکہ خود حضرت مجدد صاحبؒ نے آپ کو طلب فرمایا جیسا کہ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے ایک مکتوب بنام خواجہ میر نعمان رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر ہے وہو ہذا:۔

"دوسرے یہ کہ فقیر آپ کے رہنے اور جانے میں حیران ہے چونکہ آپ کی ملاقات کا حریص ہے اس لئے آپ کے جانے کے لئے کچھ نہیں کہہ سکتا اور رہنے کے لئے بھی دلالت نہیں کر سکتا کہ مبادا لوگوں کی بہت سی مصلحتیں فوت ہو جائیں البتہ اس قدر ضروری

ہے کہ اگر جائیں تو خواجہ محمد ہاشم کو بھیجدیں تاکہ چند روز صحبت میں رہے اور بعض علوم ومعارف اخذ کرے کیونکہ جوان قابل نظر آتا ہے اور آپ سے تربیت یافتہ بھی ہے اور آپ کے مذاق کو بھی جانتا ہے۔ آپ استفسارات کو بھی اسی کے حوالہ کردیں تاکہ جواب لیکر آپ کی خدمت میں پہنچائے والسلام''۔

(مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب نمبر ا)

چنانچہ آپ ۱۰۳۱ھ میں میر صاحبؒ کے حکم کی تعمیل اور اجازت و رخصت سے حضرت مجددؒ کی خدمت اقدس میں اجمیر شریف حاضر ہوئے اور تقریباً دو سال سفر وحضر، خلوت وجلوت میں آپ حضرتؒ کی خدمت میں رہے، اس تھوڑی سی مدت میں جس قدر فوائد اور انوارات و برکات اس آفتاب عالمتاب سے حاصل کئے ان کی تفصیل احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ (زبدۃ المقامات ص ۱ تا ۳)

آپ زبدۃ المقامات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''اسی زمانہ میں سلاطین دکن میں تبدیلیاں واقع ہوئیں تو میں نے چاہا کہ اہل وعیال کو برہان پور سے لے آؤں اور حضرتؒ کے قدموں میں آپڑوں ناچار آپ نے رخصت فرمادیا، رخصت کے وقت بصد رنج وحسرت میں نے عرض کیا: دعا فرمائیں کہ جلدی ہی آستانہ عالیہ پر حاضری کا شرف حاصل کروں۔ حضرتؒ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا ''دعا کنم کہ در آخرت جا ہم یکجا جمع شویم'' (میں دعا کرتا ہوں کہ ہم آخرت میں ایک جگہ جمع ہوں) اس جاں گداز فقرے نے میرے ہوش اُڑا دیئے لیکن چونکہ میری قسمت میں محرومی تھی اسلئے تقدیر سے مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ ناچار آنکھوں سے آنسو بہاتا، ناامیدی سے سر پر ہاتھ مارتا اور اشعارِ حسرت پڑھتا ہوا رخصت ہوا۔ اواخرِ رجب ۱۰۳۳ھ میں جب یہ فقیر حضرتؒ سے رخصت ہوا تھا اسوقت سے حضرتؒ کے انتقال تک کہ مدت تقریباً سات ماہ ہوئی ہے۔ (ایضاص ۲۸۴، ۲۸۵)

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بعد نمازِ تہجد واقعہ میں دیکھا کہ خواجہ محمد سعید وخواجہ محمد معصوم علیہما الرحمۃ مع ایک خادم کے وکیل بادشاہی کے پاس گئے ہیں اور نوکر ہو گئے مگر اس خادم کو نوکر نہیں رکھا کیونکہ جس وقت اُس خادم کا نام لکھنے لگا اور اس کو قریب جا کر غور سے دیکھا تو اس کے چہرہ پر داغ تھا مگر پھر کچھ عرصہ بعد حضرتؒ پر ظاہر ہوا کہ اُس خادم کو بھی نوکری میں قبول کرلیا گیا ہے جیسا کہ حضرتؒ نے دفتر سوم مکتوب

ص ۱۰۶ میں جو کہ صاحبزادگان کا نام ہے تحریر فرمایا کہ "در بیان واقعہ کہ روئے دادہ بود کہ یارِ ثالث را بنوکری قبول نہ کردند، بعد از زمانے ظاہر گشت" کہ بخصیں کرم آنرا نیز قبول فرمود و آثار قبول ظاہر گشت" (ایک واقعہ کے بیان میں جو ظاہر ہوا تھا لکھا تھا کہ تیسرے یار کو نوکری میں قبول نہ کیا، کچھ عرصہ بعد ظاہر ہوا کہ محض کرم سے اس کو بھی قبول فرمالیا اور قبولیت کے آثار ظاہر ہوئے) اس واقعہ میں یارِ ثالث سے مراد خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب حضرتؒ نے خواجہ محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت و اجازت دیکر برہان پور روانہ کیا، آپ کی صحبت میں نہایت تاثیر ہوئی، وہاں کے لوگ خواہ امیر ہوں یا غریب سب مور و ملخ کی طرح آپ کے گرد جمع ہو گئے اور یہ اس بشارت کی تصدیق تھی کہ حضرت نے آپ کو دفتر سوم مکتوب نمبر ۴۲ میں تحریر فرمایا تھا" کہ در وقت مطالعہ کتابتِ شما انبساطِ نورانیتِ شما در آں نواحی بسیار نظر در آمد و امیدوار ساخت للہ الحمد والمنۃ" (آپ کے خط کے مطالعہ کے وقت آپ کی نورانیت گرد نواح میں بہت پھیلی ہوئی نظر آئی اور بڑی امید پیدا ہوئی، اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان ہے)۔

(حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۲۲۸)

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں مخدوم زادوں کی فرمائش پر ان فوائد و معارف کو لکھنا شروع کیا جن کو خلوت و جلوت میں حضرتِ اقدسؒ کی زبان گوہر فشاں سے سنا تھا۔ نیز حضرتؒ اور حضرتؒ کے پیر و مرشد کے عادات و اطوار، انوار و برکات اور خوارق و کرامات لکھنے کا ارادہ کیا، ابھی چند ورق سے زیادہ نہ لکھنے پائے تھے کہ حضرت قدس سرہٗ رفیق اعلیٰ سے واصل بحق ہو گئے۔ وصالِ مرشد کے بعد آپ کی توجہ اس کام کی طرف زیادہ ہوگئی کیونکہ دلِ مہجور کو تسلی دینے کے لئے اس سے بہتر اور کیا مشغلہ ہو سکتا تھا کہ اپنے پیر باکمال کے اقوال و احوال کو لکھیں اور گذری ہوئی صحبتوں کو یاد کر کے قلب و روح کو ایک گونہ تسکین دیتے رہیں۔

ماہئی کاں گشت محروم از فرات   از کفِ آبے ہمی جوید حیات!

چنانچہ آپ نے حضرت کے حالات کے ساتھ حضرت کے پیر و مرشد، خلفاء اور صاحبزادگان وغیرہم کے حالات میں نہایت جامع اور مستند مجموعہ لکھا جس کا نام "برکات الاحمدیۃ الباقیۃ" رکھا اور تاریخی نام "زبدۃ المقامات" قرار پایا۔ اس کتاب میں "نشاطِ روح" کا

نہایت کافی سامان موجود ہے۔ حضرتؒ کے حالات میں اس سے زیادہ مستند اور قدیم کتاب غالباً اور کوئی نہ ہوگی، حضرت کے احوال واقوال کو نہایت عمدگی وخوش اسلوبی سے بیان کیا ہے، بیجا مبالغہ سے حتی الامکان پرہیز کیا ہے اور مجالس مجددیہ کا ایسا مکمل نقشہ کھینچا ہے کہ معلوم ہوتا ہے گویا ناظرِ کتاب، دربارِ فیض آثار میں بیٹھا ہوا حضرتؒ کو دیکھ رہا ہے۔ حضرتؒ کے ملفوظات سُن رہا ہے اور دریائے معرفت کو اپنے دامن میں بھر رہا ہے۔

(تذکرہ مجدد الفِ ثانیؒ ص ۳۲۲ و ۳۲۳)

آپ کا ایک مرید بیان کرتا تھا کہ ایک دفعہ میں نے نذر مانی کہ اگر میرا گھوڑا فروخت ہو جائے تو اتنی نذر اپنے پیر خواجہ محمد ہاشم کی خدمت میں پیش کروں گا، آخر میرا گھوڑا فروخت ہو گیا اور نذر کے ادا کرنے میں دو تین روز کی دیر ہوگئی۔ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس وقت میری ہمیانی میں روپئے تھے حضرت نے خود ہی فرمایا کہ آج تمہاری تھیلی کی رقم میں ہمارا بھی حصہ ہے کیوں نہیں ادا کرتے ہو۔ آپ کے اس کلام کو سن کر میرا حال دگرگوں ہو گیا اور فوراً آپ کی نذر ادا کر دی۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۵۲)

حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مخلص کے نام مکتوب تحریر فرمایا تو میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کاش حضرت مجدد علیہ الرحمہ میرے نام بھی ایک مکتوب تحریر فرمائیں کہ مکتوبات شریف کا دفتر اول اسی مکتوب پر ختم ہو، کیونکہ میں بھی حضرتؒ کے کمترین اور آخری مخلص درویشوں میں سے ہوں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے اپنے اشراق باطن سے میرے اس خیال کو معلوم کرلیا اور ایک مکتوب میرے نام تحریر فرمایا اور اس کے آخر میں لکھا کہ دفتر اول کے مکتوبات کو اس مکتوب پر جو کہ خواجہ ہاشم کے نام ہے ختم کیا جائے تا کہ انبیائے مرسلین علیہم السلام واصحاب بدر کی تعداد کے مطابق ختم ہو جائے۔ (حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۵۲)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کا دفتر سوم آپ نے ہی ۱۰۳۱ھ میں مرتب کیا تھا جس میں فی الوقت ایک سو چوبیس مکتوبات شریف ہیں اور تاریخی نام ''معرفت الحقائق'' ہے جیسا کہ حضرت مجدد صاحبؒ کی تصنیفات کے بیان میں مذکور ہے۔

علاوہ ازیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے بعد ایسے مسودات کا مجموعہ جو بعض (خلفا) حضرات نے محفوظ کر لئے تھے، گرچہ اس کے بعد مضامین حضرت کے مکتوباتِ شریفہ اور رسائل وقیعہ میں بھی آ چکے تھے لیکن آپ نے بہ تمام وکمال ان کو مرتب فرما کر اس کا نام "مکاشفاتِ عینیہ" رکھا جس کی آغازِ ترتیب کا سال ۱۰۵۱ھ ہے اور "مکاشفاتِ عینیہ مجددیہ" سے تاریخی سال ۱۰۰ھ تکمیل کا ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نیز آپ کا ایک دیوان بھی ہے جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ پورا دیوان حضرت مجددؒ کی مدح میں ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر حضرتؒ کی عمر شریف کے سال کی تعداد کے مطابق آپ نے تریسٹھ تاریخی قطعات موزوں کئے۔

برہان پور میں رابرٹ سن اسکول کے قریب میدان میں آپ کے مزار پر جو کتبہ لگا ہوا ہے وہ تقریباً تین فٹ چوڑا اور پانچ فٹ لمبا ہے لیکن وہ کتبہ ۴/ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ مطابق ۱۴/ جون ۱۹۶۷ء کا تیار کیا ہوا ہے۔ کتبہ کی عبارت طویل ہے ہم اس کی چند سطور ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"۱۰۴۵ھ آپ کا سنہ وفات ہے۔ پہلے آپ کا مزارِ اقدس عیدگاہ کے قریب پانڈہ رول ندی کے کنارے پر تھا۔ ۱۲۷۲ء میں سیلاب کی وجہ سے مزار شریف کے منہدم ہو جانے کا خطرہ تھا خود خواجہ (محمد ہاشم) صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عالمِ خواب میں شہر برہانپور کے ایک بزرگ محمد طاہر صاحب کو مزار شریف کے دوسری جگہ منتقل کرنے کی ہدایت کی۔ حسبِ ارشاد آپ کے جسم اطہر کو موجودہ جگہ پر دفنایا گیا۔ الخ۔

(تاریخی مقالات ص ۱۶۳)

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ تقریباً تین سو سال کے بعد آپ کی نعش کو قبر سے نکالا گیا تو آپ کا جسم اور کفن بالکل اصلی حالت پر تھے، اور آپ کی قبر سے اس قدر خوشبو پھیلی کہ قرب وجوار کا سارا علاقہ مہک گیا اور ہزارہا افراد نے آپ کی یہ کرامت دیکھی، بعد ازاں نماز جنازہ پڑھ کر سپردِ خاک کر دیا گیا۔

غرضکہ آپ کا انتقال پُر ملال برہان پور میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار ہے لیکن تاریخ وفات کے سلسلے میں تمام تذکرے خاموش ہیں، صرف مذکورہ بالا کتبہ پر ۱۰۴۵ھ

کندہ ہے جس سے ہمیں اختلاف ہے کیونکہ حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی علیہ الرحمہ خود مکاشفاتِ عینیہ صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں نمودہ می آید کہ در سال یک ہزار و پنجاہ و یک ورقے چند از مسودات۔۔۔۔۔۔الخ،،

جس سے معلوم ہوا کہ مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمہ نے مکاشفاتِ عینیہ کی ابتدا ۱۰۵۱ھ میں کی لہٰذا ۱۰۴۵ھ میں آپ کی وفات ہونا غلط ہو جاتا ہے اس لئے اغلب خیال یہ ہے کہ سہواً ہند سے تبدیل ہو گئے اور صحیح سن وفات ۱۰۵۴ھ ہوگا، واللہ اعلم بالصواب۔

شیخ مزمّل علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم اور مقبول مریدوں میں سے ہیں، اکثر سفر و حضر میں حضرتؒ کی خدمت میں رہے اور آپ کے الطاف و عنایات سے مشرف ہوئے ہیں، حسنِ اخلاق میں یگانہ روزگار اور انکسار و ایثارِ نفس میں منفرد تھے، حضرت کی تربیت سے جو کمالات آپ کو حاصل ہوئے حضرتؒ ان کمالات کا تذکرہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

،،شیخ مزمل خود کو گم پاتا ہے اور صفات کو اصل سے دیکھتا اور (قادرِ) مطلق کو ہر جگہ پاتا ہے اور اشیاء کو سیراب بے اعتبار کی طرح جانتا ہے بلکہ اس کو کچھ نہیں پاتا انتہی۔ (دفتر اول مکتوب ص ۱۱)

اس کے بعد آپ سالہا سال حضرتؒ کی خدمت میں رہے اور تعلیم طریقت کے مجاز ہوئے، آپ کی رفعتِ شان سے متعلق حضرت مجددؒ کا ایک مکتوب ملاحظہ ہو جو ایک مخلص کے نام ہے:۔

،،پہلی بشارت آپ کے خاندان والوں کے لئے شیخ مزمل کا تشریف لانا ہے، اُن کی صحبت کی برکتوں کا کیا بیان ہو سکے، اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول کرلیں چہ جائیکہ محبت اور قربت سے ممتاز فرمائیں هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ (یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا) غرضکہ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور صحبت کے آداب کو مدنظر رکھیں تاکہ زیادہ مؤثر ہو،،

(دفتر اول مکتوب ص ۸۷)

آپ کے بعض مخلصوں سے سُنا گیا کہ ایک روز آپ سیر وشکار کے لئے گئے، اتفاق سے پاؤں پھسلنے کی وجہ سے ایک غار میں گر گئے اور نکل نہ سکے۔ ایک صحرائی نے آپ کو گرتے دیکھا تھا اس نے لوگوں کو اطلاع دی تب آپ کو غار سے نکالا گیا۔ حضرت مجددالف ثانی قدس سرہٗ اس وقت سرہند شریف میں تشریف فرما تھے، صورتِ واقعہ آپ کی نظرِ انور کے سامنے آ گئی چنانچہ فرمایا'' (بنظرِ کشف) میں دیکھ رہا ہوں کہ شیخ مزمل کسی ہولناک جگہ میں گر گئے اور نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں دیکھئے حقیقتِ حال کیا ہے''۔ آخر چند روز کے بعد اس حادثہ کی اطلاع حضرت کو ملی حضرت نے آپ کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار کیا اور فاتحہ ودعا سے یاد شاد فرمایا۔ (زبدۃ المقامات ص٣٦٣)

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ جائے وقوع پر تشریف فرما تھے چنانچہ آپؒ حضرت مجدد قدس سرہٗ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت سلامت آج ہفتہ کی شب ٢٦/ربیع الثانی (١٠٢٦ھ) کو میاں شیخ مزمل اس دنیا سے رخصت ہوئے اور خوب ہوئے، وہ ٹوپی جو آپ نے خصوصیت کے ساتھ تبرکاً بندہ کو عنایت فرمائی تھی دفن کے وقت ان کے سر پر پہنا دی ایک لحہ کے بعد دیکھا کہ آپ کی نسبت خاصہ عالیہ ان میں جلوہ گر ہوگئی اور اس عزیز پر پوری طرح اور اس کے بعد تمام قبر کا اس نسبت نے احاطہ کر لیا بلکہ اس کے گرد و نوح کو بھی نور سے مالا مال کر دیا۔

(مکتوبات معصومیہ دفتر اول مکتوب ص٣)

حافظ محمود لاہوری علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجددِ الفِ ثانی قدس سرہٗ کے مخلص احباب میں سے تھے حضرتؒ نے آپ کو مقامِ ولایت کے اعلیٰ درجہ کی خوشخبری دی۔ (روضۃ القیومیہ ص٣٤٠)

ایک مکتوب میں آپ کو تحریر فرماتے ہیں:۔

''حمد وصلوٰۃ اور تبلیغِ دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب شریف جو جناب مولانا مہدی علی کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچا اور بڑی خوشی کا موجب ہوا، اللہ تعالیٰ کی حمد اور احسان کہ فقراء کی محبت جو دنیا وآخرت کی سعادت کا سرمایہ ہے آپ میں کامل طور پر قائم ہو چکی ہے اور مفارقت کی دراز مدت نے اس میں کچھ اثر نہیں کیا۔ دو چیزوں کی محافظت ضروری

ہے (۱) ایک صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت (۲) دوسرے شیخ مقتدا کی محبت و اخلاص، ان دو چیزوں کے ساتھ اور جو کچھ دیں سب ہی نعمت ہے اور اگر کچھ بھی نہ دیں لیکن یہ دو چیزیں راسخ اور مضبوط ہوں تو پھر کچھ غم نہیں آخر ایک دن دیدیں گے اور اگر نعوذ باللہ ان دو چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل پڑ جائے اور اس کے باوجود احوال واذواق بدستور اپنے حال پر رہیں تو ان کو استدراج جاننا چاہئے اور اپنی خرابی و بربادی خیال کرنا چاہئے استقامت کا طریق یہی ہے وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ ھُوَالۡمُوَفِّقُ. والسّلام۔

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۸۰)

شیخ نور محمد پٹنی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدّد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں۔ حضرتِ حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت سے تحصیل علومِ ظاہری کے بعد آپ کو طلب حق کا شوق ہوا اور آپ نے پیرِ حق شناس کی تلاش میں کمرِ ہمت باندھی اور اکثر بلادِ ہند کا سفر کیا فقراء کی صحبت میں حاضر ہوئے مگر آپ کا مطلوب کسی سے حاصل نہ ہوا، یہانتک کہ جذبِ الٰہی کی کشش نے آستانہ عرش نشان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت خواجہؒ نے آپ کو ذکرِ قلبی کی تعلیم سے مشرف فرمایا اور آپ کی تربیت حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حوالہ فرمائی، آپ کمال ذوق وشوق اور عاجزی واطاعت گذاری کے ساتھ حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی سعادتِ ازلی کی وجہ سے حضرتؒ کے خواص میں داخل ہو گئے۔ (حضرات القدس ص ۲۷۹)

آپ حضرت مجددالفِ ثانی قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں احوال شائستہ اور مقاماتِ عالیہ پر فائز ہوئے چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے دفتر اول مکتوب نمبر ۱۱ میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں آپ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ

''مولانا مذکورہ (یعنی شیخ نور) نیچے کی طرف اخیر نقطے تک پہنچ گیا ہے، اُس نے جذبے کے کام کو پورا کر لیا ہے اور اس مقام کی برزخیت میں پہنچ گیا ہے اور فوق کو ایک لحاظ سے نہایت تک پہنچایا ہے۔ اول اول صفات کو بلکہ اس نور کو جس سے صفات قائم ہیں اس

نے اپنے آپ سے جدا دیکھا اور اپنے آپ کو شیخ فانی معلوم کیا۔ بعد ازاں صفات کو ذات سے جدا دیکھا اور اس دید میں مقامِ جذب کی احدیت تک پہنچ گیا۔ اب اپنے آپ کو اور جہان کو ایسا گم کیا ہے کہ نہ احاطہ کا قائل ہے اور نہ معیت کا، اور مخفی ترین ذات یعنی احدیتِ صرفہ کی طرف ایسا متوجہ ہے کہ حیرانی اور نادانی کے سوا وہ کچھ حاصل نہیں رکھتا۔''

اس مکتوب کے بعد بھی آپ تقریباً آٹھ سال حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے آستانہ پر تجرید و تفرید اور جذباتِ شائستہ میں بسر کرتے رہے حتی کہ مقاماتِ فائقہ وواردات رائقہ سے فائض ہو کر مرتبہ وصول اور خدمتِ ارشاد و ہدایت سے مشرف ہوئے۔ حضرت نے آپ کو خلافت و اجازتِ تعلیم طریقہ عطا فرما کر پٹنہ روانہ کیا مگر عزلت وخلوت کی وجہ سے جو آپ کی سرشت میں داخل تھی جنگلوں اور دریا کے کنارے زندگی بسر کرتے اور مخلوق سے گوشہ گیر رہتے تھے۔ حضرتؒ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو بطورِ نصیحت ایک مکتوب تحریر فرمایا وھوھذا:۔

''میرے سعادتمند بھائی! آدمی کو جس طرح حق تعالیٰ کے امر و نواہی کے بجالانے سے چارہ نہیں اسی طرح خلق کے حقوق کو ادا کرنے اور ان کے ساتھ غمخواری کئے بھی چارہ نہیں ہے عارفوں کے قول اَلتَّعْظِيْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَالشَّفْقَةُ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم اور خلق اللہ پر شفقت کرنا) میں انہی دو حقوق کے ادا کرنے کا بیان ہے اور دونوں طرف کو مدِ نظر رکھنے کی ہدایت ہے۔ پس ان دونوں میں سے صرف ایک ہی پر اختصار کرنا سراسر قصور ہے اور کل کو چھوڑ کر جزو پر کفایت کرنا کمالیت سے دور ہے۔ پس خلق کے حقوق کو ادا کرنا اور ان کی ایذا کو برداشت کرنا ضروری ہے اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت یعنی اچھی طرح رہنا سہنا واجب ہے بد دماغی اور لاپرواہی اچھی نہیں۔

ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنینِ عالم است   نازکی کے راست آید بارمی باید کشید

چونکہ آپ مدتوں صحبت میں رہے ہیں اور پند و نصیحت بہت سے سنے ہیں اس لئے طولِ کلامی سے منہ پھیر کر چند فقروں پر اختصار کیا گیا۔

(مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۱۰۷)

آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل کی اور شہر پٹنہ میں دریائے

گنگا کے کنارے ایک جھونپڑی اور ایک مسجد بنائی، جھونپڑی میں مع اہل وعیال رہنے لگے اور مسجد کو طاعت وعبادات، ارشاد و ہدایات اور افادۂ علوم دینیہ کا مرکز بنالیا۔

حضرت مولانا ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد صاحبؒ کے ایک مخلص نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرتؒ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ شیخ نور محمد رجال الغیب سے ہیں لیکن مجھے یاد نہیں رہا کہ نقبا میں سے فرمایا نجبا میں سے۔

(زبدۃ المقامات ص۳۵۳)

مولانا بدرالدین سرہندی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ اس فقیر کے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ارادت کے لئے حاضر ہونے سے قبل ہی شیخ نور محمد پٹنی خلافت سے مشرف ہو کہ پٹنہ چلے گئے تھے لیکن مخدوم زادۂ کلاں خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد سرہند شریف آئے تھے، اسوقت اس فقیر نے شیخ موصوف سے ملاقات کی آپ کی پیشانی سے عجیب قسم کی وارفتگی و بے نفسی وفنا و نیستی ظاہر ہوتی تھی۔ میں جس زمانہ میں حضرت مجدد قدس سرہٗ کے مناقب میں ''سیر احمدی'' تالیف کر رہا تھا تو مجھے طاعات وعبادات کی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے ''دو رکعت صلوٰۃ بہ از تحریر مقامات''۔

(حضرات القدس)

مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ

آپ صاحبِ علم وعرفان تھے، آپ نے حضرت مجددؒ سے بعض کتابیں پڑھیں اور عرصہ دراز تک حضرتؒ کی خدمت میں رہے۔ (نزھۃ الخواطر ج۵ ص۴۳۴)

آپ نے حضرتؒ کی خدمت میں باطنی سلوک کی تکمیل کر کے خلافت واجازت سے مشرف ہوئے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف کا دفترِ اول جس کا تاریخی نام ''درالمعرفت'' ہے ۱۰۲۵ھ میں مرتب فرمایا۔ (روضۃ القیومیہ)

مولانا یار محمد قدیم بدخشی طالقانی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے قدیم مرید اور ممتاز خلیفہ تھے۔ آپ کو قدیم اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد ایک اور یار محمد بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے

ہیں جو مکتوبات شریف دفترِ اول کے جامع ہیں اس لئے آپ کا لقب قدیم پڑ گیا۔ آپ قائم اللیل، صائم النہار، کثیر السکوت والمراقبہ تھے۔ حضرات نقشبندیہ کی بعض خصوصیات آپ کی پیشانی سے ظاہر ہوتی تھیں۔ خوش سیرتی کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی تھے۔

صاحب زبدۃ المقامات تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مولانا نے مجھ سے فرمایا کہ "میں اپنی خوبصورتی اور اس بڑی ڈاڑھی پر بہت شکر گذار ہوں کہ جب بازار وغیرہ سے گذرتا ہوں تو لوگ مجھ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے لگتے ہیں۔"

آپ نے نہایت غربت اور فقر و فاقہ کی حالت میں حجازِ مقدس کا سفر کیا، طوافِ بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرف ہوئے اور واپسی پر حضرت مولانا ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ صاحب زبدۃ المقامات سے بیان کیا کہ یمانی محل میں جو ہودج جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے سجایا گیا تھا لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں، میں نے اس کی زیارت کی تو بانوار و آراستگی تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں تشریف فرما دیکھا۔ اس لذت وحلاوت کے باعث از خود رفتہ ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو رقص کرنے اور کودنے لگا حجاج متعجب ہوئے اور بعض عرب کہنے لگے ھذا نعم مجنون (یہ کیا اچھا مجنون ہے) اور میں زبانِ حال سے آپ کا یہ بیت پڑھ رہا تھا۔

گر ایں لیلیٰ از خیمہ بیروں شود
بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں شود

(زبدۃ المقامات ص ۳۷۶۔۳۷۷)

۱۰۴۶ھ میں آپ حجاز مقدس سے واپس ہوئے اور ایک عرصہ بعد اکبر آباد تشریف لے گئے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۱۳)

شیخ یوسف برکی علیہ الرحمۃ

شروع میں آپ کو بعض مشائخ وقت کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور مشرب توحید خیالی رونما ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ اکثر اولیاء کرام حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی مدح وثنا فرما رہے ہیں اور آپ کو حضرت کی خدمت

میں حاضر ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں چنانچہ آپ نے احوال سے متعلق ایک عریضہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا۔ حضرت نے ان کے جواب میں تحریر فرمایا کہ "ایسے احوال شروع شروع میں مبتدیوں کو بہت ہوتے ہیں ان کا اعتبار نہ کریں۔ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب نمبر ۲۳۰)"

اس جواب پر آپ کو حضرت کی زیارت کے شوق کا غلبہ ہوا اور آپ بصد عجز و نیاز آستانہ والا شان پر حاضر ہوئے اور شرفِ قبولیت سے مشرف ہوئے اور تھوڑی ہی مدت میں مرتبہ کمال کو پہنچے اور حضرت سے اجازتِ طریقہ وخلافت حاصل کر کے جالندھر (مشرقی پنجاب) میں سکونت اختیار کی، تھوڑے تھوڑے عرصہ کے وقفے سے ہند شریف حاضر ہوتے رہتے تھے اور جدائی کے زمانہ میں زبان قلم سے عرض احوال کرتے رہتے اور جوابات سے سرفراز ہوتے رہتے تھے ایک مرتبہ جب رخصت ہوئے تو ضبط نہ کر سکے اور دیکھا گیا کہ بے اختیار زار و قطار رو رہے ہیں اور یہ شعر پڑھ رہے ہیں۔

از درِ دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم　　　ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ "گریاں" رفتم

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک مخلص کو آپ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"شیخ یوسف ہمارے پاس آئے تھے اور ہمارے فیوضات سے بخوبی مستفید ہوئے اور حقیقتِ فنا سے مطلع ہوئے دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے گھر کو واپس ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ مردِ مستعد صادق الاخلاص ہیں۔"

آپ نے ۱۰۳۴ھ میں جالندھر میں انتقال فرمایا اور وہیں مزارِ مبارک ہے۔

(حضرات القدس دفتر دوم ص ۳۲۵)

مولانا یوسف سمرقندی علیہ الرحمۃ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ نے اپنے جن مریدوں کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے سپرد کیا تھا ان میں مولانا یوسف بھی تھے۔ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے آپ کی خاص طور پر سفارش فرمائی تھی۔ آپ نہایت خلیق اور سادہ زندگی بسر کرنے والے بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے انتقال کے بعد سرہند چلے آئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت مجدد صاحبؒ کی خدمت بابرکت سے فیض حاصل کر کے بہت کچھ ترقی کر لی لیکن درمیانِ سلوک ہی میں کسی کام سے اپنے وطن چلے گئے تھے پھر ایک عرصہ بعد

۱۰۲۲ھ میں واپس آئے تو مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ عین نزع کے وقت حضرت مجدد صاحب تشریف لائے مولانا نے بتضرع وحسرت عرض کیا کہ حضرت! آخری وقت آگیا ہے توجہ فرمائیں کہ اعلیٰ مقصد حاصل ہو جائے۔ حضرتؒ کے دل میں آپ کی نیازمندی کی وجہ سے کشادگی پیدا ہوئی اور آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا ''ہاں مولانا یوسف بگوئید کہ چہ شد'' (ہاں مولانا یوسف کہو کیا حال ہے؟) آپ نے حضرت کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا: الحمد للہ کہ جس چیز کا طالب تھا وہ حضرت کی توجہ سے آشکارا ہو گئی، یہ کہا اور روح عالمِ بالا کو پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (زبدۃ المقامات)

ضروری وضاحت

واضح ہو کہ حضرت مجدد قدس سرہٗ کے خلفا کی تعداد تقریباً پانچ ہزار بتائی جاتی ہے لیکن افسوس کہ تذکروں کی جملہ کتابیں چند بزرگوں کے علاوہ ان حضرات کے ذکرِ خیر سے خاموش ہیں، بہرحال جن خلفائے عظام کے حالات مل سکے ہیں وہ درج کر دیئے گئے ہیں، اگرچہ ان میں بھی بعض بزرگوں کے تذکرے برائے نام ہیں۔ اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اگر مزید کسی خلیفہ کے حالات معلوم ہوں تو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں تاکہ آئندہ اشاعت میں ان کو شائع کیا جا سکے۔

اب ہم قارئین کرام کے سامنے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے عرق ریزی کے بعد ہیرے جواہرات کی صورت میں مکتوبات کے اقتباسات پیش کرتے ہیں

یہ ہے شرح وتصوف کی کہانی
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نحمدہ ونصلی علی رسوله الکریم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم !

حمد باری اور شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

فلا یصل خمد حامد الی جناب قدس ذاته بل منتهیٰ جمیع المحامد درون سرادقات عزتہِ فهو الذی اثنی علی نفسه وحمد ذاته بذاته فهو سبحانه الحا مد والمحمود وما سواه عاجز عن اداء الحمد المقصود کیف وقد عجز عن حمده سبحانه من هو حامل لواء الحمد یوم القیٰمة تحته ادم ومن هو دونه وهو افضل البرایا واکملهم ظهورا واقربهم منزلة واجمعهم کمالاً و اشملهم جمالاً وا تمهم بدرا وارفعهم قدرا واعظمهم ابهة وشرفا واقومهم دیناواعد لهم ملة واکرمهم حسبا و اشرفهم نسبا ؤ اعر فهم بیتا لولاه لما خلق اللّٰه سبحانه الخلق ولما اظهر الربوبیة وکان نبیاوادم بین الماء والطین واذاکان یوم القیٰمة کان هو امام النبیین وخطیبهم وصاحب شفاعتهم الذی قال نحن الاخرون ونحن السابقون یوم القیٰمة وانی قائل قولاً غیرفخر وانا حبیب اللّٰه وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدهم اذا وفدواوانا خطیبهم اذاانصتوا وانا مستشفعهم اذا حُبِسوا وانا مبشرهم اذایئسوا الکرامة والمفاتیح یومئذٍ بیدی۔

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم اىں بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

صلوات اللّٰه سبحانه وتسلیماته تعالٰی وتحیاته عز شانه وبرکاته جلّ برهانه علیه وعلی جمیع اخوانه من النبیّینَ والمرسلین والملائکة المقرّبین وعلی اهل الطاعة اجمعین

صلوٰۃ وسلاما وتحیّۃ وبرکاۃ ھو لھا اھل کلما ذکرہ الذّاکرُونَ وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون و بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدّعوات وارسال التحیّاتِ،

نمودہ مے آید کہ صحیفہ شریفہ کہ نامزدِ ایں فقیر ساختہ بودند اخوی اعزی شیخ محمد طاہر رسانیدند خوش وقت ساختند۔ (دفتر دوم حصہ ششم مکتوب ا صفحہ ۴۰۳)

ترجمہ:۔ کسی حمد کرنے والے کی حمد اس کی ذاتِ بلند کی پاک بارگاہ تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کی عزت وجلال کے پردوں سے ورے ہی ورے رہ جاتی ہے۔ اس ذات پاک نے اپنی تعریف آپ ہی کہی ہے اور اپنی حمد کو آپ ہی بیان کیا ہے وہ ذاتِ پاک آپ ہی حامد آپ ہی محمود ہے۔ تمام مخلوقات حمدِ مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں جو قیامت کے دن لوائے حمد کے اُٹھانے والے ہیں جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہوں گے۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ظہور میں تمام مخلوقات میں افضل و اکمل اور مرتبہ میں سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن و جمال وکمال کے جامع ہیں۔ ان کی قدر سب سے بلند اور ان کی شان وشرف سب سے عظیم۔ اُن کا دین سب سے زیادہ مضبوط اور ان کی ملّت سب سے زیادہ راست اور درست ہے، حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے شریف اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کا پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا۔ اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا وہ نبی تھے جب کہ آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے، (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے) قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور اُن کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ اُنھوں نے اپنے حق میں یوں فرمایا ہے۔ قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں۔ میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا اور میں اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیّین ہوں۔ لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اوّل میں ہی نکلوں گا اور جب وہ گروہ در گروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ خاموش کیئے جائیں گے تو ان کی طرف سے کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا اور جب بند کیے جائیں گے تو ان کی

کفایت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت وکرامت سے نا اُمید ہوں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری دوں گا۔ اُس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی۔ اُن پر اور اُن کے تمام بھائی نبیوں اور مرسلوں اور ملائکہ مقرّبین اور تمام اہلِ اطاعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلاۃ وسلام وتحیۃ وبرکت نازل ہو جو ان کی شانِ بلند کے لائق ہے۔ جس قدر کہ ذکر کرنے والے اس کا ذکر کریں اور غافل اس کے ذکر سے غافل رہیں۔

حمد وصلاۃ اور تبلیغِ دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا صحیفہ جو اس فقیر کے نام لکھا ہوا تھا میرے عزیز بھائی شیخ محمد طاہر نے پہنچایا اور خوش وقت کیا۔

بتوں کو خدا کا شریک ٹھہرانا ظُلمِ عظیم ہے

وہیچ احتیاجے اشیارا بادنباشد پس استحقاقِ عبادت اورا از کدام راہ پیدا شود واشیا چرا بذلّت وخضوع وانکسار باد پیش آیند کفّارِ بدکردار غیرحق سُبحانہ، را عبادت کنند واَصنام تراشیدہ خود را معبودِ خود سازند بذعمِ فاسدِ آنکہ ایناں نزدِ حق سبحانہ وتعالیٰ شُفَعَاءِ ما خواہند بود بتوسل اینہا بحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ تقرب خواہیم نمود زہے بیجز دان ارکجا دانستہ اند کہ ایناں را مرتبہ شفاعت خواہد بود بحضرت حق سُبحانہ وتعالیٰ اینہا را اذن شفاعت خواہد فرمود مجرّد توہم احدے را در عبادت شریکِ حق ساختن جلّ وعلا نہایت خذلاں وخسارہ است۔

(حوالہ دفتر سوم حصہ ہشتم صفحہ نمبر۰ ا مکتوب نمبر۳)

ترجمہ:۔ جب اشیاء کو اس طرف کوئی حاجت نہیں۔ پھر عبادت کا استحقاق اس کے لیے کہاں سے پیدا ہوا۔ اور اشیاء ذلّت وانکسار وخضوع سے کیوں پیش آئیں۔ کفارِ بدکردار حق تعالیٰ کی بجائے غیر کی عبادت کرتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو اپنا معبود مانتے ہیں۔ اس خیالِ فاسد سے کہ یہ بت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے شفیع ہوں گے اور اُن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں قُرب پائیں گے۔ ان بیوقوفوں نے کہاں سے معلوم کیا ہے کہ ان کو شفاعت کا مرتبہ حاصل ہوگا اور حق تعالیٰ ان کو شفاعت کا اِذن دیں گے۔ صرف وہم وگمان سے کسی کو عبادت میں حق تعالیٰ کا شریک بنانا نہایت ہی خواری اور رُسوائی ہے۔

سجدۂ تعظیمی حرام ہے

ایں فقیر را درین دفعہ در دہلی مثل این ابتلا واقع شدہ بود بعضے از یاران را درواقعہ نمودہ بودند کہ آب مستعملِ وضوءِ فقیر را بخورند والّا ضرر عظیم لاحق خواہد شد ہر چند دفع فائدہ نکرد بکتب فقہیہ رجوع نمود مخلصی پیدا شد کہ اگر بعداز تثلیث غسل نیّت قربت نکند در مرتبہ چہارم آب مستعمل نمیشود باین حیلہ تجویز نمودہ آب غسل چہارم را بے نیتِ قربت بخوردنش دادو ایضاً مردم معتمد نقل کردہ اند کہ بعضے از خلفاءِ شاران مریدانِ ایشان سجدہ می کنند بر زمین بوس ہم کفایت میکنند شناعت ایں فعلِ اظہر من الشمس ست منع شان بکنید و تاکید در منع نمائید اجتناب ایں قسم افعال از ہمہ کس مطلوب ست علی الخصوص شخصے کہ باقتدار خلق خود را برآوردہ باشد۔ اجتناب ایں قسم افعال ادرا از اشدِ ضروریاتِ ست کہ مقلدانِ باعمالِ او اقتدا خواہند کرد و در بلا خواہند افتاد۔ (دفتر اوّل حصہ اوّل مکتوب نمبر ۲۹ صفحہ ۷۷)

ترجمہ:۔ اس فقیر کو بھی دہلی میں ایک دفعہ ایسی ہی آزمائش پیش آئی تھی۔ بعض دوستوں نے فقیر کے وضو کا مستعمل پانی پینے پر اصرار کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ایسا نہ کریں گے تو باعثِ ضرر ہوگا۔ بہتیرا منع کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار فقہا کی کتب کی طرف رجوع کیا تو نجات کا راستہ ملا۔ کہ تین دفعہ غسل کے بعد ثواب و عبادت کی نیت نہ کریں تو چوتھی دفعہ پانی مستعمل نہیں ہوتا۔ یہ حیلہ تجویز کر کے ثواب کی نیت کے بغیر چوتھے غسل کا پانی پینے کو دیا۔ نیز بعض معتبر آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بعض خلفاء کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں اور زمین بوسی پر بھی کفایت نہیں کرتے۔ اس فعل کی برائی آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے۔ یہ شرک ہے۔ انھیں تاکید کر دیں کہ اس قسم کے افعال سے بچنا ہر آدمی کے لیے ضروری ہے۔ خاص کر اس شخص کے لئے جو خلق کا مقتدا اور پیشوا بنا ہوا ہو۔ کیونکہ اس کے پیرو اور مقتدی ایسے افعال کی اقتداء کریں گے تو بلاد مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدات

زیرا کہ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام درآں شب چون از دائرہ مکان و زمان بیرون جست از تنگی مکان برآمد اَزل و ابد را آں واحد یافت بدایت و نہایت را در یک نقطہ متحد دید اہل بہشت را کہ بعد از چندیں ہزار سال بہ بہشت خواہند رفت در بہشت دید۔ (دفتر اوّل حصہ پنجم صفحہ ۳۸ مکتوب نمبر ۲۸۳)

ترجمہ:۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں چونکہ حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے تھے اس لیے آپ نہ صرف حکمت ازل اور حقیقت ابد سے آنِ واحد میں بہرہ یاب ہوئے بلکہ بدایت و نہایت کو بھی ایک ہی نقطۂ متحدہ میں ملاحظہ فرمالیا۔ نیز ان اہلِ بہشت کو بھی جو قرن ہا قرن کے بعد جنّت میں داخل ہوں گے۔

آپ معراجِ بدنی سے مشرف ہوئے

حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام بعد از طلب رویۃ زخم لن ترانی خوردو بیہوش افتاد و از اں طلب تائب گشت و محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم کہ محبوب ربّ العالمیں است بہترین موجودات اوّلین و آخرین باوجود آنکہ بدولت معراجِ بدنی مشرّف شد و از عرش و کرسی درگزشت و از مکان و زمان بالا رفت۔ (دفتر اوّل حصہ پنجم صفحہ نمبر ۱۴ مکتوب نمبر ۲۷۲)

ترجمہ:۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام طلب رویت کے بعد لن ترانی کا زخم کھا کر (جواب پا کر) بے ہوش ہو گئے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم جو ربّ العالمین کے محبوب اور تمام موجودات اوّلین و آخرین میں بہترین ہیں باوجود اس کے کہ جسمانی معراج کی نعمت سے مشرّف ہوئے بلکہ عرش و کرسی سے گزر کر حدود زمان و مکان سے بھی آگے تشریف لے گئے۔

وجہِ تخلیقِ کائنات

لَولَاہُ لَمَا خَلَقَ اللّٰہُ سُبحَانَہُ الْخَلْقَ وَلَمَا اَظْھَرَ الرُّبُوبِیَّۃَ وَکَانَ نَبِیّناً وَّادَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ . وَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ کَانَ

هُوَ اِمَامُ النَّبِيِّيْنَ وَ خَطِيْبُهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِم الَّذِىْ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ.

(دفتر دوم مکتوب نمبر ا حصہ ششم صفحہ نمبر ۴)

ترجمہ:۔ اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا۔ اور آپ نبی تھے۔ درآں حالیکہ آدم علیہ السّلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے۔ قیامت کے دن وہ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اوران کے شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ انہوں نے اپنے حق میں یوں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہم ہی پیچھے چلنے والے ہیں اور ہم ہی آگے جانے والے ہیں۔

شانِ رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم

منم محمد پسر عبدالمطلب بدرستیکہ خدائے تعالیٰ پیدا کردہ خلق را پس گردانید مرا در بہترین ایشاں پستر گردانید ایشاں را دو گروہ پس گردانید مرا در فرقہ ء کہ بہترین ایشا نست پستر گرداہندا ہشاں را قبیلہ قبیلہ پس گردانید مرا در بہترین قبائل پستر گرد انید ایشاں را خانہ خانہ پس گردانید مرا در بہترین خانہائے ایشاں پس منم بہترین ایشاں از روئے ذات و بہترین ایشاں از روئے خانہ و منم بخشیں مردم از روئے بیروں آمدن وقتیکہ برانگیختہ شوند و منم کشندہ ٔ مردم وقتیکہ بیایند بدرگاہِ خدائے تعالیٰ ومنم خطبہ خوانندہ ٔ ایشاں وقتیکہ خاموش شوند ومنم کہ طلب کردہ شود۔ از من شفاعت وقتیکہ حبس کردہ شوند ومنم بشارت دہندہ ایشاں را وقتیکہ نومید شوند بزرگی دادن وکلید ہا آں روز بدست من ست درائت ثناء حق تعالیٰ دراں روز بدست من ست ومنم گرامی تریں فرزندانِ آدم نزد پروردگار خود گرد من گردند ہزار خدمتگار گویا آنان بیضہائے مکنون اند وچوں باشد روز قیامت باشم امام پیغمبراں وخطیب ایشاں وخدا وند شفاعت میاں ایشاں بغیر فخر داگر نمے بودے آں سرور بدرستی نیا فریدے خدائے پاک خلق را و ہر آئینہ ظاہر نساختے ربوبیت خود را بودے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پیغامبر درحالیکہ آدم میانِ آب وگلِ بود۔

نماند و عصیاں کسے در گرد   کہ دارد چنیں سیّد پیش رو

پس ناچار مصدقاں ایں چنیں پیغمبر سیّد البشر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام خیر الامم

باشند کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ نقد وقت ایشاں ست ومکذباں اوعلیہ الصلوٰۃ والسلام بدتریں بنی آدم الاعراب اشد کفرا و نفاقا نشاں حال ایشاں ست تا کدام صاحبِ دولت را باتباع سنّت سنّیہ او بنوازند بمتابعت شریعت رضیہ اوسرفراز سازند امروز عمل قلیل را کہ مقرون بتصدیق حقیقتِ دیں اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام بعمل کثیر برمیدرند اصحاب کہف ایں ہمہ درجات کہ یافتند بواسطہ یک حسنہ است وآں ہجرت بود از دشمناں حق سبحانہٗ وتعالیٰ بنور یقین ایمانی دروقت استیلاءِ معاندان مثلاً سپاہیان دروقت غلبہ دشمنان واستیلاء مخالفاں اگر اندک ترددمی کنند آں قدر نمایاں می شود واعتباری گیرو کہ دروقت امن اضعاف آں درچیز اعتبار نمی آید وایضاً چوں آں سرور محبوب ربّ العالمین ست متابعان او بواسطہ متابعت بمرتبہ محبوبیت می رسند چہ محبّ درہر کہ از شمائل واخلاق محبوب خودمی بیند آں کس رامحبوب خودمی دارد مخالفاں را ازینجا قیاس باید کرد۔

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا است　　　کسے کہ خاکِ درش نیست خاک برسراو

(دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۴۴ صفحہ ۱۱،۱۲)

ترجمہ:۔ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے خلقت کو پیدا کیا تو ان میں سے بہتر خلقت میں مجھے پیدا کیا۔ پھر ان کو دوگروہ بنایا اور مجھے ان میں سے اچھے گروہ میں کیا۔ پھر ان کے قبیلے بنائے اور مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں بنایا۔ پھر ان کو گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہتر گھر والوں میں پیدا کیا۔ پس میں از روئے نفس اور گھر کے اُن سب سے بہتر ہوں اور میں سب لوگوں سے اوّل نکلوں گا۔ جب وہ قبروں سے نکالے جائیں گے اور میں ان کا راہنما ہوں گا۔ جبکہ وہ گروہ گروہ بنائے جائیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں۔ جب وہ خاموش کرائے جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں۔ جب وہ روکے جائیں گے اور میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ اور کرامت اور جنّت کی کنجیاں اور لواءُ حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے بزرگ ہوں، ہزار خادم میرے گرد طواف کریں گے جو خوشنما آبدار موتیوں کی طرح ہوں گے۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا میں نبیوں کا امام اور اُن کا خطیب اور اُنکی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور مجھے اس

بات کا فخر نہیں ہے۔ اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات پاک نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا نہ کرتا اور اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور آپ نبی تھے جبکہ آدم علیہ السّلام پانی اور کیچڑ میں تھے۔ جس شخص کا راہنما پیشوا ایسا پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہو وہ گناہوں کے عوض نہیں پکڑا جائے گا۔ پس ناچار ایسے پیغمبرِ سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق کرنے والے تمام اُمتوں سے بہتر ہیں۔ کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ ان کے حال کے مصداق ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو جھٹلانے والے سب بنی آدم سے بدتر ہیں اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا اُن کے احوال کا نشان ہے۔ دیکھئے کس صاحب نصیب کو حضور کی سنت سنیہ کی تابعداری سے نوازش کرتے ہیں اور حضور کی پسندیدہ شریعت کی مطابعت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ کے دین کی حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد تھوڑا سا عمل بھی بجالانا عمل کثیر کے برابر ہے۔ اصحابِ کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک ہی نیکی کے باعث حاصل کیا اور وہ نورِ ایمانی کے ساتھ دشمنوں کے غلبہ کے وقت خدا تعالیٰ کے دشمنوں سے ہجرت کر جانا تھا۔ مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تردد کریں تو اس قدر نمایاں ہوتا ہے اور اس کا اعتبار ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں اس سے کئی گنا اعتبار میں نہیں آسکتا اور نیز جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم خدائے تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور کے تابعدار بھی آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محبّ اور عاشق اس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں اور خصلتیں دیکھتا ہے اپنا محبوب ہی جانتا ہے اور مخالفوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے۔

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراء

وسیلہ دو جہاں کی آبرو کا ہیں نبی سرور
پڑے خاک اس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اس در پر

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت حق ہے

وشفاعت انبیاء وصلحاء علیہم الصّلوٰت والتسلیمات اوّلاً وثانیاً مر عصاۃ مؤمناں را باذن مالک یوم الدین جلّ سلطانہٗ ثابت است قَالَ عَلَیْہِ

وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ شَفَاعَتِی لِاَ ھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۶۷ صفحہ نمبر ۴۵)

ترجمہ:۔ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام و صالحین کی شفاعت حق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے پیغمبر گناہ گار مؤمنوں کی شفاعت کریں گے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا (میری شفاعت میری امّت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی)

حیاتِ انبیاء علیہم السّلام

اَلْاَ نْبِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِی الْقُبُوْرِ شنیدہ باشد وحضرت پیغامبر ما عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ شبِ معراج چوں بر قبر حضرت کلیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ گزشتند دیدند کہ در قبر نماز می گذارد و ہماں لحظہ چوں بآسمان رسیدند حضرت کلیم را آنجا یافتند معاملہ ایں موطن عجائب وغرائب دارد ودریں ایّام چوں بتقریب فرزندی اعظمی مرحومی نظر برآں موطن بسیار کردہ میشود اسرار غریبہ بظہور رسے آید کہ اگر شمّہ ازاں در گفت آید باعثِ فتنہا گردد۔ ہر چند سقف جنّت عرشِ مجید است اما قبر نیز روضہ ایست از ریاض جنۃ ہر چند عقل کوتاہ اندیش در تصویر آں عاجز باشد چشم دیگر است کہ تماشائے ایں اُعجوبہا می نماید۔ مجرّد ایمان اگرچہ بعد التیا و التی منجی است اما رفع کلمہ طیبہ بعمل صالح است وگریختن از موت و با گناہ کبیرہ است دررنگ فرار یوم زحف وکسیکہ در زمین وبا با صبر بماند وہم بمیز داز شہدا است واز فتنہ قبر مامون است وآنکہ صبر نماید ونہ میرد از غازیان است۔

اِنْ قَالَ لِیْ مُتْ مِتُّ سَمْعًا وَّ طَاعَۃً
وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَھْلاً وَّمَرْحَبًا

چند روز است کہ بلغم وسُرفہ زبوں ساختہ است وضعفِ بدن بہم رسیدہ بضرورت اقتصار براجوبہ نمودہ آمد والسّلام۔ (دفتر دوم حصہ ششم مکتوب نمبر ۱۶ صفحہ ۴۳)

ترجمہ:۔ آپ نے سنا ہوگا انبیاء قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والسّلام معراج کی رات جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قبر پر

گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو وہاں پایا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب وغریب ہیں۔ آج کل چونکہ فرزند اعظم مرحوم کی تقریب پر اس مقام کی طرف بہت نظر کی جاتی ہے اس لیئے نہایت عجیب وغریب اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر ان کا تھوڑا سا حال بھی بیان کیا جائے تو بڑے بڑے فتنے پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اگرچہ جنت کی چھت عرش مجید ہے لیکن قبر بھی جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے عقل کوتاہ اندیش ان باتوں کے تصور سے عاجز ہے۔ وہ اور ہی آنکھ ہے جو اس قسم کی عجوبہ باتوں کو دیکھتی ہے۔ مجرد ایمان اگرچہ چناں چنین سے نجات دینے والا ہے مگر کلمہ طیبہ کا بلند ہونا بھی عمل صالح پر موقوف ہے اور وبائی موت سے بھاگنا یوم زحف یعنی کفار کے مقابلہ سے بھاگنے کی طرح گناہ کبیرہ ہے جو کوئی وباء والی زمین (علاقہ) میں صبر کے ساتھ قیام کرے اور پھر مرجائے شہداء میں سے ہے۔

ترجمہ:۔ گروہ کہے مرجاؤں میں خوشی سے پیک اجل کو کہدوں آجائیں تیرے صدقے۔

چند روز سے بلغم و کھانسی نے تنگ کیا ہوا ہے اور بدن کمزور ہو رہا ہے۔ اس لیے جواب مختصر طور پر دیئے گئے ہیں۔ والسّلام

فضیلتِ شیخین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا

حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ است کہ ابوبکر و عمر ہر دو افضل ایں امت اند کسیکہ مرا بر ایشاں فضل دہد مفتری است و اورا تازیانہ زنم چنانچہ مفتری راز نند و منازعات و محاربات کہ درمیان اصحاب خیر البشر علیہ و علیہم الصلوٰت والتسلیمات واقع شدہ است بر محامل نیک محمول باید داشت۔

(دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۷ اصفحہ نمبر ۳۸)

ترجمہ:۔ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت میں سب سے افضل ہیں جو کوئی مجھے اُن پر فضیلت دے وہ مفتری ہے۔ میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤں گا جتنے مفتری کو لگاتے

ہیں۔۔۔۔۔حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے درمیان لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے۔

خُلفائے اربعہ کی فضیلت
اُن کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے

افضلیت حضراتِ خلفائے اربعہ بترتیب خلافت ایشان ست چہ اجماع اہل حق ست کہ افضل بشر بعد پیغامبراں صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی سُبْحَانَہٗ وَتَسْلِیْمَاتُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ حضرت صدیق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بعد ازاں حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۷ا صفحہ نمبر ۳۸)

ترجمہ:۔حضرات خلفائے اربعہ کی افضلیت اُن کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیونکہ تمام اہلِ حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ۔

صحابی کا مرتبہ۔۔۔۔نگاہِ مجدّد میں

اویس قرنی بآں رفعت شاں کہ بشرف صحبت خیر البشر عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ نرسیدہ بمرتبہ ادنیٰ صحابی نرسد شخصے از عبداللہ بن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سید اَیُّھُمَا اَفْضَلُ مُعَاوِیَۃُ اَمْ عُمَرُ بن عَبْد العزیز درجواب فرمود الغبار الذی دخل انف فرس معاویہ مع رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ خَیْرٌ مِنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِیْز کَذَا مَرَّۃً۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب ۲۰۷ صفحہ ۹۹)

ترجمہ:۔خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے چونکہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے ادنیٰ صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکے۔کسی شخص نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز تو جواب میں فرمایا کہ وہ غبار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں داخل ہوا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی درجہ بہتر ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا کامل احترام

کہ باثبات واسطہ میانِ ایمان وکفر از امام جُدا شدہ وامام درشان او فرمودہ اِعۡتَزَلَ عَنَّا عَلٰی هٰذَاالۡقِيَاسِ سَائِرِ الۡفِرَقِ الۡبَاقِيَةِ وطعن کردن دراصحاب فی الحقیقت طعن کردن ست بہ پیغمبر خدا جل شانہ مَاآمَنَ بِرَسُوۡلِ اللّٰهِ مَنۡ لَمۡ يُوَقِّرۡ اَصۡحَابَهٗ چہ خبثِ ایں ہا منجر بہ خبث صاحب ایشاں میشود نَعُوۡذُ بِاللّٰهِ سُبۡحَانَهٗ مِنۡ هٰذَاالۡاِعۡتِقَادِ السُّوۡءِ وایضاً شرائع کہ از راہ قرآن واحادیث بمارسیدہ است بتوسط نقلِ ایشاں ست ہرگاہ ایشاں مطعون باشند نقل ایشاں نیز مطعون خواہد بود وایں نقلِ مخصوص بِبَعۡضٍ دُوۡنَ بَعۡضٍ نیست بَلۡ كُلُّهُمۡ فِي الۡعَدَالَةِ وَالصِّدۡقِ وَالتَّبۡلِيۡغِ سَوَاءٌ پس طعن ایشاں اَیُّ وَاحِدٍ كَانَ مِنۡهُمۡ مُسۡتَلۡزِمۡ طعن در دین ست وَالۡعِيَاذُ بِاللّٰهِ سُبۡحَانَهٗ مِنۡهُ واگر طاعناں بگویند کہ ماہم مطابعت اصحاب میکنیم لازم نیست کہ جمیع اصحاب رامتابع باشیم بلکہ ممکن نیست۔ متابعت جمیع لِتَنَاقُضِ آرَائِهِمۡ وَاِخۡتِلَافِ مَذَاهِبِهِمۡ۔ (دفتر اوّل حصہ دوم صفحہ ۲۷ مکتوب نمبر ۸۰)

ترجمہ:۔ ایمان اور کفر کے درمیان واسطہ ثابت کرنے کے باعث امام سے جدا ہو گیا اور امام نے اس کے حق میں فرمایا اِعۡتَزَلَ عَنَّا ہم سے جدا ہو گیا۔ اسی طرح باقی فرقوں کو قیاس کر لو اور صحابہ کے حق میں طعنہ زنی کرنا درحقیقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر نعوذ باللہ طعن کرنا ہے۔ یعنی جس نے صحابہ کی عزت وتکریم نہیں کی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ اس کا حسد کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بداعتقادی سے بچائے اور جو احکام قرآن وحدیث سے ہم تک پہنچے ہیں وہ تمام صحابہ کی نقل اور وسیلہ سے پہنچے ہیں۔ جب صحابہ مطعون ہوں گے تو نقل بھی مطعون ہوں گی۔ کیونکہ نقل ایسی نہیں کہ بعض کے سوا بعض سے مخصوص ہو بلکہ سب کے سب عدل اور صدق اور تبلیغ میں مساوی ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک کا طعن دین کے طعن کو

مستلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بچائے اور اگر طعن کرنے والے یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ کی متابعت کرتے ہیں تو پھر یہ لازم نہیں کہ ہم صحابہ کے تابع ہوں بلکہ اُن کی آرا کے متضاد ہونے اور مذاہب کے اختلاف کے باعث سب کی فرمانبرداری ممکن نہیں۔

طریقت اور حقیقت کی بُنیاد شریعت پر ہے

مخدوما بعد از طی منازل سلوک و قطع مقامات جذبہ معلوم شُد کہ مقصود ازیں سیر و سلوک بتحصیلِ مقام اخلاص ست کہ مربوط بفنائے الٰہہ آفاقی و انفسی ست و ایں اخلاص جز دیست از اجزائے شریعت چہ شریعت راسہ جز دست علم و عمل و اخلاص پس طریقت و حقیقت خادم شریعت اند در تکمیل جُزداُو کہ اخلاص ست۔ حقیقت کار ایں ست اما فہم ہر کس اینجا نرسد۔ اکثر عالم بخواب و خیال آرمیدہ اند بجوز و مویز اکتفا نمودہ اند از کمالات شریعت چہ دانند و حقیقت طریقت و حقیقت چہ دار سند شریعت را پوست خیال میکنند و حقیقت را مغز می دانند۔ نمی دانند کہ حقیقت معاملہ چیست بہ ترہات صوفیہ معزور اند و بہ احوال و مقامات مفتون۔ هَـدَاهُـمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ سَوَاءَ الطَّرِيْقِ وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. (مکتوب نمبر ۴۰ حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۴)

ترجمہ:۔ میرے مخدوم! سلوک کی منزلوں کو طے کرنے اور جذب وضبط کے مقامات کو قطع کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس سیر و سلوک سے مقصود مقامِ اخلاص حاصل کرنا ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے اور یہ اخلاص شریعت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے۔ کیونکہ شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم و عمل اور اخلاص۔

پس طریقت حقیقت دونوں کے تیسرے جزو یعنی اخلاص کی تکمیل کے لیے شریعت کے خادم ہیں۔ اصل مقصود یہی ہے۔ لیکن ہر شخص کا فہم یہاں تک نہیں پہنچتا۔ اکثر عالم خواب و خیال میں آرام پسند ہیں۔ نیز نکمّی اور بیہودہ باتوں پر کفایت کرتے ہیں۔ وہ شریعت کے کمالات کو ہی نہیں جان سکتے تو طریقت اور حقیقت کا کیا پتہ لگا سکتے ہیں۔ یہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں، اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں۔ لیکن نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے، صوفیاء کی بعض بیہودہ باتوں پر مغرور اور احوال و مقامات پر فریفتہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

شریعت طریقت کا حسین اِمتزاج

حدیث لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ کہ ازاں سَرْوَر عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ نقل کردہ اند و جمعی دیگر وقت نادر راجع بایں بیان شد چہ نسبت بہ بعضی لطائف استمرار است و نسبت بہ بعضی دیگر ندرۃ فلا خِلَافَ بالجملہ ظاہر را بشریعت غرّا متحلّی داشتہ بتکرار سبق باطن مداومت نمایند۔

اندریں بحرِ بے کرانہ چو غوک دست و پائے بزن چہ دانی بوک

اخوی اعزی مولانا محمد صدیق در آگرہ اند ملاقات ایشاں غنیمت دانند۔

(حوالہ۔ دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۶۳ مکتوب نمبر ۱۷۵)

ترجمہ:۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ: جو آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے منقول ہے اور بعض حضرات نے وقت سے وقت مستمر یعنی دائمی مراد لیا ہے اور بعض نے وقت نادر حقیقتاً اس کے معنی اسی بیان کی طرف راجع ہیں۔ کیونکہ بعض لطائف کی نسبت بطریق ندرت پس کچھ بھی خلاف نہیں۔ یعنی اپنے ظاہر کو اتباع شریعت سے آراستہ کر کے باطنی سبق کے تکرار پر قائم و دائم رہیں۔

مثلِ مینڈک ہاتھ پاؤں اپنے مار ہے بڑا یہ بحر ناپیدا کنار

عزیز محترم مولانا محمد صدیق آگرہ میں ہیں ان کی ملاقات کو غنیمت سمجھئے۔

دوام ذکر شریعت کی کامل پیروی سے حاصل ہوتا ہے

اے فرزند فرصت غنیمت ست وصحت وفراغ مغتنم ہموارہ اوقات را بذکر الٰہی جلّ شانہٗ مصروف باید ساخت ہر عملے کہ بروفق شریعت غرا کردہ آید داخل بذکر ست اگر چہ بیع و شریٰ بود پس در جمیع حرکات و سکنات مراعاتِ احکامِ شرعیہ باید نمود تا آنہا ہمہ ذکر گردد چہ ذکر عبادت از طرد غفلت است و چوں مراعات اوامر ونواہی در جمیع افعال نمودہ آید از غفلت آمر و نواہی آنہا نجاتے میسر شد و دوام ذکر او تعالیٰ حاصل گشت۔ ایں دوام ذکر وراء یادداشت حضرت خواجہاست قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَسْرَارَھُمْ کہ آں مقصور بر باطن ست وایں

درظاہر نیز متمشی ست اگرچہ متعسر است وَفَّقَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَاِیَّاکُمْ بِمُتَابَعَۃِ صَاحِبِ الشَّرِیْعَۃِ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ۔ (دفتر دوم حصہ ششم صفحہ نمبر ۶۲ مکتوب نمبر ۲۵)

ترجمہ:۔ پسر عزیز فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے اور تمام اوقات ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا چاہیے جو عمل شریعت حقہ کے موافق کیا جائے ذکر ہی میں داخل ہے۔ اگرچہ خرید و فروخت ہو۔ پس تمام حرکات و سکنات میں احکام شرعیہ کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تاکہ سب کچھ ذکر میں شمار ہو جائے۔ ذکر سے مراد غفلت سے دور ہو جانا ہے۔ جب تمام افعال میں اوامر ونواہی کو مدِّ نظر رکھا جائے۔ تو اوامر ونواہی کی غفلت دور ہو جاتی ہے اور دوام ذکر الٰہی حاصل ہو جاتا ہے کہ ذکر دوام حضرت خواجگان کی یادداشت سے الگ ہے وہ یادداشت صرف باطن تک ہی محدود ہے اور اس ذکر دوام کا اثر ظاہر میں بھی ہے۔ اگرچہ دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو صاحب شریعت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مطابعت کی توفیق دے۔

ریاضت ومجاہدہ کا شریعت کے مطابق ہونا لازم ہے

ہر قدر کہ در شریعت راسخ تر باشد از ہواہائے نفس بعید تر بود پس ہیچ چیز بر نفس امارہ شاق تر از امتثال اوامر ونواہی شریعت نبود وخرابی او جز در تقلید صاحب شریعت متصور نباشد ریاضات ومجاہدات کہ بماوراء تقلید سنّت اختیار کنند معتبر نیست کہ جوگیہ و براہمہ ہنود وفلاسفہ یونان دریں امر شرکت دارند وآں ریاضات در حق ایشاں جز ضلالت نمی افزاید وغیر خسارت راہ نمے نماید۔

(دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۲۱ صفحہ نمبر ۲۹)

ترجمہ:۔ سالک اتباعِ شریعت میں جس قدر راسخ اور ثابت قدم ہوگا اُسی قدر ہوائے نفس سے زیادہ دور ہوگا۔ پس نفس امارہ پر شریعت اور امر ونہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں۔ اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے۔ وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں کیونکہ جوگی اور برہمن اور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں اور وہ ریاضتیں ان کے حق

میں گمراہی کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیتیں اور سوائے خسارے کے کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریق

درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا انداز ایشاں ہمتے باید طلب نمود و مددے باید جست تا عنایت حق سبحانہٗ از دریچہء ایشاں ظاہر شدہ تمام بجانب جناب قدسِ خود تعالیٰ جذب نماید و مخالفت رادر دے گنجائش نماند تا سرے موئے راہ مخالفت شریعت کشادہ است محلِ خطر ست تمام سبلِ مخالفت را باید مسدود ساخت۔

محال ست سعدی کہ راہ صفا   تو آں رفت جز در پے مصطفیٰ

صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُه عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ   (دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۷۸ صفحہ ۲۹)

ترجمہ:۔ وہ درویش جو شریعت حقہ میں قدم راسخ رکھتے ہیں اور عالم حقیقت سے بخوبی واقف ہیں ان سے اعانت طلب کرنی چاہیے تاکہ حق تعالیٰ کی عنایت اُن کے طفیل اپنی طرف کھینچ لے اور کسی مخالفت کی گنجائش نہ رہے۔ اگر شریعت کی مخالفت کا راستہ بال برابر بھی کھلا رہے تو خطرہ کا مقام ہے۔ مخالفت کے تمام راستوں کو بند کرنا چاہیے۔

نہ طاعت ہو گی جب تک مصطفیٰ کی   کبھی حاصل نہ ہو دولت صفا کی

فقراء کون ہیں؟

مکتوب مرغوب اخوی اعزی وصول یافت چوں مبنئ او محبت فقراء و التجا بایں طائفہ علیہ بود، موجب فرحت گشت اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ نقد وقت دانند امّا بدانند کہ دیوانگاں این راہ بایں معیّت تسلّی نمیگیرند و بایں بُعد قرب نما تسکین نمیابند قربے می خواہند کہ بُعد نما باشد و صلے می جویند کہ ہجر آسا بود تسویف و تاخیر را تجویز نمینمایند تعطیل و تاجیل را مستحجن می انگارند نقد وقت را بجز خرفاتِ بیہودہ صف نمیکنند و سرمایہء عمر را بہ موہاتِ لاطائل تلف نمی نمایند از شریف بخسیس نمیگرایند و از مرضی بمغضوب التفات نمینمایند بلقمہائے چرب و شیریں خود را نمیفریبند و از انجامہائے رقیق و مزیّب حظ بندگی نمیدہند

عار دارند از آنکہ تخت شاہی رابقاذ ورات تعلقات ملوّث دارند و ننگ دارند و ننگ دارند از آنکہ در ملک خداوندی جلّ سلطانہٗ لات وعزّیٰ راشرکت دہند ای برادر اینجا ہمہ دین خالص میطلبند اَلاَ لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ دغباری از شرکت تجویز نہ فرمایند. لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ ساعتے بحال خود دررویدا اگر دین خالص میسّر شدہ است بشری لکم والا علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد واقعہ کہ نوشتہ بودند ظہور جن بود وتصرّف باطل او وایں قسم ظہور وتصرّف او بر طالبان بسیار واقع می شود غم نیست۔

(دفتر اول حصہ سوم صفحہ ۶۱، ۶۲ مکتوب ۱۷۴)

ترجمہ:۔ برادر عزیز کا مکتوب پہنچا۔ چونکہ فقراء کی محبت اور اس طائفہ عالیہ کی طرف التجا کرنے کے حال سے بھرپور تھا اس لیے خوشی کا باعث ہوا۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کو اپنا نقد وقت سمجھیں۔ لیکن جان لیں کہ اس راہ کے دیوانے اس طرح تسلّی حاصل نہیں کر پاتے۔ نہ اس قرب نما بُعد سے تسکین پاتے ہیں۔ بلکہ ایسا قرب چاہتے ہیں جو بُعد نما ہو۔ اور ایسا وصل ڈھونڈتے ہیں جو ہجر کی مانند ہو۔ تسویف وتاخیر کی تجویز نہیں کرتے۔ تعطیل و تاجیل کو برا خیال کرتے ہیں۔ وقت بیہودہ زیب وزینت میں صرف نہیں کرتے اور عمر کے سرمایہ کو بے فائدہ ملمع امور میں تلف نہیں کرتے۔ شریف سے خسیس کی طرف میلان نہیں کرتے اور پسندیدہ کو چھوڑ کر مغضوب کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اپنے آپ کو چرب اور شیریں لقموں کے بدلے نہیں بیچتے اور باریک وآراستہ لباس کے لیے غلامی اختیار نہیں کرتے۔ اُنھیں اس بات سے عار ہوتی ہے کہ شاہی تخت کے تعلقات سے آلودہ ہوں۔ وہ اس بات کو ننگ سمجھتے ہیں کہ ملک خداوندی میں لات وعزّیٰ کو شریک بنائیں تو اے جان برادر وہ فقط دین خالص طلب کرتے ہیں۔ وہ شرک کا غبار پسند نہیں فرماتے۔ اگر تو نے شرک کیا تو تیرا تمام عمل اکارت گیا۔ گھڑی بھر کے لیے اپنے حال پر غور کر۔ اگر دین خالص ہے تو آپ کو بشارت اور مبارک ہو۔ اگر وہ نہیں تو وقوع سے پہلے واقع کا علاج کرنا چاہیے۔ وہ واقعہ جو آپ نے لکھا تھا۔ وہ جن کا ظہور اور اس کا باطل تصرف تھا اور اس قسم کا تصرف اور ظہور طالبانِ حق پرست پر ہوتا ہے۔ آپ کچھ غم نہ کریں۔

شیخ کامل کون ہے

پیر آنست کہ مرید را بحق سبحانہٗ راہنمائی فرماید ایں معنی در تعلیم طریقت بیشتر ملحوظ است و واضح تر است پیر تعلیم ہم استاد شریعت است و ہم رہنمائی طریقت بخلاف پیر خرقہ پس رعایت آداب پیر تعلیم بیشتر بجا باید آورد و با سم پیری اواحق باشد و در ایں طریقت ریاضات و مجاہدات با نفسِ امارہ باتیان احکام شرعیہ است۔ (دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۲۱ صفحہ ۸)

ترجمہ:۔ شیخ کامل وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہٗ کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی ہے۔ بخلاف پیر خرقہ کے۔ پس تعلیم کے آداب میں پیر کامل کی زیادہ تر رعایت کرنی چاہیے۔ کیونکہ شیخ کہلانے کا زیادہ مستحق ہے اور اس طریق میں ریاضتیں اور مجاہدے نفسِ امارہ کے ساتھ احکام شرعی کے بجالانے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔

صحبتِ فقراء اختیار کرنی چاہیے

اے برادر ظاہرا از صحبت فقراء دل تنگ گشتہ مجلسِ اغنیاء اختیار کردہ اید بسیار بد کردہ اید امروز اگر چشم شما پوشیدہ است فردا خواہند کشاد و غیر از ندامت فائدہ نخواہد کرد خبر شرط است اے بوالہوس امر تو از دو حال خالی نیست در مجلس اغنیاء جمعیت خواہند داد یا نہ اگر بدہند بد داگر ندہند اگر بدہند استدراج است عِیَاذًا بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذٰلِکَ داگر نہ دہند خسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃ شان حل کناسی فقرا بہ از صدر نشینی اغنیا است امروز ایں سخن معقول شما شود یا نشود آخر معقول خواہد شد و فائدہ نخواہد داشت۔ آرزوئے طعام چرب و تمنائے لباس فاخر شما را دریں بلا انداخت ہنوز ہم ہیچ رفتہ است فکر بر اصل بکنید و پر چہ از حق سبحانہٗ وتعالیٰ مانع آید آں را دشمن دانستہ از و فرار نمائید و حذر کنید اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ نصِ قاطع است حقوق صحبت بر آں داشت کہ یک مرتبہ بہ شما نصیحتے کردہ شود بعمل در آید یا نہ۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۳۲ صفحہ ۱۱)

ترجمہ:۔ برادرم! آپ نے فقراء کی صحبت سے تنگ آ کر دولتمندوں کی مجلس اختیار کی ہے۔ بہت بُرا کیا ہے۔ آج اگر آپ کی آنکھ بند ہے تو کل کھل جائے گی تو پھر ندامت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اطلاع دینا شرط ہے۔ اے ابوالہوس۔ تیرے لیے تیرا حال دو صورتوں سے خالی نہیں۔ دولت مندوں کی مجلس میں آپ کو جمعیت خاطر ملے گی یا نہ ملے گی۔ اگر ملے گی تو بدتر اور اگر مل جائے تو استدراج پر محمول ہوگی۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ اگر نہ دیں گے تو دنیا و آخرت کا خسارہ شامل حال ہوگا۔ فقراء کی خاک روبی دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔ آج یہ بات آپ کی سمجھ میں آئے نہ آئے آخر ایک دن سمجھ میں آ جائے گی۔ پھر کچھ فائدہ نہ دے گی۔ چرب کھانوں کی خواہش اور قیمتی لباس کی تمنا نے آپ کو اس بلا میں ڈال دیا۔ ابھی کچھ نہیں گیا۔ مقصد کا فکر کریں اور جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے مانع ہو۔ اس کو دشمن جان کر اس سے بھاگیں اور اُس سے بچیں۔ اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ نص قاطع ہے۔ صحبت کے حق نے اس بات پر برانگیختہ کیا کہ ایک مرتبہ آپ کو نصیحت کی جائے آپ عمل کریں یا نہ کریں۔

بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب

چوں کہ پیش درویشاں برود باید کہ خود را خالی کردہ رود تا مملو باز گردد در بیان آنکہ اول تصحیح عقائد باید کرد۔ دو مرتبہ شمار قدم رنجہ نمودہ آمدہ ایدوزود برخاستہ رفتید فرصت آں نشدہ کہ بعضی از حقوقِ صحبت ادا کردہ شود و مقصود از، ملاقات افادہ یا استفادہ و چوں مجلس ازیں ہر دو خالی باشد از اعتداد خارج است پیش از طائفہ خالی شدہ باید آید تا مملو باز گردد و اظہار افلاس خود باید نمود تا ایشاں را بر ے شفقت آید و راہِ افاضہ بکشاید سیر آمدن و سیر رفتن مزہ ندارد امتلا را جز علت بار نیست۔ (دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۳۲، مکتوب نمبر ۱۵۷)

ترجمہ:۔ جب کوئی سائل کسی درویش کی خدمت میں جائے تو اُس کو چاہئے کہ خالی ہو کر جائے تا کہ بھرا ہوا واپس آئے۔ اس کے لیے سب سے پہلے عقائد کی درستی ضروری ہے۔ چنانچہ (حکیم عبدالوہاب) کو لکھتے ہیں کہ دو دفعہ قدم رنجہ فرمایا۔ لیکن جلد ہی اُٹھ کر چلے

گئے۔ اس قدر فرصت بھی نہ ملی کہ بعض حقوق مجلس ادا کیے جاتے۔ ملاقات کا مقصود افادہ ہوتا ہے یا استفادہ۔ جب مجلس ان دونوں فوائد سے خالی ہو تو وہ کسی گنتی میں نہیں۔ اس گروہ کے پاس خالی ہو کر آنا چاہیے تاکہ بھرے ہوئے واپس جائیں۔ اپنی مفلسی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ اُن کو شفقت آئے اور استفادہ کا راستہ کھل جائے۔ اس طرح سیر آنا اور سیر ہی چلا جانا کچھ مزا نہیں دیتا۔ امتلا یعنی پُر شکمی کا پھل سوائے بیماری کے اور کچھ نہیں۔

صحبتِ فقراء کے فیوض و برکات

خداوند تعالیٰ فرشتگان را فرماید شمارا گواہ گرفتم ایشاں راہمہ بیامرزیدم ملائکہ گویند یارب درآں مجلسِ ذاکراں فلانِ از برائے ذکر نیامدہ بود حاجت دنیاوی داشت برائے آں آمدہ بود حق سبحانہٗ فرماید ایشاں جلیسا نند یعنی جلیسان متند بحکم اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ ہمنشیں ایشان بدبخت نباشد پس ازیں حدیث واز حدیثِ سابق کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ لازم می آید کہ محبانِ ایں طائفہ باایشا نند و ہر کہ بالیشاں است بد بخت نباشد صحبت ایں طائفہ از جملہ ضروریات است حق سبحانہٗ وتعالیٰ در صحبتِ ایشاں اندازد۔

گر دِمستان گردمے کم رسد بوئے رسد
گرچہ بوئے ہم نباشد رویت ایشاں بس است

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۲۰۳ صفحہ نمبر ۹۶)

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو۔ میں نے سب کو بخش دیا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یاالٰہی! اس ذکر کی مجلس میں فلاں آدمی ذکر کے لیے نہیں آیا تھا۔ بلکہ کسی دنیاوی حاجت کے لیے آیا تھا اور اِن میں بیٹھ گیا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں اس کا ہمنشیں ہوں جس نے میرا ذکر کیا) کے بموجب میرے ہمنشیں ہیں اور اُن کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا۔

اس حدیث اور پہلی حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ سے لازم آتا ہے کہ ان کے محب اِن کے ساتھ ہیں اور جو کوئی اُن کے ساتھ ہے وہ بدبخت نہیں ہوتا۔ اہل اللہ کی صحبت نہایت ضروری ہے۔ حق تعالیٰ ان لوگوں کی صحبت نصیب فرمائے۔

پاس جا ستوں کے گر دینگے نہ مے تو نہ سہی　　　تُو اگر حاصل نہ ہو کافی ہے پھر دیدار ہی

فُقراء کی صُحبت میں بیٹھنے والا شقاوت سے محفوظ ہے

برمحبتِ ایں طائفہ علیہ و در بیان آنکہ جلیسِ ایشاں از شقاوت محفوظ است وَمَا یُنَاسِب ذَالِکَ اَحْسَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْوَالَکُمْ وَاَصْلَحَ سُبْحَانَهٗ اَعْمَالَکُمْ وَاٰمَالَکُمْ مکتوب شریف چوں مبنیٔ از محبّت فقراء بود برسیدنِ آں فرحتِ فراواں روئے داد حق سبحانہٗ تعالیٰ محبت ایں طائفہ علیہ را روز بروز زیادہ گردانند و نیاز مندے نسبتِ بالیشان سرمایہ روزگار سازد و بحکم اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ محبانِ ایشاں با ایشانند و ایشانند کہ جلیسِ ایشاں از شقاوت محفوظ است۔

(دفتر اول حصہ سوم مکتوب نمبر ۲۰۳ صفحہ ۹۵)

ترجمہ:۔ اس بزرگ گروہ کی محبت کی ترغیب میں اور اس بیان میں کہ ان کا ہم نشین بدبختی سے محفوظ ہے۔ ان کے مناسب حال بیان میں ملا حسینی کی طرف لکھا ہے۔

اَحْسَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْوَالَکُمْ وَاَصْلَحَ اَعْمَالَکُمْ وَاٰمَالَکُمْ. اللہ تعالیٰ آپ کے احوال کو اچھا کرے اور آپ کے اعمال اور مقاصد کو نیک کرے۔

مکتوب شریف جو فقراء کی محبت پر مبنی تھا، پہنچا اور بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ حق تعالیٰ اس بلند گروہ کی محبت کو دن بدن زیادہ کرے اور اُن کی نسبت نیازمندی کو سرمایہ روزگار بنائے اور اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے بموجب ان کا مُحب انہی کے ساتھ ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بد بخت نہیں ہوتا۔

بزرگوں کی زیارت سے خُدا یاد آتا ہے

صحیفہ شریفہ کہ از کمال محبت و اخلاص صدور یافتہ بود مع ہدایا رسید حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ بر محبت ایں طائفہ استقامت کرامت فرماید بالیشان محشور دارد وَهُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ وَلَا یَحْرَمُ اَنِیْسُهُمْ وَلَا یُخَیَّبُ مَسِیْسُهُمْ .وَهُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ اِذَا رُاُوْ ذُکِرَ اللّٰهُ وَهُمْ مَّنْ عَرَفَهُمْ وَجَدَ اللّٰهَ .نَظْرُهُمْ .دَوَاءٌ وَکَلَامُهُمْ شِفَاءٌ وَصُحْبَتُهُمْ ضِیَاءٌ

وَبَهَاءُ. مَنْ رَأَى ظَاهِرَهُمْ خَابَ وَخَسِرَ وَمَنْ رَأَى بَاطِنَهُمْ نَجَى وَاَفْلَحَ. (دفتر دوم مکتوب نمبر۵۲ صفحہ ۱۶۵)

ترجمہ:۔ آپ کا صحیفہ شریفہ جو کمالات ومحبت واخلاص سے صادر فرمایا تھا مع تحائف ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس گروہ کی محبت پر استقامت فرمائے اور حشر میں انہی کے ساتھ اُٹھائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین بد بخت نہیں ہوتا اور ان کا اُنیس وحبیب محروم نہیں رہتا هُمْ جُلَسَاءُ اللهِ اِذَارُاُوْ ذُكِرَاللهُ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ایسے ہمنشین ہیں کہ اُن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کو پہچانا اُس نے اللہ تعالیٰ کو پالیا۔ ان کی نظر دواء ہے اور اُن کا کلام شفاء ہے اور اُن کی صحبت سراپا نور وضیاء ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جس نے اُن کے ظاہر کو دیکھا محروم و نا اُمید ہوا اور جس نے اُن کے باطن کو دیکھا سرفراز ہوا اور نجات وخلاصی پا گیا۔

فقراء سے محبت باعثِ برکت اور اُن سے بغض زہرِ قاتل ہے

شیخ الاسلام ہروی میفر مایدالٰہی چیست ایں کہ دوستانِ خودرا کردی کہ ایشاں را شناخت۔ ترا یافت وتاترا نیافت ایشاں را نشناخت بغض ایں طائفہ سمِ قاتل ست وطعن ایشاں موجب حرمان ابدی ست۔ نَجَّانَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَاِيَّاكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْاِبْتَلَاءِ. (از اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۱۰۷ صفحہ نمبر ۱۰۷)

ترجمہ:۔ شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں کہ الٰہی تو نے اپنے دوستوں کو کیا عطا کیا ہے کہ جس نے اُن کو پہچانا تجھ کو پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا اُن کو نہ پہچانا۔ اس گروہ کا بغض زہرِ قاتل ہے اور اُن پر طعن کرنا ہمیشہ کے لیے مایوسی کا باعث ہے نَجَّانَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَاِيَّاكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْاِبْتَلَاءِ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو اس مصیبت سے بچائے۔

فقراء کی خدمت

مکتوب شریف کہ از رُوئے التفات ارسال داشتہ بودند رسید محبت فقراء وتوجہ بایں طائفہ اَزَاجَلِّ نِعَمِ خداوند جَلَّ سُلْطَانَهُ از حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ

استقامت برآں مسئول و مرجو است نیاز یکہ بدرویشاں فرستادہ بودند نیز وصول یافت فاتحہ سلامت خواندہ شد۔ (دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر۱۴۲ صفحہ نمبر۳۰)

ترجمہ:۔ مکتوب جو توجہ کی بناء پر ارسال کیا تھا، پہنچا۔ فقراء کی محبت اور اس گروہ سے توجہ رکھنا خدائے تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ اس پر استقامت فرمائے۔ وہ نیاز جو درویشوں کے لیے بھیجی تھی وہ بھی وصول ہوئی ہے جس کے لیے حمد وثناء کافی ہے۔

فقراء سے محبّت کی ترغیب کی وجہ

درتحریص برمحبت فُقراءوتوجہ بالیشان وَالنُّصح بِاتباعِ صاحب الشریعۃ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ مراسلہ شریفہ ومفاوضہ لطیفہ درود یافت۔ حَمِدَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ کہ ازفحوائے آن محبت فقراءوتوجہ درویشان مفہوم گشت کہ سرمایہء سعادات است لِاَنَّھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَھُمْ قَوْمٌ لَّا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ شَانِھِمْ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَا بَرَّہٗ۔ (دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر۴۷ صفحہ نمبر۶۰)

ترجمہ:۔ فقراء کی محبت اور اُن کی ترغیب اور صاحب شریعت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اتباع میں مرزا بدیع الزمان کی طرف لکھا ہے۔

آپ کا شریف اور لطیف خط موصول ہوا۔ الحمد للہ کہ اس کے مضمون سے فقراء کی محبت اور ان کی طرف توجہ کی ترغیب ملتی ہے جو سرمایہ آخرت ہے۔ کیونکہ یہی لوگ اہل اللہ ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بد بخت نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقرائے مہاجرین کے طفیل اللہ تعالیٰ سے فتح کی طلب کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے حق میں فرمایا ہے۔ رُبَّ اَشْعَثٍ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَابَرَّہٗ۔

ترجمہ:۔ بہت سے ایسے پریشان حال لوگ ہیں جو دروازہ سے ہٹائے ہوئے ہیں اگر قسم کھائیں خدا کی تو پورا کردے اللہ تعالیٰ اس کو۔

مقامِ ولایت

اے فرزند در مقام ولایت وست از دنیا و آخرت باید شست و گرفتاری آخرت را در رنگ گرفتاری دنیا باید شمرد و درد آخرت را در رنگ درد دنیا محمود نباید رانست امام داؤد طائی فرماید اِنْ اَرَدْتَّ السَّلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکَرَامَۃَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَۃِ از ین طائفہ گوید کہ آیۃ کریمہ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ شکایت از فریقین است بالجملہ فنا کہ عبارت از نسیان ماسوائے حق است جَلَّ وَعَلَا شامل دُنیا و آخرت ست وفنا و بقا ہر دو اجزائے ولایت اند۔ پس در ولایت از نسیان آخرت چارہ نبود و در مرتبہ کمالات نبوت گرفتاری آخرت محمود است و درد آخرت مرضی و مقبول بلکہ در دور آن موطن درد آخرت است و گرفتاری آخرت۔

(دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۳۰۲ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

ترجمہ:۔ پسر عزیز! مقامِ ولایت میں دُنیا کیا آخرت سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ آخرت کی مصیبت کو دُنیا کے مصائب کی طرح سمجھنا پڑتا ہے۔ اور آخرت کے درد کو دُنیا کے درد کی طرح نامناسب جاننا پڑتا ہے۔

امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اِنْ اَرَدْتَّ السَّلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَّ الْکَرَامَۃَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَۃِ ۔ اگر بچاؤ چاہتا ہے تو دنیا کو سلام کہہ دے۔ اور اگر تو کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر کہہ دے۔

اور اسی گروہ میں کے ایک اور بزرگ اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ (بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض تم سے آخرت چاہتے ہیں گویا فریقین سے شکایت ہے۔

غرض فنا جو ماسوائے حق کہ نسیاں سے مراد ہے۔ دنیا و آخرت کو شامل ہے۔ فنا و بقا دونوں ولایت کے جزو ہیں۔ پس ولایت میں آخرت کا نسیان ضرور ہے اور مرتبہ

کمالات نبوت میں آخرت کی خواہش ہی بہتر اور محمود ہے۔ آخرت کا درد پسندیدہ اور مقبول، بلکہ اس مقام میں درد بھی آخرت کا درد ہے اور بہتری آخرت کی بہتری ہے۔

بزرگ اصولِ دین میں متفق ہیں

واین بزرگواران دراصول دین متفق اند کلمہ ایشان واحدست درذات و صفات تعالیٰ وتقدس وحشر ونشر وارسال رُسل ونزولِ مَلک و ورودِ وحی ونعیم جنت وعذاب جحیم طریقِ خلود وتابید اختلاف ایشاں دربعض احکام است کہ بفروعِ دین تعلق دارد حق سبحانہٗ وتعالیٰ درہر یک زمانے دہر پیغمبر اولوالعزم ابناءِ آں زماں دابہ بعض احکام مناسبہ آنہا وحی فرستادہ وباحکام مخصوصہ تکلیف فرمودہ نسخ وتبدیل دراحکام شرعیہ ازحکم ومصالح حق ست سبحانہٗ دبسیارست کہ بریک پیغمبر صاحب شریعت در اوقات مختلف احکام متضادہ بطریق نسخ وتبدیل دارد شوند داز جملہ کلمات متفقہ ایں بزرگواران نفی عبادت غیرحق ست سبحنہٗ ومنع اشراک است باوتعالیٰ وتقدس اگرفتن بعضے مخلوقاتست مربعضے دیگررا ارباب غیراز حق سبحانہٗ۔ (دفتر اول حصہ دوم مکتوب نمبر ۶۳ صفحہ ۴۱)

ترجمہ:۔ یہ تمام بزرگ اس اُصول میں متفق ہیں کہ ذات وصفات اور حشر ونشر پیغمبروں کا درود وفرشتوں اور وحی کا نزول ہمیشہ کے لئے جنّت کے آرام اور دوزخ کے عذاب کے بارے میں ان سب کا ایک ہی پیغام ہے۔ ان کا اختلاف صرف بعض احکام میں جو دین کے فروغ سے تعلق رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اولوالعزم پیغمبر پر مناسب احکام کے ساتھ وحی بھیجی ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کو احکام مخصوصہ کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے۔

احکام میں شرعیہ نسخ اور تبدیلی خدائے تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں پر مبنی ہے اور اس قسم کی اکثر مثالیں ملتی ہیں کہ ایک ہی صاحب شریعت پیغمبر پر مختلف اوقات میں متضاد احکام نسخ اور تبدیلی کے طور پر وارد ہوئے ہیں اور ان بزرگوں کے متفق علیہ کلمات میں سے ہے کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور مخلوقات میں سے کسی کو خدا کے سوا اپنا رب نہ بنانا۔

عارف کے قلب کی وسعتیں

شیخ ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ گوید اگر عرش و آنچہ در عرش است درزادیہ قلب عارف بنہند عارف راازفراخی قلب ہیچ احساس باں نشود۔ شیخ جنید تائید ایں سخن مے نماید و بدلیل اثبات آں میکند و میگوید کہ حادث چوں بقدیم مقترن گردد آنرااثر نماند۔ یعنی عرش د و مافیہ حادث است قلب عارف کہ محلِ ظہورِ انوارِ قدم است چوں آں حادث را باں قلب اِقتِرن واقع شود مضمحل و متلاشی گردو فکیف کہ محسوس شود عجب ہزار عجب رُؤ ساءِ صوفیہ کہ سلطان العارفین و سید الطائِفہ باشند ہر گاہ چنیں گویند و عرشِ مجید راجب قلب عارف ہیچ اعتبار نہند و عرش را خالی از ظہورات انوار قدم دانستہ حادث گویند و قلب را بواسطہ ظہور انوار قدم قدیم نامنداز دیگراں چہ گوید و چہ نویسید نزد ایں فقیر کہ مربائے جذبات الٰہی ست جلّ سُلطَانہٗ آنست کہ قلب عارف چوں بمقتضائے استعدادِ خاصِ خود بنہایۃ النہایۃ برسد دکمالے حاصل کند کہ فوقِ آن متصور نہ باشد قابلیت آں پیدا مے کند کہ لمعہ از لمعات بے نہایت ظہور انوارِ عرشی بردے فائض گردد وایں لمعہ نسبت باں لمعات قطرہ باشد۔

(دفتر دوم حصہ ششم مکتوب نمبر ۱۰ صفحہ ۲۹)

ترجمہ:۔ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر عرش اور جو کچھ عرش میں ہے سب عارف کے گوشہ دل میں رکھ دیں عارف کو قلب کی فراخی کے باعث کچھ محسوس نہ ہو۔

شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی تائید کرتے ہیں اور دلیل کے ساتھ ثابت کر کے کہتے ہیں کہ جب حادث قدیم کے ساتھ مل جاتا ہے، تو اس کا اپنا اثر باقی نہیں رہتا۔ یعنی عرش و مافیہا حادث ہے اور عارف کا قلب جو انوار قدم کے ظہور کا محل ہے۔ جب اس حادث کو قدم کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوتا ہے تو مضمحل اور متلاشی یعنی فانی و ناچیز ہو جاتا ہے۔ تو پھر کس طرح محسوس ہو سکے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب صوفیاء کے رئیس یعنی سلطان العارفین اور سید الطائفہ

اس طرح کہیں اور عرش مجید کا قلب عارف کے مقابلہ میں کچھ اعتبار نہ کریں اور عرش کو انوارِ قدم کے ظہورات کے باعث قدیم بیان کریں تو پھر اوروں کا کیا ذکر۔

اس فقیر کے نزدیک جو جذباتِ الٰہی سے تربیت یافتہ ہے۔ یہ ہے کہ عارف کا قلب جب اپنی خاص استعداد کے موافق نہایت النہایت تک پہنچ جاتا ہے اور وہ قابلیت پیدا کر لیتا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی کمال متصوّر نہیں ہو سکتا تو اس بات کی قابلیت پیدا کر لیتا ہے کہ انوار عرشی کے ظہور کے بے نہایت لمحات میں سے ایک لمحہ اس پر فائض ہو۔ اس لمحہ کو ان لمحات کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو قطرے کو دریائے محیط اور بحر بیکراں کے ساتھ ہوتی ہے۔

بزرگوں کا وجود مسعود غنیمت ہے

ثَبَّتَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَاِيَّاكُمْ عَلٰى جَادَةِ اٰبَائِكُمُ الْكِرَامِ عَلٰى اَفْضَلِهِمْ اَصَالَةً وَّعَلٰى بَوَاقِيْهِمْ مُتَابَعَةً الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامُ اَنْبِيَآءِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَسْلِيْمَاتُهٗ وَتَحِيَّاتُهٗ وَبَرَكَاتُهٗ عَلٰى اَجْمَعِهِمْ عُمُوْمًا وَّعَلٰى اَفْضَلِهِمْ خُصُوْصًا رَحْمَتَهَا اند کہ بتوسط ایں بزرگواراں عالمے بنجات ابدی مستعد گشتہ است داز گرفتاری سرمدی خلاصی یافتہ اگر وجود شریف شان نمی بود حق سبحانہ وتعالیٰ کہ غنی مطلق ست عالم راز ذات وصفات خود تعالیٰ وتقدس خبر نمی داد و بآنراہ نمے بود ہیچ کس او را نمے شناخت و بہ اوامر نواہی کہ عباد را محض کرم از برائے نفع ایشاں مکلّف ساختہ است تکلیف نمی فرمود مرضیات او تعالیٰ از نامرضیات جدا نمی گشت پس شکر ایں نعمت عظمیٰ بکدام زبان راست آید در کرا مجال آنکہ از عہدہ آں برآید اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْعَمَ عَلَيْنَا وَهَدَانَا اِلَى الْاِسْلَامِ وَجَعَلَنَا مِنْ مُّصَدِّقِى الْاَنْبِيَا عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

(دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۶۳، صفحہ ۴۱)

ترجمہ:۔ ثَبَّتَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَاِيَّاكُمْ عَلٰى جَادَةِ اٰبَائِكُمُ الْكِرَامِ عَلٰى اَفْضَلِهِمْ اِصَالَةً وَّعَلٰى بَوَاقِيْهِمْ مُتَابَعَةً عَلَى الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامُ.

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کے بزرگوں باپ دادوں کو سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے، ان تمام پر متابعت کی رُو سے صلوٰۃ وسلام ہو۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام پر اللہ کی صلوٰۃ اور سلام اور برکات ان سب پر بالعموم اور بالخصوص رحمتیں نازل ہوں، کیونکہ ان بزرگوں کے طفیل جہان کو نجاتِ ابدی کی سعادت حاصل ہوئی ہے اور ہمیشہ کی گرفتاری سے آزادی حاصل ہوئی ہے۔ اگر ان کا وجود گرامی نہ ہوتا تو حق تعالیٰ جو مطلق غنی ہے۔ جہان کو اپنی ذات وصفات کی نسبت کچھ خبر نہ دیتا اور راہِ مستقیم نہ دکھاتا۔ نہ ہی کوئی شخص اُس کو پہچانتا، اوامر ونواہی جن کے ساتھ محض اپنے کرم سے اِن کے نفع کے لیے مکلّف کیا ہے۔ اُن کے بجالانے کی تکلیف نہ دیتا۔ اور اس کی رضامندی اس کی نارضامندی سے جُدا نہ ہوتی، پس اس نعمتِ عظیم کا شکریہ ادا کس زبان سے کیا جائے اور کس کی طاقت ہے کہ اس کا شکریہ ادا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے ہم پر انعام کیا اور ہم کو اسلام کی طرف ہدایت کی اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے تصدیق کرنے والوں میں سے بنایا۔

اللہ کا وجود ہی کرامت ہے

خواجہ محمد پارسا قدس سرّہٗ در رسالہ قدسیہ میفرمائند کہ احیائے جسدی پیش اکثر مردم چوں اعتبار داشت اہل اللہ از ان احیا اعراض نمودہ با حیائے رُوحی پرداختہ اند ومتوجہ احیائے دِلِ مُردہ طالب گشتہ اند والحق کہ احیائے جسدی نسبت با حیائے قلبی کالمطروح فی الطریق ست ونظر باین داخلِ عبث چہ ایں احیا سبب حیاتِ چند روزہ است وآں احیاء وسیلہ حیاتِ دائمی ست بلکہ گویم کہ فی الحقیقت وجود اہل اللہ کرامتے ست از کرامات ودعوتِ ایشاں سر خلق را بحق جلّ سلطانہٗ رحمتے است از رحمتہائے حق جلّ سلطانہ واحیائے قلوب اموات آیتست از آیتہائے عظمیٰ ایشان امانِ اہل ارض اند وغنیمت روزگارند بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ درشان شان ست کلام شان دواست ونظر شان شِفَاهُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَلَا يُخَيَّبُ اَنِيْسُهُمْ علامتے کہ محق این طائفہ از مُبطل ایں ہا جدا شود آنست اگر شخصے باشد

کہ استقامت بر شریعت داشتہ باشد۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم صفحہ ۹۲، ۹۳ مکتوب ۹۲)

ترجمہ:۔ خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ رسالہ قدسیہ میں فرماتے ہیں کہ جسد کا زندہ کرنا چونکہ لوگوں کے نزدیک بڑا اعتباری تھا، اس لیے اہل اللہ اس طرف سے منہ پھیر کر رُوح و قلب کے زندہ کرنے میں مشغول ہوئے ہیں۔ واقعی جسدی زندگی قلبی و رُوحانی کے مقابلہ میں راستہ کے خس و خاشاک کی طرح ہے اور اس کی طرف نظر کرنا عبث و بے فائدہ ہے کیونکہ جسدی زندگی چند روزہ زندگی کا باعث ہے اور روحانی و قلبی زندگی حیاتِ دائمی کا موجب ہے۔

ہم تو کہتے ہیں کہ اہل اللہ کا وجود ہی در حقیقت کرامت ہے اور خلقت کو حق تعالیٰ کی طرف رجوع کی دعوت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مُردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے ایک عظیم نشان ہے۔ یہی لوگ اہل زمین کا امن اور غنیمت روزگار ہیں بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ (انہی کے طفیل لوگوں پر بارش کا نزول ہے اور اُن کو رزق ملتا ہے) انہی کی شان میں وارد ہے۔ ان کا کلام دُعا ہے اور اُن کی نظر شفا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہمنشیں ہیں اور یہ وُہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین بد بخت نہیں ہوتا اور ان کا دوست رحمتِ حق سے نا اُمید نہیں ہوتا۔ وُہ علامت جس سے اس گروہ کا جھوٹا اور سچا الگ ہو سکے یہ ہے کہ وہ شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو۔

اولیاء کی تربیت رُوحانی فضلِ خُداوندی سے ہوتی ہے

مشائخ در فنا و بقا سخناں گفتہ اند کہ ہمہ برمز و اشارتست از خود کس چہ دریابد حضرت حق سبحانہٗ ہمہ را علم احوال نے بخشد شخصے را علم با حوال عطا فرمودہ پیشوا میساز د و جمعے را با دمربوط ساختہ بمرتبہ کمال و تکمیل میرساند۔

خاص کند بندہ مصلحتِ عام را

کاش شیخ حسن را چند روز دیگر نگاہ داشتہ اطلاع بر بعضے احوال او دادہ بخدمت شما میفرستادیم آمدن شما مشکل واز یاران رشید و قابل شما اگر کسے می آمد و چند روز اقامت میکرد و فہم سخن ہم میداشت چہ بلا خوب بعد نا چیز ہائے ضروری

بوے نمودہ می شُد مقصودِ آنست کہ احوال حاصل شوندہ اطلاع بر احوال امر دیگر است۔

وَالْبَاقِیُ عِنْدَ التَّلَاقِیُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالسَّلَامُ.

(دفتر دوم حصہ ششم صفحہ ۴۰ مکتوب ۱۴)

ترجمہ:۔ مشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فنا و بقا کے بارے میں مختلف باتیں کہی ہیں۔ جو سب کی سب بطور رمز و اشارہ ہیں۔ کوئی شخص اپنی نسبت کیا معلوم کر سکتا ہے۔ حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ سب کو احوال کا علم نہیں بخشتے۔ بعض کو احوال کا علم عطا فرما کر پیشوا بنا دیتے ہیں اور بعض کو اس کے حوالہ کر کے کمال و تکمیل کے مرتبہ تک پہنچاتے ہیں۔

خاص کر لیتا ہے اک کو تا کہ بھلا ہو عام کا۔ کیا اچھا ہوتا اگر ہم شیخ حسن کو چند روز اور اپنے پاس رکھ کر بعض ظاہر شدہ احوال پر اطلاع دے کر آپ کی طرف بھیجتے۔ آپ کا آنا مشکل ہے اور اگر آپ کے قابل اور مخلص دوستوں میں سے کوئی آجاتا اور چند روز ہمارے پاس رہتا اور ہماری بات کو سمجھتا تو کیا اچھا ہوتا تا کہ ضروری باتیں اس پر ظاہر کی جاتیں۔ اصل مقصود یہی ہے کہ احوال حاصل ہو جائیں اور احوال سے اطلاع پانا امر دیگر ہے۔ وَالْبَاقِیُ عِنْدَ التَّلَاقِیُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالسَّلَامُ.

اولیائے کرام کی تربیت رُوحانی اور اُن کے مدارج

اے برادر حضرت امیر چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ تربیتِ مقام اقطاب و ابدال و اوتار کہ از اولیا عزلت اند و جانب کمالات ولایت در ایشاں غالب است، مُفوض با مداد و اعانت آنحضرت است سرِ قطب الاقطاب کہ قطب مدار است زیر قدم اوست۔ قطب مدار بحمایت و رعایت او مہم خود را سرانجام مے نماید داز عہدہ مداریت برمے آید حضرت فاطمہ و امامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضی اللہ عنہم شریک اند بدانند کہ اصحابِ پیغمبر علیہ الصّلوٰت والتسلیمات ہم بزرگ اند و ہمہ را بہ بزرگی یاد باید کرد۔

ترجمہ:۔ اے برادر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ چونکہ ولایت محمدی علی صاحبہا

الصّلوٰۃ والسّلام والتحیۃ کے حامل ہیں اس لیے زمانے کے قطب، ابدال، اوتاد جو تارک دنیا اولیاء میں سے ہیں اور جن پر ولایت کا رنگ غالب ہے۔ ان سب کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کی امداد واعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب جس کو قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ اس کا سر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم مبارک کے نیچے ہے اور قطب مدار آپ کی حمایت ورعایت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ اور اس معاملہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کے دونوں صاحبزادے سیّدنا امام حسن اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ شریک ہیں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سب اصحاب بزرگ ہیں، اور سب کو بزرگی سے ہی یاد کرنا چاہیے۔

اہل اللہ دل کی بیماریوں کے طبیب ہیں

اہل اللہ اطبّاءِ امراض قلبیہ از الہ علل باطنیہ منوط وتوجہ این بزرگواران ست کلامِ ایشاں دوااست ونظر ایشاں شفا هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَهُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ راس امراض باطنیہ ورئیس عللِ معنویہ گرفتاری بتمام آزادی میسّر نشود سلامتی محال ست چہ شرکت رادران حضرت جل سلطانہٗ اصلاً بار نیست اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ فَكَيْفَ کہ شریک را غالب ساختہ باشند نہایت بیحیائی است محبّتِ غیر حق سُبحانہٗ بر نہجے غالب ساختن کہ محبتِ اوتعالیٰ درجنب آں معدوم گردد یا مغلوب۔ اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ مگر ایں حیا را گفتہ باشند وعلامت عدمِ گرفتاری قلب نسیانِ اوست مر ما سوا را کلیۃً وذہولِ اوست از اشیا جملۃً کہ اگر بتکلف یادِ اشیا کند ہرگز بیادش نیابد پس گرفتاری اشیاء را در آن موطن چہ مجال ایں حالت نزد اہل اللہ معتبر بفناء ست و قدمِ اوّل ست دریں راہ ومبداء ظہورِ انوار قدم ست ومنشاءِ وَرُوْدِ مُعَارِفِ وَحِكَمٍ وَبِدُوْنِهَا خَرْطُ الْقَتَادِ.

بیت: ہیچ کس را تا نگردد او فنا — نیست رہ در بارگاہِ کبریا

(دفتر اوّل حصہ دوم صفحہ ۱۱۳ مکتوب ۱۰۹)

ترجمہ:۔ اہل اللہ دلی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا دُور ہونا ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان کا کلام دوا ہے اور اُن کی نظر شفاء۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں۔ انہی کے طفیل بارانِ رحمت نازل ہوتی ہے اور انہی کے طفیل مخلوقات کے رزق میں فراخی۔ باطنی امراض سے مراد اندرونی بیماریاں ہیں اور ماسوائے ذکرِ حق کے دل کی گرفتاری ہے۔ جب تک اس قید سے پوری طرح آزادی نہ ملے سلامتی محال ہے۔ کیونکہ شرکت کو اس بارگاہِ اعلیٰ میں ہرگز دخل نہیں۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ خبردار دین خالص اللہ ہی کے لیے ہے۔ پس کیا حال ہے جبکہ شریک کو غالب کیا ہو۔ غیر کی محبت کو اس طرح غالب بنایا ہو کہ حق تعالیٰ کی محبت اس کے مقابلے میں مغلوب یا معدوم ہو جائے نہایت بے حیائی ہے، اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (حیاء ایمان کی شاخ ہے) میں شاید اسی حیاء کی طرف اشارہ ہو اور دل کے گرفتار نہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ماسوائے حق کے کُلی طور پر سب کو بھول جائے اور تمام اشیاء سے بے خبر ہو جائے۔ حتیٰ کہ اگر از راہ تکلف بھی کسی کو یاد کرے تو کچھ یاد نہ آئے۔ پس چیزوں کی گرفتاری کو اس مقام میں کیا مجال ہے۔ اس حالت کو اہل اللہ فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے۔ اور قدم کے انوار ظاہر ہونے کا مبداء اور معرفتوں اور حکمتوں کے وارد ہونے کا منشاء ہے۔ وَبِدُوْنِہَا خَرْطُ الْقِتَادِ اور اس کے سوائے بے فائدہ رنج ہے۔

جب تلک انسان نہ ہو جائے فنا　　　　در گہ حق میں نہیں ملتی ہے جا

پیری مُریدی کا صحیح تصوّر اور اُس کے آداب

سالکاں ایں راہ از دو حال خالی نیستند مرید اند یا مُراد اگر اند طُوبیٰ لہم براہ انجذاب و محبت ایشان را کشا کشا خواہند جدو د مطلب اعلیٰ خواہند رسانید و ہرا دبے کہ در کار شود بتوسط یا بتوسط تعلیم شان خواہد شد دا گر ز لتے واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود د بآن مواخذہ نخواہند کرد وا گر بہ پیر ظاہر احتیاجے داشتہ باشد بے سعی ایشان و آن دولت ولایت خواہند فرمود بالجملہ عنایت ازلی جَلَّ سُلْطَانُہٗ متکفل حال این بزرگواران است بسبب و بے سبب کارِ ایشاں را کفایت خواہند کرد

وَاللّٰهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ واگر مریداند کار ایشاں بتوسط پیر کامل مکمل دشوار است پیرے باید کہ بدولت جذبہ وسلوک مشرف شدہ باشد وبسعادت فنا وبقاء مستعد گشتہ وَسَيْرِ اِلَى اللّٰهِ وَسَيْرِ فِى اللّٰهِ وَسَيْرِ عَنِ اللّٰهِ بِاللّٰهِ وَسَيْرِ فِى الْاَشْيَآءِ بِاللّٰهِ را بانصرام رسانیدہ واگر جذبہ او بر سلوک او مقدم است و تربیت مُرادان مَربیٰ شدہ کبریت احمر است کلام او دوا است ونظر او شفا احیائے دلہائے مردہ بتوجہ شریف او منوط است وتازگی جانہائے فسردہ بالتفات لطیف او مربوط واگر ایں طور صاحب دولت پیدا نشود سالک مجذوب ہم مغتنم است و تربیت ناقصاں از و نیز مے آید وبتوسّط او بدولت فنا وبقاء می رسند۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالیست پیش خاک تود

واگر بعنایت خداوندی جَلَّ سُلْطَانُهٗ طالبے را باین طور پیر کامل مکمل ولایت فرمودند باید کہ وجود شریف او را مغتنم داند وخود را تمام بادسپارد وسعادت خود را در مرضیاتِ او داند وشقاوتِ خود را در خلاف مرضیات او رشناسد بالجملہ ہوائے خود را تابع رضائے اوسازد در خبر نبویست عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ اَتَمُّهَا وَاَكْمَلُهَا لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ واندکہ رعایتِ آداب صحبت ومُراعاتِ شرائط ضروریات ایں راہ است تا راہِ افادہ واستفادہ مفتوح گردد۔ وَبِدُوْنِهَا لَا نَتِيْجَةَ لِلصُّحْبَةِ وَلَا ثَمَرَةَ لِلْمَجْلِسِ بعضے از آداب وشرائط ضروریہ در معرضِ بیان آوردہ مے شود بگوش ہوش باید شنید بدانکہ طالب را باید کہ روئے دلِ خود را از جمیع جہات گرد انیدہ متوجہ پیر خود سازد وباوجود پیر بے اِذنِ او بنوافل واذکار نہ پرواز دور حضور او بغیر او التفات ننماید وبکلیّت خود متوجہ او بنشیند حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نہ شود مگر آنکہ او امر کند وغیر از نمازِ فرض وسنّت در حضور او ادا نکند نقل کردہ انداز سلطان ایں وقت کہ وزیرش پیش او ایستادہ بود اتفاقاً دریں اثنا آں وزیر التفاتے بجانب جامہ خود کردہ بند آں را بدست خود راست می ساخت دریں حالِ نظر سلطان بران وزیر افتاد دید کہ او کہ بغیر او متوجہ است بزبانِ عتاب گفت کہ ایں را ہضم نمیتوانم کرد کہ تو وزیر من باشی ودر حضور من بہ بند جامہ التفات نمائی باید اند

یقید کہ ہرگاہ وسائل دنیاءِ دنیہ را آداب دقیقہ درکار است وسائل وصول الی اللہ را بر وجہ اتم واکمل رعایت ایں آداب لازم خواہد بود و مہما امکن در جائے نہ ایستد کہ سایہ او بر جامہ او یا بر سایہ او اُفتد بر مصلائے او پا ننہد و در متوضائے او طہارت نہ کند و بظروف خاصا او را استعمال نکند و در حضور او آب نخورد و طعام تناول نماید و بکسے سخن نکند بلکہ متوجہ اَحَدے نگردد و در غیبت پیر در جانب کہ او ست پا دراز نکند و بزاق دہن بآنجانب نیند از دو ہر چہ از پیر صادر شود آنرا ثواب واند اگر چہ بظاہر صواب ننماید او ہر چہ میکند از الہام میکند و باذن کار میکند بریں تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد و اگر در بعضے صُوَر الہامش خطارا باید خطائے الہامی در رنگ خطائے اجتہادی یست لامت و اعتراض بران مجوز نیست و ایضاً چوں ایں را محبتے بہ پیر پیدا شدہ است در نظر محُب ہر چہ از محبوب صادر می شود محبوب نماید پس اعتراض را مجال نباشد در کلی و جزئی اقتدا بہ پیر کند چہ در خوردن و پوشیدن و نہ در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز او ادا باید کرد و فقہ را از عمل او باید اخذ نمود۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است

از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

و ہیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندہد اگر چہ آں اعتراض مقدار حبّہ خردلہ باشد زیرا کہ اعتراض را غیر از حرمان نتیجہ نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفہ علیہ است نَجَّانَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ ھٰذَا الْبَلَاءِ الْعَظِیْمِ وطلب خوارق و کرامات از پیر خود نکند اگر چہ آن طلب بطریق خواطرد وساوس باشد ہیچ شنیدۂ کہ مومنے از پیغمبر معجزہ طلب کردہ باشد معجزہ طلبان کفار ندو اہل انکار۔

معجزات از بہر قہر دشمن است   بوئے جنسیت پے دل بردنست

موجب ایمان نباشد معجزات   بوئے جنسیت کند جذب صفات

اگر شبہ پیدا شود در خاطر آں را بے توقف عرض نماید اگر حل نہ شود تقصیر بر خود بنہد و ہیچ منقصت را بجناب ہیر عائد نسازد و واقعہ کہ رُو دہد از پیر پنہاں ندارد و تعبیر وقائع از د طلب کند و تعبیر یکہ بر طالب منکشف شود نیز عرض نماید و صواب د

خطا را از وجوید و بر کشوف خود زینہار اعتماد نہد کہ حق با باطل دریں دار ممتزج است و صواب با خطا مختلط و بے ضرورت و بے اذن از وجدانشود کہ غیر او را بروے گزیدن منافی رااوتست و آواز خود را بر آورز اُو بلند نکند و سخن بلند باو نگوید کہ سُوءِ اوبست و ہر فیضے و فتوحیکہ برسد آں را بتوسط پیر تصور نماید و اگر در واقعہ بیند کہ فیضے از مشائخ دیگر رسیدہ است آن رانیز از پیر داند و بداند کہ چوں پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر مناسب استعداد خاص مرید ملایم کمال شیخے از شیوخ کہ صورت افاضہ از دے ظاہر شدہ است و مرید رسیدہ است ولطیفہ از لطائف پیر کہ مناسب بآن فیض دارد و بصورت آں شیخ ظاہر شدہ است بواسطہ ابتلاء مرید آن لطیفہ برا شیخ دیگر خیال کردہ است و فیوض را ازاں دانستہ ایں مغلطہ عظیم است حق سبحانہٗ از ذلت قدم نگاہدارد و براعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحُرْمَةِ سَيِّدِالْبَشَرِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ بِالْجُمْلَةِ اَلطَّرِيْقُ كُلُّهٗ اَدَبٌ مثل مشہور است ہیچ بے ادبے بخدا نرسد و اگر مرید در رعایت بعضے از آداب خود را مُقصر داند و در ادائے مـا ينبغي نرسد و اگر بسعی ہم نتواند از عہدہ برآمد معفو راست اما از اعتراف بتقصیر ناچار است و اگر عِيَـاذًا بِـاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ رعایت آداب نکند و خود را مُقصِر ہم نداند از برکات ایں بزرگواراں محروم است۔

ہر کرا روئے بہ بہبود نہ بود　　　دیدنِ روئے بنی سود نبود

آرے مریدے ببرکت توجہ پیر بمرتبۂ فنا و بقا برسد و راہ الہام و طریق فراست بروے ظاہر شود پیر آنہارا مسلّم دارد و بکمال او گواہی دہد آں مرید را میرسد کہ در بعضے امور الہامی بہ پیر خلاف کند و بمقتضائے الہام خود عمل کند اگر چہ نزدِ پیر خلاف آں متحقق بود چہ آں مرید درین وقت از ربقۂ تقلید برآمدہ است و تقلید در حق دے خطاست نمے بنی کہ اصحاب پیغمبر صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ در اُمور اجتہادیہ و در احکام غیر منزّل بآں سرور خلاف کردہ اندو در بعضے اوقات صواب بجانب اصحاب ظاہر شدہ است كَمَا لَا يَخْفٰى عَلٰى اَرْبَابِ الْعِلْمِ پس معلوم شُد کہ خلاف پیر مرید را بعد از

رسیدن بمرتبہ کمال مجوّز است وسوء ادب مبرّا است بلکہ اینجا ہمین ادب است واگر نہ اصحاب پیغمبر عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ کہ بکمال آداب مؤدّب بودند غیر از تقلید امر دیگر نمیکردند ابو یوسف را بعد از رسیدن بمرتبہ اجتہاد تقلید ابی حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما خطا است صواب در متابعت رائے خود است نہ رائے ابو حنیفہ قول مشہور است امام ابو یوسف کہ نَازَعْتُ اَبَا حَنِیْفَۃَ فِیْ مَسْئَلَۃِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ سِتَّۃَ اَشْہُرٍ شنیدہ باشی کہ تکمیل صناعت بتلاحق افکار است بر یک فکر ماندے زیادتی پیدا نکردے نحو یکہ در زبان سیبویہ بودہ امروز باختلاف آراء وتلاحق انظار دہ صد زیادتی وکمال پیدا کردہ است اما چون بنا را او نہادہ است فضل او را است ۔

اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِیْنَ لیکن کمال انہارا مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُھُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُھُمْ حدیث نبویست عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ تذنیب لرفع شبہہ بعض المریدین ۔ بدآنکہ گفتہ اند الشیخ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ۔ احیا واماتت رُوحی است نہ اماتت جسمی ومراد از حیٰوۃ وموت و بقا است کہ بمقام ولایت وکمال میر ساند وشیخ مقتدا بِاِذْنِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ متکفل ایں دو امر است پس چہ را از ین احیا واماتت چارہ نہ باشد یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ یَبْغِیْ وَیُغْنِیْ اَحْیَآء واماتتِ جسمی را بمنصب شیخی کارے نیست مرید آں بمناسبتِ معنویہ منجذب میگردند وآنکہ با این بزرگواران مناسبت ندارد از دولت کمالاتِ ایشاں محروم است اگرچہ ہزار معجزہ وخوارق وکرامات بیند ابو جہل وابولہب را شاہد این معنی باید گرفت ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِیْ حَقِّ الْکُفَّارِ. وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا حَتّٰی اِذَا جَآءُوْکَ یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. (دفتر اول حصہ پنجم صفحہ ۱۱۲، ۱۱۶ المکتوب نمبر ۲۹۲)

ترجمہ:۔ جاننا چاہیے کہ سالکان راہ حق دو حال سے خالی نہیں ہیں یا مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہیں تو قابل مبارکباد ہیں، محبت اور انجذاب کی راہ منزل کی طرف ان کو کشاں کشاں لے آئے گی اور مقصود اعلیٰ تک پہنچا دے گی ۔ جیسا ادب وعقیدت ان کے لیے

درکار ہوگا وسیلہ یا بے وسیلہ ان کو سکھا دے گی۔ اگر اُن سے کوئی لغزش بھی ہو جائے گی تو اُن کو جلد ہی اس سے آگاہی ہو جائے گی جس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ اگر شیخ طریقت کی حاجت ہوگی تو سعی و کوشش کے بغیر اس دولت کی طرف راہ نمائی بھی ہو جائے گی۔ غرض حق تعالیٰ کی عنایت ازلی ان بزرگانِ دین کے شامل حال ہوتی ہے۔ باسبب یا بے سبب۔ ان کی کفایت کرتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کر لیتا ہے۔ اور اگر مرید ہیں تو رہنمائے کامل کے بغیر اُن کا کام دشوار ہے، رہنما ایسا ہونا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کی دولت سے مشرف ہو۔ اور فنا و بقاء کے رموز و سعادت سے بہرہ ور ہو اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی اشیاءِ باللہ کے انجام تک پہنچا ہو۔ لیکن اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے، اور مرادوں کا تربیت یافتہ ہے تو اس کا وجود کبریت احمر کی مانند ہے۔ اس کا کلام دوا اور نظر شفاء ہے۔ مردہ دل اس کی توجہ سے زندہ ہوتے ہیں اور مرجھائی ہوئی رُوحیں اس کے الطاف و کرم سے تازہ ہوتی ہیں۔ اگر اس قسم کا صاحب نظر پیر نہ ملے تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے۔ وہ بھی ناقصوں کی تربیت کر سکتا ہے اور فنا اور بقاء کے اسرار تک پہنچا سکتا ہے۔

فرش سے نیچے ہے گرچہ آسماں
لیک اونچا ہے زمیں سے اے جواں

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کسی طالب کو اس قسم کا کامل پیر مل جائے تو چاہیے کہ اس کے وجود کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے حوالے کر دے اور اپنی سعادت اس کی رضامندی میں تلاش کرے۔ غرض اپنی ہر خواہش اس کی رضا کے تابع بنا دے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم میں ہے۔ لن یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ تم سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش اس امر کی تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔

جاننا چاہیے کہ مجلس صحبت کے آداب و شرائط کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات میں سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا نہ ہی مجلس سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ محض ضروری آداب و شرائط لکھے

جاتے ہیں جو گوشِ ہوش سے سُننے چاہییں۔

طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرے۔ اس کے اذن کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو اور حضوری میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے، حتیٰ کہ جب تک حکم نہ ملے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ البتہ نماز اور دیگر فرائض ضروریہ ادا کر سکتا ہے۔

کسی بادشاہ کا واقعہ ہے کہ اس کا وزیر حضور میں کھڑا تھا۔ اتفاقاً وزیر کی نظر اپنے جامہ پر پڑی تو اس کے بند درست کرنے لگا، جب بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر میرے سوا غیر کی طرف متوجہ ہے تو جھڑک کر کہا کہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تو وزیر ہو کر میرے حضور میں کپڑے کے بند درست کرے۔

سوچنا چاہیے کہ دُنیا کے لیے بھی وسائل کے لیے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو حصول اِلی اللہ کے وسائل کے لیے ان آداب کی رعایت بہت ہی ضروری ہوگی۔ مرید کو چاہیے کہ ہو سکے تو ایسی جگہ دانستہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے پیراہن یا سایہ پر پڑے، نیز اس کے مصلے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ میں طہارت نہ کرے۔ یہاں تک کہ اس کے برتن بھی استعمال نہ کرے۔ اس کے حضور میں پانی نہ پیے، کھانا نہ کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہو اور شیخ کی عدم موجودگی میں جس طرف اس کا قیام ہو پاؤں دراز نہ کرے، تھوکے بھی نہیں اور جو کچھ بھی پیر سے صادر ہو اس کو بہتر جانے، اگرچہ بظاہر بہتر معلوم نہ ہو۔ کیونکہ شیخ کامل کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ہوتا ہے، شیخ سے بہ تقاضائے بشریت اگر غلطی سرزد ہو جائے تو اس پر گرفت نہ کرے۔ بلکہ اُسے اجتہادی غلطی سمجھے، جب مرید کو پیر سے محبت ہو تو محبوب سے جو کچھ بھی صادر ہو محب کی نظر میں محبوب ہی دکھائی دیتا ہے۔ پھر اعتراض کی کہاں گنجائش ہے۔ کھانے پینے، پہننے اتباع کے چھوٹے بڑے کاموں میں شیخ ہی کی اقتداء کرنی چاہیے۔ اور فقہ بھی اسی طریقہ سے سیکھنی چاہیے۔

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

شیخ کی حرکات و سکنات پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے خواہ وہ رائی کے برابر ہو۔ کیونکہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، تمام مخلوقات میں

سے بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔ اپنے شیخ سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے۔ اگرچہ وہ طلب خطرات اور وساوس کی وجہ سے ہو۔ کبھی کسی مؤمن نے پیغمبر سے معجزہ طلب نہیں کیا معجزہ طلب کرنا کافروں اور منکروں کا کام ہے۔

معجزات از بہر قہر دشمن است

بوئے جنسیت پے دل بردن انست

موجب ایمان نہ باشد معجزات

بوئے جنسیت کند جذب صفات

البتہ دل میں کوئی شُبہ ہو تو بے توقف عرض کرے اگر حل نہ ہو تو شیخ پر کسی قسم کی کوتاہی یا عیب منسوب نہ کرے اور جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ واقعات کی تعبیر بھی اُسی سے دریافت کرے، اور اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ کیونکہ اس جہاں آب وگل میں حق و باطل اور خطا و ثواب مِلے جلے ہیں بے ضرورت اور بے اِذن علیحدگی نہ اختیار کرے۔ کیونکہ یہ عقیدت اور ارادت کے خلاف ہے۔ اپنی آواز کو شیخ کی آواز سے بلند نہ کرے۔ نہ ہی بلند آواز سے گفتگو کرے کہ یہ سوءِ ادب ہے اور جو فیض و فتوح پہنچے اپنے شیخ کا ہی ذریعہ سمجھے اور اگر محسوس کرے کہ فیض دیگر مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے ہی شیخ سے منسوب کرے۔ جان لے جب کہ شیخ تمام کمالات اور فیوض کا جامع ہے۔ پیر کا فیض مرید کی خاص استطاعت کے مناسبت ہوتا ہے۔ یہ بھی پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے۔ سیّد البشر صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طفیل پیر کے اعتقاد اور محبت پر ثابت قدم رکھے، غرض الطریق کلہٗ ادب مثل مشہور ہے کہ بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا۔ اگر مریض بعض آداب کے بجالانے میں اپنے آپ کو خطا کار سمجھے اور آداب کماحقہٗ ادا نہ کر سکے کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برآء نہ ہو سکے تو قابل مواخذہ نہیں۔ البتہ اپنے قصور کا اعتراف ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہر کہ رارو ئے بہ بہبود نداشت

دیدن روئے نبی سود نداشت

ہاں وُہ مرید جو شیخ کی توجہ اور برکت سے فنا و بقاء کے مرتبہ تک پہنچ جائے اور الہام و فراست کا راستہ اس پر کُھل جائے۔ جہاں تک کہ شیخ بھی اس کے کمال پر شہادت دے۔ ایسے مرید کو لائق ہے کہ بعض الہامی امور میں شیخ کے خلاف اپنے الہام کے موافق عمل کرے کیونکہ مرید اپنے مقام تقلید سے آگے نکل چکا ہے۔ اب تقلید اس کے حق میں خطا ہے۔ جیسا کہ اصحابِ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بعض امور اجتہادیہ اور احکام غیر منزلہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برعکس رائے کا اظہار کیا بسا اوقات حق بجانب صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین ظاہر ہوا۔ کمالا یخفی علیٰ ارباب العلم جیسے کہ صاحبانِ علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مرتبہ کمال تک پہنچنے کے بعد مرید کو پیر کے برعکس نظر آئے تو اظہار جائز ہے۔ یہ بے ادبی نہیں ہے بلکہ ادب ہے۔ ورنہ پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو بدرجہ کمال مؤدب تھے تقلید کے سوا کوئی امر نہ کرتے۔ جیسا کہ ابو یوسف کے لیے مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے کے بعد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید نہ کرنا کوئی خطا نہ تھی۔ اس مقام پر بہتری ان کی اپنی رائے پر متابعت میں تھی نہ کہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں۔

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول مشہور ہے۔ نَازَعْتُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فِیْ مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلہ پر چھ ماہ تک جھگڑا کیا۔ تو نے سُنا ہوگا کہ ہر ایک صفت بہت سے فکروں کے ملنے کے بعد (بنتی ہے) کامل ہوتی ہے۔ اگر ایک ہی فکر پر رہتی تو کچھ زیادتی حاصل نہ کرتی وہ نحو جو سیبویہ کے زمانے میں تھا آج وہ مختلف راؤں اور بہت سی نظروں اور فکروں کے ملنے سے کئی گنا زیادہ ہو گیا ہے چونکہ بنیاد اسی نے رکھی ہے اس لیے فضیلت اسی کے لیے ہے۔ کیونکہ فضیلت متقدمین کے لیے ہے۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ نہیں معلوم اس کا اوّل اچھا ہے یا آخر۔

تذنیب بعض مُریدوں کے شُبہ رفع کرنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے: الشیخ یُحیی ویُمیت شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ احیاء و اَماتت شیخی کے لوازم سے ہے۔ اس احیاء و اماتت سے مُراد رُوحانی احیاء و اماتت ہے نہ جسمانی۔ اور اسی حیات و موت سے مُراد فنا و بقاء ہے۔ جو مقامِ ولایت و کمال تک پہنچائے اور شیخ مقتدا اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ان دو امر کا متکفل ہے۔ پس شیخ کے لیے یہ احیاء و اماتت ضروری ہے اور یحیی و یمیت کے معنی یُبْقِی وَ یُفْنِی ہیں۔ یعنی باقی رکھنا اور فنا کرنا جسمانی احیاء اماتت کو مرتبہ شیخی سے کچھ واسطہ نہیں۔ شیخ مقتدا کُہر با کا حکم رکھتا ہے اور جس کسی کو اس سے مناسبت ہو جاتی ہے خس و خاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اپنا حصہ اس سے لے لیتا ہے۔ خوارق و کرامات مُریدوں کے جذب کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ مرید روحانی اور باطنی مناسبت سے کھنچے چلے آتے ہیں اور جو شخص ان بزرگواروں کے ساتھ نسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ اگرچہ ہزارہا معجزے اور خوارق و کرامات دیکھے۔ ابو جہل اور ابو لہب کا حال اس بات کا شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ کفار کے حق میں فرماتا ہے۔ وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْكَ یُجَادِلُوْنَكَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔ خواہ یہ لوگ کتنے ہی نشانات و معجزات دیکھیں ان پر ایمان نہیں لائیں گے۔ حتیٰ کہ جب وہ تیرے پاس آتے ہیں اور جھگڑتے ہیں اور کافر لوگ کہتے ہیں یہ تو پہلے لوگوں کے قصّے کہانیاں ہیں۔ والسّلام۔

طریقۂ نقشبندیہ کی فضیلت

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ فرمودہ اند طریق ما اقرب طرق است و فرمودہ اند از حق سبحانہٗ وتعالیٰ طریقے خواستم کہ البتہ موصل باشد و ایں خواست ایشاں باجابت مقرون گشتہ است۔ چنانچہ در رشحات از حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ نقل کردہ است چرا اقرب نباشد و موصل نبود کہ انتہاء در ابتداءِ آن اندراج یافتہ است خیلے بیدولتے باشد کہ دریں طریق داخل دود و استقامت نہ

دوزدو بے نصیب بر دد۔

ع: خورشید نہ مجرم اس کسے بینا نیست

آرے اگر طالبے بدست ناقصے افتد گناہ طریق چیست

(دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب ۲۲۱ صفحہ ۷)

ترجمہ:۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ (اتباع شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سب طریقوں سے افضل و اقرب ہے اور فرمایا کہ حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریق طلب کیا ہے جو بیشک موصل ہے اور آپ کی یہ التجا قبول ہوگئی ہے۔ چنانچہ رشحات میں حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ یہ طریق افضل کیوں نہ ہو جبکہ اس کی ابتداء میں انتہا ہے اور وہ شخص بہت بدقسمت ہے جو اس طریق میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے، اور پھر بدنصیب رہ جائے۔

خورشید نہ مجرم ار کسے بینا نیست: اگر کوئی اندھا ہے تو سورج مجرم نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص کے ہاتھ پڑ جائے تو طریق کا کیا گناہ ہے۔

سِلسلہ نقشبندیہ میں پیری و مُریدی کے آداب

مخدوما مکرمہ پیری و مریدی در طریقہ علیّہ نقشبندیہ بتعلیم و تعلّم طریقہ است نہ بکلاہ و شجرۂ کہ در سلاسل دیگر متعارف است طریق بزرگواران صحبت است و تربیت ایشاں انعکاسی است لاجرم در بدایتِ ایشاں نہایت دیگران اندراج یافتہ است وراہ اقرب گشتہ نظر ایشاں شافی امراض قلبیہ است و توُجہ شانِ دافع عللِ معنویہ

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

معذور خواہند داشت والعذر عند کرام النّاس مقبول۔

(دفتر دوم حصہ ششم صفحہ ۴۶، مکتوب ۸:)

ترجمہ:۔ میرے مخدوم مکرم طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں پیری و مُریدی طریقہ کے سیکھنے اور سکھانے پر منحصر ہے نہ کہ کلاہ و شجرہ پر جیسا کہ دوسرے سلسلوں میں متعارف اور مشہور ہے۔ ان بزرگوں کا طریق صحبت ہے اور اُن کی تربیت انعکاسی ہے۔ اسی لیے ان کی ابتداء میں

دوسروں کی انتہا مندرج ہے اور دیگر راستوں سے زیادہ قریب راستہ یہی ہے۔ ان کی نظر دِلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اُن کی توجہ روحانی بیماریوں کو دُور کرتی۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ برند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

اُمید ہے کہ معذرت خواہ کو معاف فرمائیں گے۔

والعذر عند کرام الناس مقبول

شیخ طریقت کی تقلید

تقلید شیخ طریقت ثمرات دارد و در خلاف طریق او خطرہ ہا است زیادہ چہ نویسد۔ (دفتر سوم حصہ ہشتم صفحہ ۲۳، مکتوب نمبر ۱۳)

ترجمہ:۔ شیخ طریقت کی تقلید سے بڑے فوائد اور بڑے ثمرات حاصل ہوتے ہیں اور شیخ طریق کے خلاف چلنے میں سراسر خطرات ہیں اس سے زیادہ کیا لکھا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

توجہ کا مرکز ایک ہونا چاہئے

امادیک شرط را مرعی داردند و آں وحدت قبلہ توجہ است قبلہ توجہ را متعدد ساختن خود را در تفرقہ انداختن ست مثل مشہور است کہ ہر کہ یکجا ہمہ جا و ہر کہ ہمہ جا ہیچ جا حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ بر جادہ شریعت مصطفویہ عــلـــی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِيَّةُ استقامت کرامت فرماید وَالسَّلَامُ عَـلٰـى مَـنِ اتَّبَـعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابعةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّحِيَّاتُ. (دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب ۵۷ صفحہ ۶۲)

ترجمہ:۔ آپ یہ شرط بھی مدِنظر رکھیں کہ اپنی توجہ کا مرکز ایک ہی بنائیں۔ توجہ کے متعدد مراکز بنانا اپنے آپ کو تفرقہ میں ڈالنا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ ہر کہ یک جاست ہمہ جاست و ہر کہ ہمہ جاست ہیچ جا، جو ایک جگہ ہے وہ سب جگہ ہے اور جو سب جگہ ہے وُہ کسی جگہ بھی نہیں۔ حق تعالیٰ شریعت مصطفوی علٰی صاحبہا الصَّلوٰة والسَّلام کی راہ مستقیم پر استقامت بخشے۔ والسَّلامَ عَـلٰـى مـن اتّبـع الْهدٰى والتزم متابعة المصطفٰى عليه وَعلٰى اٰلِهِ الصَّلوٰاتُ والتّحيات .

اور سلام ہو اُس شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلا اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازم پکڑا۔

پیر و مُرشد پر اِعتراض سمِ قاتل ہے

اِعتراض بر اہل اللہ خصوصاً کہ اِسم پیری و مرشدی درمیان باشد و راہ افادہ کشادہ شدہ باشد بناید کرد و آنرا سمِ قاتل باید۔ انگاشت زیادہ برین اِطنابست ایں چند حروف بواسطہ ارتباط محبت و اخلاص بتحریر آوردہ امیدست کہ موجب ملال نشود و ثانیاً مصدِّق میگردد کہ مُلّا عُمر و شاہ حسن آدمی زادہ اندخو اہان ملازمتِ ایشاں اند امیدست کہ دخلِ ملازمانِ خاصہ گروند اسمٰعیل نیز بہمین ارادہ بخدمت آمداست اگرچہ پیادہ است اُمیدوارست کہ فراخورِ حالتِ خود بہرہ یابد زیادہ تصدیع ندادو السَّلام والاکرام۔

(دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب ۷۸ صفحہ ۶۹)

ترجمہ:۔ اہل اللہ پر خاص کر جبکہ پیر و مرشد کا واسطہ ہو اور راہ افادہ بھی کشادہ ہو تو ہرگز ہرگز۔ معترض نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ اُسے زہر قاتل سمجھنا چاہیے۔ اس سے زیادہ لکھنا طول کلامی ہوگی۔ یہ چند باتیں بھی محبت و اخلاص کے رابطہ کے باعث لکھی گئی ہیں، اُمید ہے کہ ملال کا باعث نہ ہوں گی۔

دوسرے یہ کہ وملا عمر شاہ حسینی شریف زادہ اور خاندانی شریف ہے اور یہ آپ کے ہاں ملازمت کا خواہاں ہے۔ اُمید ہے اس کو آپ اپنے خاص ملازمین میں جگہ دیں گے۔ نیز اسمٰعیل بھی اسی خیال سے حاضر خدمت ہے۔ اگرچہ پا پیادہ ہے لیکن توقع ہے یہ بھی اپنی حالت کے مطابق حصہ پائے گا۔ تکلیف کا شکریہ۔

والسّلام والا کرام۔

اہل اللہ سے دُشمنی تباہی ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا

خواجہ عبداللہ انصاری میفر مانید الٰہی ہر کرا خواہی براندازی با ما در اندازی

بیت ترسم آں قوم کہ بر دور کشان میخندند۔ برسرِ کار خرابات کنند ایمان را۔ حق سبحانہ، وتعالیٰ کافہ اہل اسلام را از انکار فقرا و طعن درایشاں نگاہ دارد بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْبَشَرِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ وَالسَّلَام۔

(دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب ۱۱۸ صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا جس نے کوئی نیک کام کیا، تو وُہ اس کے اپنے نفس کے لیے ہے اور جس نے کوئی بُرائی کی وُہ اسی کے لیے وبال ہے۔

خواجہ عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الٰہی جس کو تو تباہ کرنا چاہتا ہے اس کو تو ہمارا دشمن بنا دیتا ہے۔

نہ ہنس تو مے کشوں پر واعظا ہے ڈر مجھے ایسا
کہ مے خانے کے در پر بیچ جائے تو نہ ایماں کو

حق تعالیٰ سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل تمام مسلمانوں کو فقراء کے انکار اور درویشوں کے طعن سے بچائے۔

تصوّرِ شیخ

اگر در وقت ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود۔ آنرا نیز بقلب باید برد و در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت میدانی کہ پیر کیست پیر آنکس ست کہ ازد طریق وصول بجناب قدس خداوندی جل شانہ، استفادہ نمائی و مدد ہا و اعانت ہا درین طریق یابی مجرّد کلاہ و دامنی و شجرہ کہ عرف شدہ است از حقیقت پیری و مُریدی خارج است و داخل رسوم و عادات مگر آنکہ جامۂ تبرک از شیخ کامل و مکمّل بدست آری و بالا عتقاد و اخلاص با و زندگانی نمائی۔ احتمال ثمرات و نتائج دریں صورت نیز قوی است۔ (دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ نمبر ۷ مکتوب نمبر ۱۹۰)

ترجمہ:۔ اگر ذکر کے وقت بھی شیخ کا تصور بے تکلّف ظاہر ہو تو اس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیئے اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہیئے۔ تو جانتا ہے پیر کون ہے؟ پیر وُہ ہے جس سے تو خدا تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف پہنچنے کا رستہ سیکھے اور اس دستہ میں تو اس سے مدد و اعانت حاصل کرے۔ صرف کلاہ دامن اور شجرہ پر نظر رکھنا جو آجکل معروف ہے۔ پیری و مُریدی کی حقیقت سے خارج ہے۔ البتہ یہ رسم و عادت میں داخل ہے۔ ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا بطور تبرک مل جائے تو اعتقاد و اخلاص کے ساتھ اُسے پہن کر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ ایسی صورت میں بے شمار فوائد و ثمرات کے حاصل ہونے کی قوی توقع ہے۔

نماز کی حالت میں شیخ کا تصّور بے ساختہ آنا

خواجہ محمد اشرف ورزشِ نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلا یافتہ است کہ در صلوٰۃ آنرا مسجود خود میدانند و مے بینند و اگر فرضاً نفی میکنند منتفی نمیگرد و محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب ست تحمّل کہ باندک صحبتِ شیخ مقتدا جمیع کمالاتِ او را جذب نماید رابطہ را چرا نفی کنند کہ او مسجود الیہ ست، نہ مسجود لہ، چرا محاریب و مساجد را نفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادتمندان

رامیسّر ست تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسطِ خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگِ جماعہ بیدولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند۔ (دفتر دوم حصہ ششم صفحہ ۶۷ مکتوب ۳۰)

ترجمہ:۔ خواجہ محمد اشرف نے لکھا تھا کہ رابطہ کی نسبت یہاں تک غالب ہوگئی ہے کہ نمازوں میں اس کو اپنا مسجود جانتا اور دیکھتا ہوں۔ اگر بالفرض اس کو دُور بھی کرنا چاہتا ہوں تو نہیں ہوسکتا۔

اے محب محترم طالبانِ حق اسی دولت کی تمنّا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔ رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو۔ رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہ، محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے، اس قسم کی دولت سعادتمندوں کو میسّر ہوتی ہے تا کہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اسی طرف متوجہ رہیں۔ نہ ان بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔

اولیاء اللہ کی خانقاہ کے فیوض و برکات

امیر تیمور گورگان علیہ الرحمۃ بکوچہء بخارا میگزشت اتفاقاً درویشان خانقاہِ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرّہ دران کوشہ گلیمہائے خانقاہ خواجہ مے افشاندند واز گرد دپاک می کروند از امیر از حسن نشاءِ مسلمانی کہ داشت دران کوچہ توقف فرمود تا گرد دہائے خانقاہ راعبیر و صندل خود ساختہ برکات و فیوض درویشاں مشرف گردد مگر بایں تواضع و فروتنی کہ باہل اللہ نمودہ بود بحُسن خاتمہ مشرف گشت منقول است کہ حضرتِ خواجہ نقشبند قدّس سرہٗ بعد از وفات میفرمودند تیمور مُرد و ایمان برد۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم صفحہ ۹۴ مکتوب نمبر ۹۲)

ترجمہ:۔ ایک دن صاحب قِرآن امیر تیمور علیہ الرحمۃ بخارا کی گلی سے گزر رہا تھا۔ اتفاقاً اس وقت حضرت خواجہ نقشبند قدّس سرہ کی خانقاہ کے درویش خانقاہ کی دریوں اور بستروں کو جھاڑ رہے تھے اور گرد سے پاک کر رہے تھے۔ امیر مذکور مسلمانی کے حُسن خُلق سے

جو اس کو حاصل تھا اس کوچہ میں ٹھہر گیا، تا کہ خانقاہ کی گرد کو اپنے لیے صندل وعبیر بنا کر درویشوں کی برکات وفیوض سے مشرف ہو۔ شاید اس تواضع اور فروتنی کے باعث جو اس کو اہل اللہ کے ساتھ حاصل تھی حُسنِ خاتمہ سے مشرف ہوا۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ، امیر کے مر جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ تیمور مر گیا اور ایمان لے گیا۔

ایصال ثواب کا صحیح تصوّر

ایضاً پرسیدہ بودند کہ ختم کلام اللہ کردن ونماز نفل گزاردن وتسبیح وتہلیل کردن وثواب آنرا بوالدین یا باستادیا باخوان دادن بہتر است یا بکسے ندادن بہتر بدانند کہ دادن بہتر است کہ ہم نفع بغیر رست وہم نفع بخود در نادان نفع مخصوص بخود ست ونیز شاید بطفیل دیگران آن عمل را قبول فرمائند والسّلام۔

(دفتر دوم حصہ ہفتم صفحہ ۷۸ مکتوب نمبر ۷۷)

ترجمہ:۔ نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نماز نفل کا پڑھنا اور تسبیح وتہلیل کرنا اور اس کا ثواب ماں باپ یا اُستاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا نہیں۔ واضح ہو کہ بارگاہِ الٰہی میں بخشنا ہی بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں اپنا بھی نفع ہے اور اُن کا بھی اور عجب نہیں کہ یہ عمل صالح دوسروں کی طفیل ہی قبول ہو جائے۔

نذر مشائخ کا غلط طریق

وحیوانات را کہ نذر مشائخ میکنند وسر قبر ہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات را ذبح می نمایند در روایات فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند دریں باب مبالغہ نمودہ وایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعیست وداخلِ دائرہ شرک ازیں عمل نیز اجتناب باید نمود کہ شائبہ شرک دارد وجوہ نذر بسیار ست چہ در کار ست کہ نذر ذبح حیوانے کنند وارتکاب ذبح آن نمایند وبذبائح جن ملحق سازند وتشبیہہ بعبدہ جن پیدا کنند واز ییغالم ست صیال نساء کہ نیت پیراں وبیبیاں نگاہ دارند واکثر نامہائے ایشاں را از نزد خود تراشیدہ روزہائے خود

رابنام آنہانیت کنند ودروقت افطار از برائے ہر روزہ طعام خاص بوضع مخصوص تعین می نمانید وتعین ایام نیز میکنند از برائے صیام ومطالب ومقاصد خود را بااین روزہا مربوط می سازند وبتوسل ایں روزہاازیں ہاحوائج خود میخواہند وروائے حاجات خودرا از آنہا میدانند ایں شرکت درعبادت ست تبوسل عبادت غیر حاجات تاخود را از ان غیر خواستن شناعت ایں فعل رانیک باید دریافت۔ (دفتر دوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۴۱ صفحہ ۹۴)

ترجمہ:۔اور جانوروں کو جو کہ مشائخ کی نذر کیے جاتے ہیں اور ان کی قبروں کے سرہانے جا کر ان کو ذبح کرتے ہیں۔فقہ کی روایات میں اس امر کو شرک میں شامل کیا گیا ہے۔اور اس معاملہ میں مبالغہ پیدا ہوتا ہے اور اس ذبح کو ذبائح جن کی قسم سمجھتے ہیں جو کہ شرعی طور پر منع اور شرک میں داخل ہے اور اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔کیونکہ اس میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔نذر کے بہت سے طریقے ہیں کہ ضروری ہے کہ کسی حیوان کا ہی ذبح نذر کریں اور اس کے ذبح کے مرتکب ہوں۔اور اُسے ذبائح جن کی مانند ٹھہرائیں اور اس کے بندوں کو جس سے تشبیہ دیں۔ایسا بھی ہے کہ عورتیں پیروں اور بیبیوں کے لیے نیت کر کے روزے رکھتی ہیں اور اکثر اپنے پاس سے ان کے نام مقرر کر لیتی ہیں۔اپنے ان روزوں کو ان کے نام منسوب کر دیتی ہیں اور افطار کے وقت ہر روزہ کے لیے خاص طرز کا کھانا تعین کرتی ہیں۔ایسے روزوں کے لیے دن بھی مقرر کر لیتی ہیں۔پھر اپنی مرادیں اور مقاصد ان روزوں کے ساتھ مربوط کر لیتی ہیں اور ان روزوں کی وساطت سے ان سے (پیروں اور بیبیوں) اپنی حاجات چاہتی ہیں اور ان کو اپنا حاجت روا سمجھتی ہیں۔یہ عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے وسیلہ سے اپنی حاجات کو ان غیروں سے طلب کرنا ہے۔اس بُرے عمل کو اچھی طرح جان لینا چاہیئے۔

اِیصالِ ثواب کا مجددی طریق

پیش ازیں بچند سال داب فقیر آن بودہ کہ طعام مے پخت مخصوص وبروحانیت مطہرہ اہل عبا می ساخت بآن سرور امیر وحضرت فاطمہؓ وحضرتِ امامین راضم

میکرو عَلَیۡھِمُ الصَّلوٰاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَاتُ شبے درخواب می بیند کہ آں سرور حاضر است عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فقیر برایشاں عرض سلام میکند متوجہ فقیہ نمی شوند و رُو بجانب دیگر دارند دریں اثناء بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرسند درخانہء عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب علم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دراں طعام شریک نمی ساخت بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائز ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک میساخت وجمیع اہل بیت تو سل مینمود۔ (دفتر دوم حصہ ششم صفحہ ۸۵ مکتوب نمبر ۳۶)

ترجمہ:۔ چند سال بیشتر فقیر کا یہ طریق تھا کہ للّٰہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا کی ارواحِ پاک کو نذر کر دیا کرتا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امامین رضی اللہ عنہما کو بھی شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام نیاز عرض کیا تو حضور فقیر کی طرف متوجہ نہ ہوئے بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں کھانا کھاتا ہوں۔ جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور کی توجہ نہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کو شریکِ طعام نہ کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بلکہ تمام امہات المؤمنین کو جو اہل بیت ہیں شریک کر لیا کرتا اور تمام اہل بیت کو اپنے لیے وسیلہ بناتا۔

اِیصالِ ثواب کا مقصد

ثالثُ لائح باد کہ مکتوب مرغوب اخوی شیخ حبیب اللہ رسید از فوتِ والد مرحوم خود نوشتہ بودند اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ از جانب فقر دعا رسانیدہ عزائے مصیبت نمایند و گویند کہ مدعا د فاتحہ وصدقہ واستغفار امداد واعانت والد مرحوم خود نمایند فَاِنَّ الۡمَیِّتَ کَالۡغَرِیۡقِ یَنۡتَظِرُ دَعۡوَةً تَلۡحَقُهٗ مِنۡ وَلَدٍ اَوۡ اَبٍ

اَوۡ اُمٍ اَوۡ اَخٍ اَوۡ صَدِیقٍ ۔ (دفتر دوم حصہ پنجم صفحہ ۳۳ مکتوب نمبر ۲۷۸)

ترجمہ:۔تیسرے واضح ہو کہ شیخ حبیب اللہ کا مکتوب مرغوب پہنچا۔انھوں نے اپنے والد مرحوم کے فوت ہو جانے کی نسبت لکھا تھا۔ اِنَّـالِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن فقیر کی طرف سے دُعا پہنچا کر ماتم پُرسی بجالائیں اور کہیں کہ دُعا و فاتحہ و صدقہ استغفار سے اپنے والد مرحوم کی امداد و اعانت کریں۔ فَـاِنَّ الۡمیّتَ کَالۡغرِیقِ یَنۡتَظِرُ دَعۡوَۃً تَلۡحَقُہٗ مِنۡ وَلَدٍاَوۡ اَبٍ اَوۡاُمٍّ اَوۡاَخٍ اَوۡ صَـدِیقٍ ۔ مُردہ غریق کی مثال ہوتا ہے جو دُعا کا منتظر رہتا ہے۔جو اس کے لواحقین و خاندان ، ماں ، باپ ، بیٹے ، برادر یا دوست کی طرف سے پہنچتی ہے۔

اِیصالِ ثواب کا فائدہ

اَلۡـمَوتُ جَسۡرٌیُوۡصِلُ الۡحَبِیۡبَ اِلَی الۡحَبِیۡبِ درشان او ثابت مصیبت بررفتن نیست بر حال روندو الـی الحبیـب ست تا با او چہ معاملہ کنند بُدعا و استغفار و تصدق امداد باید نمود قـال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وٰاٰلِـہٖ وسَـلّـم مَـا المیّت فی الـقبـر الاّ کـالـغـریـق المتغوّثِ یَنۡتَظِرُ دعوۃً تلحقہ من اَب او امّ اواخ او صدیق فاذ الحقتہ کان احبّ الیـہ مِـن الـدّنیاوَمَافیھاوانّ اللّٰہ تعالٰی لَیُدۡخِلُ عَلٰی اَھۡل الۡـقُبـوۡرِمِـن دُعـآءِ اھـل الارض امثـال الۡجِبَالِ من الرّحمۃ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الۡاَحۡیـآءِاِلی الاَمواتِ الاستغفارلھم. التفات نامہ رسید ہوائے سرمابر فقراء بسیار شدید است والاخو درامعاف نمید اشت سفارش بتا کید نوشتہ است نشاء اللہ تعالیٰ سودمند گردوز یادہ تصدیع است محبت شعاری قاضی حسن و سائر اعزہ دعوات فراواں مطالعہ نمایند وازحق تعالیٰ درجمیع امور راضی و شاکر باشند۔ (دفتر اوّل حصہ دوم صفحہ ۱۰۶ مکتوب نمبر ۱۰۴)

ترجمہ:۔ المو ت جسر یو صل الحبیب الی الحبیب اس کی شان میں ثابت ہے۔ چلے جانے (مرنے) پر مصیبت نہیں ہے بلکہ جانے والے کے حال پر ہے کہ دیکھئے اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں۔دُعا و استغفار و صدقہ سے امداد کرنی چاہئے ۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میّت قبر میں فریاد چاہنے والے غریق کی طرح

ہوتی ہے۔ اور اس دُعا کی منتظر ہوتی ہے جو اس کو ماں باپ برادر یا دوست کی طرف سے پہنچے۔ پس جس وقت وُہ دعا پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بھی بہتر ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ زمین پر رہنے والوں کی دُعا سے اہل قبور پر بڑی رحمت نازل فرماتا ہے اور بے شک زندوں کا تحفہ مُردوں کے مغفرت کی دُعا مانگنا ہے۔ آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ موسم سرما کی ہوا فقیروں پر سخت ہوتی ہے ورنہ کبھی اپنے آپ کو معذور نہ رکھتا۔ سفارش تاکید سے لکھی ہے، اِنشاءاللہ فائدہ مند ہوگی۔ زیادہ لکھنا سردردی ہے۔ محبت سے سرشار قاضی حسن اور تمام عزیز بہت بہت دعوات کا مطالعہ کریں اور تمام امور میں حق تعالیٰ سے شاکر اور راضی رہیں۔

اپنے محسن کے لیے ایصال ثواب لازم ہے

وِلی نعمت مرحومہ شمار درین اوران بسے مغتنم بودند الحال برشما زان لازم ست کہ مکافاتِ احسان باِحسان بکنید و بدعا و صدقہ ساعت فساعت مدد نمائید۔

(حوالہ: دفتر اول حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۸ مکتوب نمبر ۸۹)

ترجمہ:۔ آپ کے ولی نعمت مرحوم کا وجود بہت غنیمت تھا۔ اب آپ پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے ادا کریں۔ اور دُعا صدقہ سے ہر گھڑی اُن کی مدد کریں۔

دُنیا آخرت کی کھیتی ہے

وفوقِ جمیع اینہا آن موطن است کی مخبر صادق عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوٰتُ وَالتَّسلِیمَاتُ ازاں خبر دادہ فرمودہ اِنَّ لِلّٰہِ جَنَّۃً لَیْسَ فِیْھَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی فِیْھَا رَبُّنَا ضَاحِکًا پس پایان تر جمیع ظہورات دُنیا و مافیہا آمد و بالاتر جمیع آنہا آن جنت بلکہ دنیا اصلاً از مواطنِ ظہور نیست ظہورات ظلال و نمود آد مثال کہ مخصوص دُنیا است نزدِ فقیر معدود داز اُمور دنیویہ اند فی الحقیقت داخل دائرہ امکان آن ظہورات را خواہ تجلّیاتِ صفات گویند و خواہ تجلیاتِ ذات تَعَالَی اللّٰہُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا فقیر دینار اہتمام کہ ملاحظہ میئمائید خالی محض می یابد و رالہٖ مطلوب آنجا بمشام او نمیرسد غایۃ مافی الباب مزرعہ الیست مر آخرت را مطلوب را اینجا جستن خود در

را پریشان کردن است یا غیر مطلوب را مطلوب دانستن چنانچہ اکثر بآن گرفتار اند و بخواب وخیال آرام گرفتہ اند نماز است دریں موطنِ کہ خبر یا ز اصل دارد و بوئے از مطلوب می آرد وَدُوْنَهٗ خَرْطُ الْقَتَادِ.

(حوالہ: دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۶۳ صفحہ نمبر ۱۰۱)

ترجمہ:۔ تمام مقامات سے اعلیٰ و برتر مقام وُہ ہے جس کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اور فرمایا ہے اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَيْسَ فِيْهَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ يَتَجَلّٰى فِيْهَا رَبُّنَا ضَاحِكًا اللہ تعالیٰ کی ایک جنت ہے جس میں نہ کوئی حُور ہے، نہ کوئی محل۔ اس میں اللہ تعالےٰ مُسکراتے ہوئے تجلّی فرمائیں گے۔

پس تمام ظہورات میں سے ادنیٰ ظہور دُنیا و مافیہا کا ہے اور اعلےٰ ظہور جنت الفردوس کا۔ بلکہ یہ دُنیا ظہور کا مقام نہیں ہے۔ جو ظلّی ظہورات اور مثالی نمائش دُنیا کے ساتھ مخصوص ہیں فقیر کے نزدیک سب امورِ دنیا میں شمار ہیں اور حقیقت میں وہ ظہوررات خواہ تجلیاتِ صفات ہوں خواہ تجلیاتِ ذات سب دائرہ امکان میں داخل ہیں۔

تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا اللہ تعالیٰ اس بات سے جو لوگ کہتے ہیں، بہت بلند ہے۔

فقیر جب دُنیا کو پورے طور پر ملاحظہ کرتا ہے تو محض خالی پاتا ہے اور مطلوب کی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اس جگہ مطلوب کو ڈھونڈنا اپنے آپ کو پریشان کرنا یا مطلوب کے غیر کو مطلوب جاننا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ اس دُنیا میں گرفتار ہیں اور محوِ خواب و خیال ہیں۔ اس مقام میں صرف نماز ہی ہے جو اصل سے کچھ خبر رکھتی ہے اور مطلوب کی خوشبو لاتی ہے۔ وَدُوْنَهٗ خَرْطُ الْقَتَادِ. اس کے سوا سب کچھ بے فائدہ اور رنج آور ہے۔

دُرستی عقائد

پس تا تصحیح عقائد نمائیند علم باحکام شرعیہ فائدہ نمید ہد تا این ہر دو محقق نشوند عمل نافع نیاید وتا این ہر سہ میسّر نگردند حصول تصفیہ وتزکیہ محال است بعد ازیں چہار رکن با متممات ومکملات انہا کَالسُّنَّةِ مُكَمِّلَةً لِلْفَرْضِ ہر چہ ہست

ازفضول است وداخل دائرہ مالایعنی وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَایَعْنِیْهِ اِشْتِغَالُهُ بِمَا یَعْنِیْهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ والتَّحِیَّاتُ . (دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۵۷ صفحہ ۳۳)

ترجمہ:۔ جب تک عقائد درست نہ ہوں احکام شرعیہ کا علم کچھ فائدہ نہیں دیتا اور جب تک دونوں متحقق نہ ہوں اعمال وافعال نافع نہیں ہوتے۔ پھر جب تک یہ تینوں حاصل نہ ہوں تصفیہ وتزکیہ نفس حاصل ہونا محال ہے۔ بعد ازاں ان ہی چار ارکان سے متممات ومکملات ہے (جیسا کہ سنّت فرض کو مکمّل کرنے والی ہے) اس کے سوا سب کچھ فضول ہے۔ اور حلقہ لایعنی میں داخل ہے وَمِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهُ مَالَایَعْنِیْهِ وَاِشْتِغَالُهُ بِمَایَعْنِیْهِ لایعنی اور بے ہودگی ترک کرنا اور فائدہ مندبات میں مشغول ہونا انسان کے لیے احسن ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ والتَّحِیَّاتُ . سلام ہواس شخص پر جو ہدایت کے راستہ پر چلا اور حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کی متابعت کو لازم پکڑا۔

اہل السنّت والجماعت

آنا دلیلے کہ پیغمبر صادق علیہ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُهَا برتمیز فرقہ واحدہ ناجیہ ازان فرق متعددہ فرمودہ است آنست اَلَّذِیْنَ هم عَلٰی مَآاَنَاعَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ یعنے آن فرقہ واحدہ ناجیہ انانند کہ ایشانان بطریقے کہ من برآں طریقم واصحاب من برآں طریق اند ذکر اصحاب باوجود کفایت بذکر صاحب شریعت علیہ الصَّلٰوة والتحیة درین موطن برائے آن نواند بود۔ (دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۸۰ صفحہ نمبر ۱۷)

ترجمہ:۔ ایک دلیل جو پیغمبر علیہ الصّلٰوة والسّلام نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کے متعلق تمیز کے لیے بیان فرمائی ہے۔ وُہ یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ میں وُہ لوگ ہیں، جو اس طریق پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔ صحابہؓ کرامؓ کے طریقہ کا

ذکر ہی صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے کافی ہے۔ اِن کے لیے کسی دیگر دلیل کی ضرورت نہیں۔

پیر کامل طالب کی استعداد سے زیادہ مدارج طے کرا سکتا ہے

پرسیدہ بودند محبت آثارا اختفائی بعضے از لطائف درمرتبہ قلب مقصود برآں لطائف است کہ قلب متضمن آنہا است در ماورائے قلب تحقق دارند کہ اختفائے آں ہا درمرتبہ قلب معنے ندارد دیگر شخصے راکہ استعدادش تامرتبہ قلب یا رُوح است پیر صاحب تصرف تو اند اورا بمراتب فوق رسانید امّا ایں جا دقیقہ الیست کہ بحضور تعلق دارد تحریر بیان آں متعسر است دیگر چوں ظاہر برنگ باطن متلوّن شود و باطن بلون ظاہر منصبغ گردد چہ دشوار است کہ احکام ظاہر در باطن واحوال باطن درظاہر پیدا آید۔

(دفتر اوّل مکتوب نمبر ۸۸ حصہ سوم صفحہ نمبر ۷۵۔۷۴)

ترجمہ:۔ آپ نے دریافت کیا تھا اے محبت کے نشان والے مرتبہ قلب میں بعض لطائف کا پوشیدہ رہنا اِن لطائف پر ہی موقوف ہے۔ جن کا متضمن قلب ہے نہ ان لطائف پر جو قلب کے ماسوا مستحق ہیں۔ کیونکہ مرتبہ قلب میں ان کا پوشیدہ ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ دوسرے یہ کہ اس شخص کو جس کی استعداد مرتبہ روح یا قلب تک ہے۔ پیر صاحبِ تصرّف اس کو مرتبہ فوق تک پہنچا سکتا ہے۔ لیکن یہاں ایسا دقیقہ ہے جو حضور سے تعلق رکھتا ہے جس کا بذریعہ تحریر بیان کرنا مشکل ہے۔ دوسرے یہ کہ جب ظاہر باطن کے رنگ میں اور باطن ظاہر کے رنگ میں رنگا جائے تو پھر کیا مشکل ہے کہ ظاہر کے احکام باطن میں اور باطن کے احوال ظاہر میں پیدا ہو جائیں۔

کمال ایمان اور خطرات و وساوس

کمال ایمان عبارت از کمال یقین است و کمال یقین مرتبت بر کمال قرب زہر چند قلب و مافوق اوراز لطائف قُرب الٰہی جل شانہ بیشتر پیدا شود ایمان و یقین زیادہ تر خواہد بود و بی تعلقی او بقالب افزوں تر خواہد گشت این زمان خطرات در قالب بیشتر ظہور خواہد یافت و وساوس نا مناسب تر لائح

خواہد گشت پس ناچار سبب خطرات سوٗ کمال ایمان بود پس منتہا نہایت النہایت را ہر چند خطرات بیشتر و نامناسب تر اکملیت ایمان زیادہ تر چہ کمال ایمان تقاضای بی مناسبتی تامّ دارد الطف لطائف را بلطیفہ قالب واین بی مناسبتی ہر چند افزوں تر قالب خالی تر و بظلمت و کدورت نزدیک تر دور دو خاطر و وساوس در آن بیشتر بخلاف مبتدی ومتوسط کہ این قسم خاطر ایشان راسم قاتل ست وزیادتی بخش مرض باطن فلاتکن من القاصرین این معرفت از معارف غامضہ این درویش است والسّلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعۃ المصطفٰے علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والسلام۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۸۲ صفحہ ۶۷)

ترجمہ:۔ کمال ایمان مراد ہے کمال یقین سے اور کمال یقین کمال قرب سے مترتب ہے اور قلب اور اس کے اُوپر کے لطائف کو جس قدر قرب الٰہی زیادہ حاصل ہوگا اُسی قدر کمال ویقین بھی زیادہ ہوگا اور قالب کے ساتھ اس کی بے تعلقی زیادہ ہوگی۔ اس وقت خطرات قالب میں زیادہ تر ہوں گے۔ اور بہت نامناسب وسوسے ظاہر ہوں گے۔ پس ناچار بُرے خطرات کا سبب کمال ایمان ہوگا۔ پس نہایت النہایت کے منتہی کو جس قدر خطرات زیادہ اور نامناسب ہوں گے اُسی قدر ایمان کی اکملیت زیادہ تر ہوگی، کیونکہ کمال ایمان اس امر کا مقتضی ہے کہ الطف لطائف کو لطیفہ قالب کے ساتھ زیادہ بے مناسبتی ہو اور یہ بے مناسبتی جس قدر زیادہ ہوگی اُسی قدر قالب زیادہ خالی اور ظلمت و کدورت کے زیادہ نزدیک اور خطرے اور وسوسے اس میں زیادہ ہوں گے۔ برخلاف مبتدی اور متوسط کے کہ اس قسم کے خطرات ان کے لیے زہر قاتل ہیں اور باطن کو نقصان دینے والے۔ ''پس تو کم ہمت نہ ہو'' یہ معرفت اسی درویش کے پوشیدہ معارف میں سے ہے اور سلام ہو اس پر جو ہدایت کے راستے پر چلا اور جس نے حضرت محمد مصطفٰے علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کو لازم پکڑا۔

نماز میں لذّت کا حصُول!

بحاجی حضر افعان صدر دریا قتہ در علوشان نماز کہ منوط ست کمال آن بنہایۃ

النہایت و مانیا سب ذلک۔ مکتوب مرغوب رسید مضمون بوضوح پیوست
التذاد در عبادات در رفع کلفت در ادائی آنہا از اجل نعم حق است سبحانہ
خصوصاً در ادائی صلوٰۃ کہ غیر منتہی رامیسر نیست علی الخصوص در ادائی فرائض
صلوٰۃ زیرا کہ در ابتدا نہایت باداے صلوٰۃ نافلہ ملتذ ذمی سازند و در نہایت
الہنایت این نسبت بفرائض منوط می گردد و راداے نوافل خودرا بیکار می واند
کار عظیم نزد ما ادائی فرائض وست وبس مصرع این کار دولت کنوں تا کہ
ارسد باید دانست التذاذی کہ در حین اداصلوات دست می وہد نفس راا صلا دران
خطی نیست در عین این التذاذ او را نالہ وفعان ست سبحان اللہ چہ دتبہ الیست
مصرع ھنیئا لار باب النعیم نعیھا امسال مامروم بوالہوس
را گفت وشنود این سخناں ہم مغتنم ست مصرع باری بہیچ خاطر خود شاد میکنم و
نیز بدانند کہ رتبہ نماز در رنگ رویۃ ست در آخرت نہایت قرب در دنیا در
نماز ست ونہایت قرب در آخرت در حین رویۃ است و بدانند کہ سائر
عبادات وسائلند از برای نماز ونماز از مقاصد است والسلام والاکرام۔

(دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۱۶ امکتوب نمبر ۱۳۷)

ترجمہ:۔ حاجی خضر افغان کی طرف صادر فرمایا:۔

مکتوب مرغوب پہنچا۔ مضمون معلوم ہوا۔ عبادات میں لذّت حاصل ہونا اور اُن کے ادا کرنے میں تکلیف کا رفع ہونا حق کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ خاص کر نماز کے ادا کرنے میں جو غیر منتہی کو میسّر نہیں ہے۔ اس سے زیادہ خاص کر نماز فریضہ کے ادا کرنے میں۔ کیونکہ ابتداء میں نماز نفلی کے ادا کرنے میں لذّت بخشتے ہیں اور نہایت النہایت میں یہ نسبت فرائض سے وابستہ ہو جاتی ہے اور نوافل کے ادا کرنے میں اپنے آپ کو بیکار جانتا ہے۔ اس کے نزدیک فرائض کا ادا کرنا ہی بڑا کام ہے۔

ایں کار دولت است کنوں تا کرا دہند
بڑی اعلیٰ ہے یہ دولت خدا جانے ملے کس کو

جاننا چاہیئے کہ وہ لذّت جو نماز ادا کرنے کے وقت حاصل ہوتی ہے نفس میں اس کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ عین اُس لذّت حاصل کرنے کی صورت وہ نالہ وفغان

میں ہے۔سبحان اللہ کیا عجب رُتبہ ہے۔

هنيئاً لارباب النعيم نعيمها

مبارک ہو منعمون کو اپنی دولت

ہم جیسے حریص آدمیوں کو اس قسم کی باتیں کہنی اور سُننی بھی غنیمت ہیں۔

بارے بہ ہیچ خاطر خود شاد میکنم

ترجمہ:۔بارے اسی خیال سے کرتا ہوں دل کو خوش اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں رؤیت کے رُتبہ کی طرح ہے۔دُنیا میں بہت قرب نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت قرب رؤیت کے وقت اور جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کے لیے وسیلہ ہیں اور نماز اصلی مقصد ہے، والسّلام والاکرام۔

نماز تہجّد کو باجماعت ادا کرنا خلافِ سُنّت ہے

بعضی از خلفای متاخرین این طریقہ علیہ دریں طریق نیز احداثہا نمودہ ند وروش اصل اکابر از دست دادہ جمعی از مریدان ایشان اعتقاد آن دارند کہ باین محدثات تکمیل این طریقہ نمودہ اند حاشا وکلا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم بلکہ تخریب وتضیع آن کوشیدہ اند افسوس ہزار افسوس بعضی از بدعہا کہ در سلاسل دیگر اصلا موجود نیست دریں طریقہ علیہ احداث نمودہ اند ونماز تہجد را بجماعت می گزارند از اطراف وجوانب در آن وقت مردم از برای نماز تہجد جمع می کردند ذبجمعیت تمام ادامی نمایند واین عمل مکروہ است بکراہت تحریمہ از جمعی فقہا کہ تداعی مشرط کراہت داشتہ اند جواز جماعت نفل رامقید بناحیۂ مسجد ساختہ زیادہ از سہ کس را باتفاق مکروہ گفتہ اند وایضاً نماز تہجد را بایں وضع سیزدہ رکعت می دانند کہ در از دہ رکعت راایستادہ می گزارند ودو رکعت رانشتہ تاحکم یک رکعت پیدا کند وبآن سیزدہ گردد نہ چنیں ست حضرت پیغمبر ما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کہ گاہی سیزدہ رکعت ادا فرمودہ اند وگاہی یازدہ وگاہی نہ گاہی ہفت نماز تہجد ہمراہ وتر حکم فرویتۂ پیدا کردہ است نہ آنکہ در دو رکعت قعود را حکم یک رکعت قیام دادہ اند منشاء امثال این علم وعمل عدم تتبع سنت سنّیہ مصطفویہ

است علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام والتحیۃ عجب است در بلادِ علماء کہ ماوراء این مجتہدین
ست علیہم الرضوان این قسم محدثات رواج یافتہ با آنکہ با فقیراں علوم اسلامیہ
رااز برکات ایشاں ستفاضہ می نمائیم واللہ سبحانہ الملہم للصواب۔

دانند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(دفتر اوّل حصّہ سوم مکتوب نمبر ۱۶۸ صفحہ نمبر ۸۷)

ترجمہ:۔ طریقہ عالیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں بھی نئی نئی باتیں نکالی ہیں اوران بزرگواروں کے اصل راستہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ان کے بعض مریدوں کا یہ اعتقاد ہے کہ ان نئی نئی باتوں نے اس طریقہ کا کامل کر دیا ہے۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں۔ہے۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ

منہ چھوٹا اور بات بڑی۔ بلکہ اُنھوں نے اس کے خراب اور ضائع کرنے میں کوشش کی ہے۔افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام ونشان تک نہیں پایا جاتا وہ اس طریقہ عالیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے ہیں اور گرد ونواح سے اس وقت لوگ تہجد کے واسطے جمع ہو جاتے ہیں اور جماعت سے ادا کرتے ہیں اور یہ عمل مکروہ ہے۔بکراہت تحریمہ۔

بعض فقہاء نے جن کے نزدیک تداعی (یعنی ایک دوسرے کو بلانا) کراہت کی شرط ہے اور نفل کی جماعت کو مسجد کے ایک کونے میں جائز قرار دیا ہے۔تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ کہا اور نماز تہجد کو اس وجہ سے تیرہ رکعت جانتے ہیں جن میں سے بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت کو بیٹھ کر۔تاکہ ایک رکعت کا حکم پیدا کریں اور اس سے مل کر تیرہ ہو جائیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

ہمارے حضرت پیغمبر صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو کبھی تیرہ رکعت ادا کی ہیں اور کبھی گیارہ رکعت اور کبھی نو اور کبھی سات۔تو اس میں نماز تہجد کے ساتھ وتر نے مل کر فردیت کا حکم پیدا کیا ہے۔نہ یہ کہ بیٹھ کر دو رکعت ادا کرنے کو کھڑے ہو کر ایک رکعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔اس قسم کے علم وعمل کا باعث سُنّت سُنیہ مصطفےٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کی عدم اتباع ہے۔تعجب کی بات یہ ہے کہ علماء ہی کے شہروں میں جو مجتہدین علیہم

الرضوان کا وطن ہے اس قسم کے محدثات اور بدعات رواج پا گئے ہیں، حالانکہ ہم فقیر اسی کی علوم انہی کی برکت سے حاصل کرتے ہیں۔ واللہ سبحانہ الملهم للصواب۔ اللہ تعالیٰ بہتری کی طرف الہام کرنے والا ہے، غم دل کو ظاہر اس لیے نہیں کرتا کہ ڈرتا ہوں کہ میرا دل ہی سُن سُن کر آزردہ نہ ہو جائے۔

ضروری کام آج ہی کرنا چاہیئے

نیز بملا محمد صدیق صدور یافتہ در منع از تسویف حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ در مدارج قرب عروجات بی اندازہ کرامت فرماید بحرمتہ سیّد المرسلین علیہ وعلےٰ آلہ الصّلوات والتسلیمات اتمہا محبت آثار الوقت سیف قاطع معلوم نیست تا فردا فرصت دہند یا نہ امر اہم را امروز باید کرد وغیر اہم را فردا باید انداخت حکم عقل انسیت نہ عقل معاش بلکہ معاد زیادہ بریں چہ نویسد والسّلام۔

(دفتر اوّل مکتوب نمبر ۱۲۴ صفحہ ۱۳ حصہ سوم)

ترجمہ:۔ سَوْفَ اَفْعَلُ (کرلونگا) کہنے سے منع کرنے میں۔ مولانا ملا محمد صدیق کی طرف لکھا گیا۔ حق تعالیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طفیل قرب کے درجوں میں بے اندازہ عروج کرامت فرمائے۔ اے محبت کے نشان والے اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔ معلوم نہیں کل تک فرصت دیں یا نہ دیں ضروری کام آج ہی کرنا چاہیئے اور غیر ضروری کام کو کل پر ڈالنا چاہیئے۔ عقل کا حکم یہی ہے۔ عقل معاش کا نہیں۔ بلکہ عقل معاد کا اس سے زیادہ کیا لکھا جائے والسّلام۔

مطلوب حقیقی کے حاصل کرنے میں تاخیر سے کام نہیں لینا چاہیئے

نیز وملاّ محمد صدیق صدر یافتہ در منع از تسویف وتاخیر در تحصیل مطلوب حقیقی مکتوب مرغوب وصول یافت چوں قاصد اواخر عشرہ متبرکہ رسید بعد از مضی آں بجواب کتابہا پرداخت جواب کتابت خانخاناں وجواب کتابت خواجہ عبد اللہ را فیز نوشتہ فرستادہ است لاحظہ خواہند نوم در رفتن شمار دریں دفعہ بلشکر معقول فقیر نمی شود تا حکمت چہ باشد والامر عند اللہ سُبحانہ ملاحظہ فرمایند کہ حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ از کمال کرم قوت یومیہ عطا فرمودہ است

این راغنیمت شمرد فکر کار خود باید کرد نہ آنرا وسیلہ قوت دیگر باید ساخت کہ کار بہ تسلسل می کشد و درویشی طول امل کفر است ومعاملہ تخلیص از قرض معلوم نیست کہ از خواجگی صورتے پیدا کند واگر اشتباہی دارند بائید بخواجگی چیزی نوشت منقح وصریح اگر اور در جواب منقح بنویسد ووعدۂ موکد مفہوم شود باین نیت بردا اما علاج تسویف وتاخیر چہ باشد ہر چہ کنند زود تر بکنند کہ فرصت بسیار غنیمت ست۔ (دفتر اول مکتوب نمبر ۱۳۶ صفحہ ۱۶ حصہ سوم)

ترجمہ:۔ مولانا ملا محمد صدّیق کو لکھا گیا۔ مکتوب مرغوب موصول ہوا چونکہ قاصد عشرہ متبرکہ کے اخیر میں پہنچا تھا اس کے لیے اس کے گزرنے کے بعد خطوں کا جواب لکھا گیا اور خان خانان کے خط کا جواب اور خواجہ عبداللہ کے خط کا جواب بھی لکھ کر بھیج دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمالیں گے۔ اس دفعہ آپ کا لشکر میں جانا فقیر کو پسند نہیں ہے دیکھئے اس میں کیا حکمت ہے۔ والا مر عند اللّٰہ سبحانہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت حق تعالیٰ نے بڑی مہربانی سے یومیہ ''قوت'' عطا فرمائی ہے۔ اس کو غنیمت سمجھ کر اپنے کام کا فکر کرنا چاہیے نہ یہ کہ اس کو اور ''قوت'' کو وسیلہ بنایا جائے، کیونکہ یہ کام تسلسل تک پہنچ جاتا ہے۔ درویشی میں طول امل کفر ہے اور قرض سے فارغ ہونے کا معاملہ معلوم نہیں کہ خواجگی سے کوئی صورت پیدا کرلے اور کچھ شبہ ہے تو خواجگی کی طرف صاف وصریح طور پر لکھنا چاہیئے۔ اگر وہ بھی جواب صاف لکھے اور پختہ وعدہ مفہوم ہو تو اس نیت سے چلے جائیں۔ لیکن تسویف وتاخیر کا علاج کیا ہوگا۔ جو کچھ کرنا ہو بہت جلدی کریں۔ کیونکہ فرصت بہت غنیمت ہے۔

دُنیا کی بے ثباتی۔ بادشاہوں کے تَر لُقمے دِل کی دُنیا تباہ کر ڈالتے ہیں

عذاب آخرت بدالیست ومتاع دنیا قلیل ست دنیا مبغوضۂ حق ست سبحانہ وآخرت مرضیئہ او تعالیٰ وتقدس عش ماشت فانک میت: والزم ماشت فانک مفارقہ آخر زن وفرزند را باید گذاشت وتدبیر ایں ہارا بحق سبحانہ باید سپرد امروز خود را مردہ باید انگاشت ومہمات اینہا را باو تعالیٰ باید تفویض نمود۔ اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ نص قاطع ست

مکرر شنیدہ باشند خرگوش تا چند خواہد بود آخر چشم باید کشو وصحبت اہل دنیا واختلاط بایشاں سم قاتل است کشتہ ایں سم بموت ابدی گرفتار ست اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ فَكَيْفَ التَّصْرِيْحُ مَعَ الْمُبَالَغَةِ وَالتَّاكِيْدِ لقمہ چرب ملوک در ازدیاہ مرض قلبی میکوشند فَكَيْفَ الْفَلَاحُ وَالنَّجَاةُ الحذر الحذر الحذر من انچہ شرط بلاغ ست باتو میگویم تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ فمن صحبتھم اکثر ماتفو من الا سد فا نہ یو جب المو ت الد نیوی و ھو قد یفید فی الا خر ۃ و اختلاط الملو ک محبتھم یو خب الھلا ک الا بدی والخسا ر ۃ سر مدی فا یا ک وصحبتھم وا یا ک ولقمتھم وایا ک ورؤ یتھم و ایا ک و صحبتھم وایاک ولقمتھم وایا ک ورؤ یتھم وقد ورخ فی الخیر الصحیح من تو اضع غینا لغنا ہ ذھب ثلثا دینہ ۔ باید اندیشید کہ ایں ہمہ تواضع وچاپلوسی از جہت غنا ایشاں ست ونتیجہ ذہاب دوثلث دیں ست۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۳۸ صفحہ نمبر ۱۷)

ترجمہ:۔ آخرت کا عذاب ہمیشہ کے لیے ہے اور دنیا کہ اسباب بہت تھوڑا۔ دنیا حق تعالیٰ کی مبغوضہ ہے اور آخرت حق تعالیٰ کو پسند ہے۔ ''جی لے جس قدر تو چاہتا ہے۔ ایک دن ضرور مرے گا۔ اور لازم جان جس کو تو چاہتا ہے تو اس سے ضرور جدا ہونے والا ہے۔'' آخر ایک دن زن وفرزند کو چھوڑنا پڑے گا اور ان کی تدبیر حق تعالیٰ کے سپرد کرنی پڑے گی۔ آج ہی اپنے کو مُردہ سمجھنا چاہیے اور ان کی ضروریات حق تعالیٰ کے سپرد کرنی چاہئیں۔

ان من از و اجکم واو لا دکم عدوا لکم نص قاطع ہے آپ نے کئی دفعہ سُنا ہوگا۔ یہ خواب خرگوش کب تک رہے گی۔ آخر آنکھ کھولنی چاہیے۔ اہل دُنیا کی صحبت اور اُن سے ملنا جلنا زہر قاتل ہے۔ اس زہر سے مرا ہوا ہمیشہ کی موت میں گرفتار ہے عقلمند کو ایک اشارہ کافی ہے تو مبالغے اور تاکید کے ساتھ تصریح کیونکر کافی نہ ہوگی۔ بادشاہوں کے چرب لُقمے دِلی مرضوں کو بڑھاتے ہیں تو پھر فلاح اور نجات کی کیسے اُمید ہے۔ بچو بچو بچو میں تجھ سے حق بات جو کہنے والی ہے کہتا ہوں۔ خواہ تمھیں میری بات سے رنج

پہنچے یا تو نصیحت پکڑ لے۔ ان کی صحبت سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔ کیونکہ شیر تو دنیاوی موت کا موجب ہے۔ اور وہ کبھی آخرت میں فائدہ دے جاتی ہے اور بادشاہوں سے مِلنا جُلنا ہمیشہ کی ہلاکت اور دائمی خسارہ کا موجب ہے پس ان کی صحبت اور لقمہ اور محبت اور ملاقات سے بچنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے کسی دولت مند کی تواضع اس کی دولتمندی کے باعث کی اس کے دو حصے دین کے چلے گئے تو سوچنا چاہیے کہ یہ سب تواضع اور چاپلوسی ان کی دولتمندی کے باعث ہے۔ اس کا نتیجہ دین کے دو حصوں کا ضائع ہو جانا ہے۔

سچے مرید کو اپنے نیک اعمال کی بجائے اللہ کی رحمت و مغفرت پر بھروسہ رکھنا چاہئے

بزرگی فرمودہ است مرید صادق آنست کہ مدت بست سال کاتب شمال او چیزی نیابد کہ بروے نویسد و ایں فقیر بر تقصیر بذوق و وجدان در حق خود مییابد کہ کاتب یمین معلوم نیست کہ در مدّت بست سال حسنہ بیابد کہ در صحیفہ اعمال او در درج نماید خدا دانا است جل سلطانہ کہ این سخن را بہ تصنع و تکلف نمی گوید و ایضاً بذوق می یابد کہ کافر فرنگ از وی بمراتب بہتر است و اگر لم آنرا پرسند از جواب عاجز نیاید و ایضاً بطریق ذوق خود را محک خطیات می داند و مشمول سیأت می انگارد و حسنات یکہ بوجود می آید کاتب شمال خود را بکتابت آن احق می بیند و می کہ کاتب شمال او ہمیشہ در کار است و کاتب یمین او معطل و بے کار و صحف یمین رخالی و سفید می داند و صحف شمال را مملو و سیاہ اُمیدہ جز بہ رحمت ندارد و دست آویزے جز مغفرت نہ۔ (دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۲۲ حصہ چہارم صفحہ نمبر ۱۰)

ترجمہ: ۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال تک اس کی بائیں طرف کے عمل لکھنے والے فرشتے اس کے اعمال نامہ میں کچھ لکھنے نہ پائیں اور یہ فقیر پر تقصیر ذوق و وجدان سے اپنے حق معلوم ہوتا ہے کہ کافر فرنگ اس سے کئی درجہ بہتر ہے اور اگر اس کا باعث پوچھیں تو جواب سے عاجز نہیں ہے اور نیز ذوق کے طریق پر اپنے آپ کو بُرائیوں کا احاطہ کئے ہوئے جانتا ہے اور گناہوں کو شامل کئے ہوئے خیال

کرتا ہے اور وہ نیکیاں جو وہ کرتا ہے اپنے کاتب شمال کو ان کے لکھنے کا زیادہ مستحق سمجھتا ہے اور معلوم کرتا ہے کہ اس کا کاتب شمال ہمیشہ اپنے کام میں ہے اور کاتب یمین معطل و بیکار رہے اور دائیں طرف کے اعمال نامے کو خالی اور سفید اور بائیں طرف کے اعمال نامے کو بھرا ہوا اور سیاہ جانتا ہے، رحمت کے سوا اسے کوئی اُمید نہیں اور مغفرت کے سوا اسے کوئی اُمید نہیں اور مغفرت کے سوا کوئی وسیلہ نہیں جانتا۔

اھل اللہ تعالیٰ پر طعن کرنے والوں کی مذمت کرنا جائز ہے

(بجعفر بیگ نہانی صدور یافتہ در بیان آنکہ جماعت بیدولتاں کہ طعن در اہل اللہ نمایند ہجو ونکوہش آن جماعت مجوست بلکہ مستحسن) التفات نامہ گرامی مشرف ساختہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ایشان راسلامت دارد کہ تفقد حال فقراء می فرمائند وحضور وغیبت را یکساں می دارند مخدوما کفار قریش چوں از کمال بی سعادتی در ہجو ونکوہش اہل اسلام مبالغہ نمودند حضرت پیغامبر علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والسّلام ببعضی از شعرای اسلامیہ امر فرمودند کہ ہجو کفار نگوں سار بیند آن شاعر در حضور آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوٰت افضلہا ومن التسلیمات اکملہا بر بالای منبر می برآمد واشعار ہجویہ کفار برملا می خواند آں سرور می فرمودند کہ روح القدس یا اُوست ماوامیکہ ہجو کفار میکند ملامت دایذ اخلق از مغتنمات عشق است اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ.

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۱۳۹، صفحہ نمبر ۱۹)

ترجمہ:۔اس بیان میں کہ ان دبدبختوں کی ہجو اور مذمت جو اہل اللہ پر طعن کرتے ہیں جائز بلکہ مستحسن ہے جعفر بیگ نہانی کی طرف لکھا ہے کہ) آپ کے گرامی التفات نامہ سے مشرف ہوا۔حق تعالیٰ آپ کو تندرست رکھے کہ آپ فقراء کے حال پر شفقت فرماتے ہیں اور حضور وغیبت کو یکساں رکھتے ہیں۔میرے مخدوم! جب کفّار قریش نے اپنی کمال بدنصیبی سے اہل اسلام کی ہجو اور بُرائی میں کمال مبالغہ کیا۔حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام نے اسلامی شعراء میں سے ایک کو حکم کیا کہ کفار نگوں سار کی ہجو کریں وہ شاعر حضور علیہ الصلواۃ والسّلام کے سامنے منبر پر چڑھ کر کھلم کھلاّ کفار کے ہجو میں اشعار پڑھتے

تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک وہ کفار کی ہجو کرتے رہتے۔ روح القدس ان کے ساتھ ہے۔ خلق کی ملامت وایذ ءِ عشق کی غنیمت ہے۔ یا اللہ تو ہم کو سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ان لوگوں میں سے بنا۔

طریقہ ءِ نقشبندیہ کی فضیلت کا راز اتباعِ سُنّت میں ہے

طریقہ حضرت خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اقرب طرق موصلہ است ونہایت دیگراں در بدایت این بزرگواران مندرج ونسبت ایشان فوق ہمہ نسبتہا ست این ہمہ بواسطہ انست کہ درین طریق التزام سنّت است واجتناب از بدعت مہما امکن عمل بر رخصت تجویز نمی نمایند اگر بظاہر در باطن نافع یابند وعمل بعزیمت از دست نمی دہند اگر چہ بصورت در سیرت متضرر دانند احوال مواجید را تابع احکام شرعیہ ساختہ اند وذواق ومعارف را خادم علوم شرعیہ دانستہ جواہر نفیسہ شرعیہ را در رنگ طفلاں بجوز ومویز وجد وحال عوض نمی کنند وبہ بترہات صوفیہ مغرور ومفتون نمی گروند از نص بفصِ نمی گیرایند داز فتوحات مدینہ بفتوحاتِ مکیہ التفات نمی کنند حال ایشاں بر دوام است ووقت ایشاں بر استمرار تجلے ذاتی کہ دیگراں رکالبرق است این بزرگواران را دائمی است۔

(دفتر اوّل مکتوب ۱۳ اقصہ سوم صفحہ ۱۹)

ترجمہ:۔ حضرت خواجگان قدس سرہم کا طریقہ خدا کی طرف پہنچانے والے سب راستوں سے زیادہ قریب رستہ ہے اور دوسروں کی انتہا ان بزرگواروں کی اِبتداء میں درج ہے اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے اور اس کا باعث یہ ہے کہ اس طریقہ میں سنّت کو لازم پکڑتے ہیں اور بدعت سے بچتے ہیں اور حتی المقدور رخصت پر عمل جائز نہیں کرتے۔ اگر چہ بظاہر باطن میں فائدہ دینے والا ہو اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑ اگر چہ بظاہر باطن میں مُضر جانیں۔ اُنھوں نے احوال ومواجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے ذوق ومعارف کو علوم شرعیہ کے خادم سمجھتے ہیں۔ احکام شرعیہ کے نفیس موتیوں کو بچّوں کی طرح وجد وحال کے جوز ومویز کے عوض نہیں دیتے اور صوفیہ کی بیہودہ باتوں پر مغرور اور فریفتہ نہیں ہوتے۔ نفس کو چھوڑ کر فص کی طرف نہیں جاتے اور فتوحات مدینہ

یعنی احادیث سے قطع نظر کر کے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت استمراری ہے۔ تجلّی ذاتی جواوروں کے لیے بجلی کی طرح ہے ان بزرگواروں کے لیے دائمی ہے۔

فُقراء کے ہاں جھاڑو دینا امیروں کے صوفوں پر بیٹھنے سے بہتر ہے

ای براور اظاہر از صحبت فقراء دل تنگ گشتہ مجلس اغنیاً اختیار کردہ اید بسیار بد کردہ اید امروز اگر چشم شما پوشیدہ است فردا خواہند کشاد و غیر از ندامت فائدہ نخواہد کرد و خبر شرط است اے بوالہوس امر تو از دو حال خالی نیست در مجلس اغنیاء جمعیت خواہند داد یا نہ اگر بد ہند بد و اگر ند ہند بدتر۔ اگر بدہند استدارج ست عیاذاً باللہ سبحانہ من ذلک واند ہند خسر الدنیا والآخرۃ نشان حالست کناسی فقرا بہ از صدر نشینی اغنیاست امروز این سخن معقول شما شود یا نشود آخر معقول خواہد شد و فائدہ نخواہد داشت آرزوی طعام چرپ و تمنای لباس فاخرہ شما را در ین بلا انداخت ہنوز ہم ہیچ نرفتہ است فکر بر اصل بکنید و ہر چہ از حق سبحانہ تعالےٰ مانع آید آنرا دشمن دانستہ از دفرار نمائید و حذر کنید اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ ۔ نص قاطع ست حقوق صحبت بر آن داشت کہ یک مرتبہ بشما نصیحتی کردہ شود بعمل در آرید یا نہ۔

(دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب ۱۳۲ صفحہ ۱۱)

ترجمہ:۔ آپ نے فقراء کی صحبت سے دل تنگ ہو کر دولت مندوں کی مجلس اختیار کی ہے۔ بہت بُرا کیا ہے آج اگر آپ کی آنکھ بند ہے تو کل کھُل جائے گی اور پھر ندامت کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اطلاع دینا شرط ہے۔

اے ابوالہو تیرا امر دو حال سے خالی نہیں۔ دولتمندوں کی مجلس میں آپ کو جمعیت دیں گے یا نہ دیں گے۔ اگر دیں گے تو بد ہے اور اگر نہ دیں گے تو بدتر ہے اور اگر دیں گے تو یہ استدارج ہے۔ نعوذ باللہ منہا اور اگر نہ دیں گے تو دنیا اور آخرت کا خسارہ شامل حال ہے۔ فقراء کی خاک روبی دولتمندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے۔ آج یہ بات آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے آخر ایک دن سمجھ میں آجائے گی۔ پھر کچھ فائدہ نہ دے گی۔ چرب کھانوں کی

خواہش، اور قیمتی لباس کی تمنا نے آپ کو اس بلا میں ڈال دیا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔

شانِ اولیاءِ کرام

بلکہ گوئیم فی الحقیقت وجود اہل اللہ کرامتے ست از کرامات و دعوت ایشاں مر خلق را بحق جل سلطانہ رحمتے ست از رحمت ہائے حق جل سلطانہ و احیائے قلوب آنتیست از آیتہائے عظمٰی ایشاں امان اہل ارض اند و غنیمت روزگار اند بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ در شان شان ست کلام شان دواست و نظر شان شفا هُمْ جُلَسَآءُ اللّٰهِ وَهُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ وَلَا يَخِيْبُ اَنِيْسُهُمْ. (دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۹۲ نمبر ۹۳)

ترجمہ:۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اہل اللہ کا وجود ہی کرامت ہے اور خلق کو حق تعالیٰ کی طرح دعوت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مُردہ دلوں کا زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے آیات عظمٰی ہے یہی لوگ اہل زمین کا امن اور غنیمت روزگار ہیں۔ انہی کے طفیل لوگوں پر بارش اُترتی ہے اور انہی کے طفیل ان کو رزق ملتا ہے) انہی کی شان میں وارد ہے۔ ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہمنشیں ہیں اور یہ وُہ لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا اور اُن کا دوست رحمت حق سے نا اُمید نہیں ہوتا۔

مُرید کو کُلّی طور پر پیر کے تابع رہنا چاہیئے

شیخ الاسلام ہروی می فرمائد الٰہی چسیت ایں کہ دوستاں خود را کردی کہ ہر کہ ایشاں را شناخت ترا یافت و تا ترا نیافت ایشاں را نشناخت اختیار خود را بالکلیہ در اختیار شیخ گم کند و خود را از جمیع مرادات تہی ساختہ کمر ہمت را در خدمت او بندد و بہر چہ شیخ او را امر فرماید سرمایہء سعادتِ خود را داراں دانستہ در امتثال آں بجاں سعی نماید شیخ مقتدا۔ اگر مناسب استعداد او ذکر خواہد دید باں امر خواہد نمود و اگر توجہ و مراقبہ مناسب است باں اشارت خواہد کرد و اگر در مجرد صحبت کفایت معلوم خواہد کرد۔ باں امر خواہد نمود بالجملہ با وجود دریافت صحبت شیخ احتیاج ذکر ہیچ شرطے از شرائط راہ نیست ہر چہ مناسب حال طالب خواہد دید

خواہد فرمود و اگر در بعضے امور از شرائط راتقصیرے واقع خواہد شد۔ صحبت شیخ آں را تلافی خواہد کرد و توجہ او جبر نقصان آں خواہد نمود اگر بشرفِ صحبت ایں چنیں شیخ مقتدا مشرف نشد اگر از مراد آنست جذبش خواہند کرد و بمحض عنایت بیغایت کار او رکفایت خواہند نمود ہر شرطے وادبیکہ درکا رشود اعلام خواہند فرمود در قطع منازل سلوک رُوحانیت بعضے اکا بر راو سائل راہ او خواہند ساخت چہ بطریق جری عادت اللہ سبحانہ در قطع راسلوک توسط از روحانیت مشائخ درکار است واگر از مریدان است کارِ اُ و بے توسط شیخ مقتدا رساند و نیز می باید کہ رعایت شرائط راہ را لازم داند شرائط در کتب مشائخ بہ تفصیل بیان یافتہ است از آں جا ملاحظہ نمودہ مرعی دارد۔

(دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۸۶ صفحہ ۵۱)

ترجمہ:۔ شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں کہ الٰہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا اس نے تجھ کو پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا ان کو نہ پہچانا اور اپنے اختیار کو کلی طور پر شیخ کے اختیار میں گم کردے اور اپنے آپ کو تمام مرادوں سے خالی کر کے ہمت کو اس کی خدمت میں باندھے اور جو کچھ شیخ اس کو فرمائے اس کو اپنی سعادت کا سرمایہ جان کر اس کے بجالانے میں جان۔ سے کوشش کرے شیخ مقتدا اگر ذکر کو اس کی استعداد کے مناسب دیکھے گا تو اس کا امر کریگا۔ اور اگر توجہ و مراقبہ کے مناسب سمجھے گا تو اس کی طرف اشارہ کرے گا۔ اور اگر صرف صحبت ہی میں رہنا اس کے لیے کافی دیکھے گا تو اس کا امر کرے گا۔ غرض شیخ کی صحبت حاصل ہونے کے باوجود شرائط راہ میں سے کسی شرط کے فکر کرنے کی حاجت نہیں ہے جو کچھ طالب کے مناسب حال دیکھے گا فرمادے گا اور اگر راستہ کی بعض شرائط میں تقصیر واقع ہوگی تو شیخ کی صحبت اس کا تدارک کردے گی اور اس کی توجہ کی کمی کو پورا کردے گی اور اگر ایسے شیخ مقتدا کی شرف صحبت سے مشرف نہ ہو تو پھر اگر مرادوں میں سے ہے تو اس کو اپنی طرف جذب کرلیں گے اور محض عنایت بیغایت سے اس کا کام کردیں گے اور جو شرط ادب کہ اس کے لیے درکار ہوگا۔ اس کو جتلادیں گے اور منازل سلوک کے قطع کرنے میں بعض بزرگواروں کی روحانیت کو اس کے راستہ کا وسیلہ بنائیں گے کیونکہ عادت اسی طرح جاری ہے کہ راہ سلوک طے کرنے میں مشائخ

کی روحانیت کا وسیلہ درکار ہے اور اگر مریدوں میں سے ہے تو اس کا کام شیخ مقتدا کے وسیلہ کے بغیر مشکل ہے۔ جب تک شیخ مقتدا نہ ملے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا و زاری کرتا رہے تاکہ اس کو شیخ مقتدا تک پہنچا دیں اور نیز چاہیئے کہ شرائط راہ کی رعایت کو لازم جانے۔ راستہ کی شرائط مشائخ کی کتابوں میں مفصل طور پر بیان ہو چکی ہیں وہاں سے ملاحظہ کر کے ان کو مدِ نظر رکھے۔

عقائد مجدد مقبول رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے

بآں رسالہ بالتماس بعضے یاران میسر شدہ التماس نمودہ بودند کہ نصائح بنویسید کہ در طریقہ نافع باشد بمقتضائے آں زندگانی کردہ شود۔ الحق رسالہ خیر مکرر کثیر البرکات بعد از تحریر آں چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمت عَلَیۡهِ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ باجمعی کثیر از مشائخ امتِ خود حاضر اند وہمیں رسالہ را او دست مبارک خود ذارند و از کمال کرم خویش آں رابوسہ می کنند و بہ مشائخ می نمایند کہ ایں نوع معتقدات می باید کرد و جماعہ کہ بایں علوم مستعد گشتہ بودند نورانی و ممتاز اند و عزیز ابو جود در روبروئے آں سرور عَلَیۡهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ وَالتَحِیَّةُ ایستادہ اند وَالۡقِصَّةُ لطُوۡلِهَا و در ہماں مجلس باشاعت ایں واقعہ حقیر را امر فرمودند۔ ع

با کریماں کارہا دشوار نیست

از آں روز کہ از ملازمت برآمدہ است بواسطہ میل بفوق بمقام ارشاد چندانے مناسبت ندارو چندگاہ خود ہمت آں بود کہ در گوشہ خزیدہ شود و مردم در صحبت ہیچو بیر و شیر در نظر می درآمد عزم عزلت مصمم شدہ بود اما ما استخارہ موافق نمے افتاد عروج در مدارج قرب بغایۃ ہر چند غایت ندارد میسر شد و می شود و مے برند و می آرند کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَانٍ برمقامات جمیع مشائخ اِلَّامَاشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی گزارنیدند۔

گلے بروند زیں دہلیزۂ پست بداں درگاہ والا دست بردست

دریں میاں اگر توسط روحانیات مشائخ را تعداد نمایم بطول انجامد ابالجملہ از جمیع

مقاماتِ اصل دررنگ مقامات ظل گزرانیدند ازعنایات چہ نویسد۔ قُبِلَ مَنْ قُبِلَ بِلَا عِلَّۃٍ چنداں وجوہ ولایت وکمالات آنرانمودند کہ چہ درتحریر آرد۔

(دفتر اوّل حصہ مکتوب نمبر ۱۶ صفحہ نمبر ۳۵)

ترجمہ:۔ اور یہ رسالہ بعض یاروں کی التماس سے لکھا گیا ہے۔ یاروں نے التماس کی تھی کہ ایسی تصر تحسیں لکھی جاویں جو طریقت میں نفع دیں اور ان کے موافق زندگی بسر کی جاوے۔ واقعی رسالہ بے نظیر اور برکتوں والا ہے۔ اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ حاضر ہیں اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنھوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے وہ نورانی اور ممتاز اور عزالوجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔ ع

(کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام) جس روز سے خاکسار حضور کی خدمت میں واپس آیا ہے فوق کی طرف خواہش ہونے کے سبب مقام ارشاد کے چنداں مناسبت نہیں رکھتا۔ کچھ مدت تک یہ اراد ہ رہا، کہ گوشہ نشین ہو جائے اور لوگ صحبت میں شیر ببر کی طرح نظر آتے رہے، گوشہ نشینی کا ارادہ ہو چکا تھا۔ لیکن استخارہ اس کے موافق نہیں آتا تھا۔ قرب کے مدارج میں اگر چہ ان کی کوئی غایت اور انتہا نہیں ہے۔ انتہا درجے تک عروج حاصل ہوا اور ہوتا ہے اور کبھی اوُپر لے جاتے ہیں اور کبھی نیچے لے آتے ہیں۔ کل یو م هـو فـی شـا ن (غرض ہر دن ایک نئی شان اور نئی حالت میں ہے) تمام مشائخ کے مقامات پر الا ماشاء اللہ عروج میسر ہوا۔

ے اُڑا دہلیز سے مٹی کو یکسر گرایا بر درِ درگاہ برتر

اس اثناء میں اگر مشائخ کی رُوحانیت کے توسط (واسطہ در واسطہ ہونے) کو گننے لگوں تو بات لمبی ہو جائے۔ غرض تمام مقامات، اصلی سے ظلی مقامات کی مانند گزر کرایا۔ خدا کی عنایتوں کا کیا بیان کرے۔ (جو شخص قبول ہوا، بلا سبب ووسیلہ قبول ہوا ہے) اس قدر ولایت اوران کے کمالات ظاہر کئے کہ بندہ کیا عرض کرے۔

اولیاء اللہ کی محبت دُنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ ہے

بَعْدَ الْحَمْدِ وَ الصَّلٰوۃِ وَ تَبْلِیْغِ الدَّعْوَاتِ معلوم شریف دوستان حقیقی و مشتاقان تحقیقی باد کہ مکاتبات شریفہ کہ مبنی از فرط محبّت و اشتیاق بودہ بوصول آں مبتہج و مسرور گردید ثَبَّتَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ھٰذِہِ الْمَحَبَّۃِ ایں محبت را سرمایہ سعادات دینویہ و اخرویہ دانستہ از حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ثبات و استقامت برآں مسألت باید نمود توفیق اتیان احکام شرعیہ نتیجہء ایں محبت است و تحصیل جمعیتِ باطن ثمرہ ایں مودت اگر عالم عالم ظلمات و کدورات را در باطن بریزند ایں محبت را برپا دارند غم نباید خورد بلکہ اُمیدوار باید بود و اگر کوہ کوہ انوار و احوال را در باطن افاضہ کنند و سر موئے ازیں محبت بردارند جز خرابی ہیچ نباید دانست و استدراج باید شمرد و ایں سر رشتہ را ان نیک محکم داشتہ متوجہ کار خود باشند و باموور لاطائل عمر گرانمایہ را تلف نسازند۔

ہمہ اندر زمن بتو ایں است   کہ تو طفلی و خانہ رنگین است

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَالْتَزَمَ مُتَابَعَۃَ الْمُصْطَفٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا۔ (دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۳۵ صفحہ ۳۶)

ترجمہ:۔ حمد وصلوٰۃ اور دعوات کے بعد دوستانِ حقیقی اور مشتاقان تحقیقی کو معلوم شریف ہو کہ آپ کے مکتوبات شریف جو فرطِ محبت اور کمال اشتیاق سے بھرے ہوئے تھے، ان کے پہنچنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محبت پر ثابت قدم رکھے، اس محبت کو دنیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جان کر حق سبحانہ، وتعالیٰ سے اس پر ثابت اور قائم رہنے کی دُعا مانگتے رہا کریں۔ احکام شرعیہ کے بجالانے کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطنی جمعیت کا حاصل ہونا ایسی دوستی کا ثمرہ ہے۔ اگر تمام جہاں جتنی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں گرادیں۔ لیکن اس محبت کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ اُمیدوار رہنا چاہیے اور اگر تمام پہاڑوں کے برابر انوار و احوال کو باطن میں زیادہ کریں لیکن اس محبت سے بال کے برابر بھی دُور کردیں تو سوائے خرابی کے کچھ نہ جاننا چاہیئے اور اس کو

استدراج شمار کرنا چاہیئے۔ اس سر رشتہ کو مضبوط پکڑ کر اپنے کام میں متوجہ رہیں اور قیمتی عمر کو بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ کریں۔

نصیحت میری تجھ سے ساری یہی ہے ــــ کہ گھر ہے منقش تو بچہ ابھی ہے

اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر جو ہدایت کی راہ پر چلے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑا)

بتوں سے استمداد اور ہندوؤں کی رسمیں منانا شرک ہے

قَالَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِتَّقُوا الشِّرْكَ الْاَصْغَرِ قَالُوْا مَاالشِّرْكُ قَالَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام.......

وتعظیم مراسم شرک ومواسم کفر ہمہ راقدم راسخ ست درشرک ومصدق دینین از اہل شرک است ومثبت بمجموع احکام اسلام وکفر مشرک تبری از کفر شرط اسلام ست وبیزاری از شائبہ شرک شرط توحید واستمداد از اصنام وطاغوت دردفع امراض واسقام کہ درجہلہ اہلِ اسلام شائع گشتہ است عین شرک وضلال ست وطلب حوائج از سنگہائے تراشیدہ ناتراشیدہ نفس کفروانکار از واجب الوجود تعالٰی وتقدس قال اللہ تبارک وتعالٰی شکائۃ عن حال بعض اھل الضّلال يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا.

اکثر زنان بواسطہ کمال جہل کہ دارند بایں استمداد ممنوع مبتلا اند وطلب دفع بلیہ ازیں اسماءِ بے مسمّٰی مینمایند وباداے مراسم شرک واہل شرک گرفتارند علی الخصوص ایں معنی از نیک وبدایشاں در وقت عروضِ مرض جدری کہ درزبان ہندیہ بہ سیتلہ معروف مشہور ومحسوس ست کم زنے باشد کہ از وفائق ایں شرک خالی بود وبرسے از رسم آن اقدام نماید اِلَّا مَنْ عَصَمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى وتمیز نمودنِ ایام معظمہ ہنود راو بجا آوردن در آن ایام رسوم متعارفہ جہو درانیز مستلزم شرک و مستوجب کفراست چنانچہ در ایّام ووالی کفار جھلہ اہل اسلام علی الخلوص زناں ایشاں رسوم اہل کفر وابجاے آرند وعید خودمی سازند وہدایائے

شبیہہ بہدایائے اہل کفر بخانہائے دختراں وخواہراں در رنگ اہل شرک میفر
شند وظرفہائے خود را ور رنگ کفار درآں موسم رنگ مے کنند و برنج سرخ
آنہارا پر کردہ میفر سندوآں موسم رااعتبار واعتنامی وہند ہمہ شرک ست وکفر
ست بدین اسلام قال اللّٰہ تبارک و تعالٰی وَمَایُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہ
اِلَّاوَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ ۔ (دفتر سوم حصہ مکتوب نمبر ۴۱ صفحہ نمبر ۹۲-۹۳)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک اصغر سے بچو۔ یاروں نے عرض کی کہ شرک اصغر کیا ہے فرمایا کہ ریا۔ شرک وکفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رسوخ ہے اور دونوں یعنی کفر اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا اہل شرک میں سے ہے اور اسلام وکفر کے مجموعہ احکام پر عمل کرنے والا مشرک ہے۔ کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے۔ دُکھ درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لیے اصنام اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں شائع ہے عین شرک وگمراہی ہے اور تراشیدہ ناتراشیدہ پتھروں سے حاجتوں کا طلب کرنا واجب الوجود جل شانہ کا محض کفر وانکار ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کے حال کی شکایت بیان فرماتا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں۔ حالانکہ اُن کو حکم ہے کہ اس کا انکار کریں۔ لیکن شیطان چاہتا ہے کہ ان کو سخت گمراہ کرے اکثر عورتیں کمال جہالت کے باعث اس قسم کی ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں۔ اس بے مسمّٰی رسموں سے بلیّہ ومصیبت کا دفع ہونا طلب کرتی ہیں اور شرک اور اہل شرک کی رسموں کے ادا کرنے میں گرفتار ہیں۔ خاص کر مرض جدری کے وقت جس کو ہندی زبان میں سیتلہ اور چیچک کہتے ہیں۔ نیک وبد عورتوں سے یہ بات مشہور ومحسوس ہوتی ہے۔ شاید ہی کوئی عورت ہوگی جو اس شرک سے خالی ہو اور شرک کی کسی نہ کسی رسم میں مبتلا نہ ہو۔ الا من عصمھا اللّٰہ تعالٰی (مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے) ہندوؤں کے بڑے دنوں کی تعظیم کرنا اور ان دنوں میں ان کی مشہور رسموں کو بجالانا سراسر کفر وشرک ہے۔ جیسے کہ کافروں کی دوالی کے دنوں میں جاہل مسلمان خاص کر اُن کی عورتیں کافروں کی رسمیں بجالاتی اور اپنی عید مناتی ہیں اور کافروں اور مشرکوں کی طرح ہدیہ اور تحفہ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو بھیجتی ہیں اور اس موسم میں کافروں کی طرح اپنے برتنوں کو رنگ کر کے ان کو سرخ چاولوں سے

بھر کر بھیجتی ہیں اور اس موسم کا بڑا اعتبار اور شان بناتی ہیں۔ سب شرک اور دین اسلام کے مطابق کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان میں سے اکثر ایمان نہیں رکھتے بلکہ شرک کرتے ہیں)

سلسلہ نقشبندیہ اتباعِ سُنّت کی بناء پر افضل ترین ہے

مشائخ سلاسل دیگر در طُرق خود بواسطہ بعضے نیات حقانیہ اُمور محدثہ پیدا کر دانند کہ نہایت تصحیح درآن حکم برخصت است بخلاف اکابر ایں سلسلہ علّیہ کہ سر موئے مخالفِ سُنّت تجویز نہ کردہ اند و ابداع و احداث روا نہ داشتہ پس مخالفت نفسِ دریں طُریق اتم باشد پس اقرب طرق باشد پس طالب را اختیار ایں طریق اولیٰ و انسب باشد چہ راہ بغایت اقرب است و مطلب در کمال رفعت و جماعہ از متاخرین خُلفاءِ ایشاں ترک اوضاعِ ایں بزرگواراں گرفتہ بعضے امور دریں طریق احداث نمودہ اند۔ (دفتر اوّل حصہ پنجم صفحہ ۵۳-۵۲۔ مکتوب نمبر ۲۸۶)

ترجمہ:۔ بعض دوسرے سلسلوں کے مشائخ نے اپنے اپنے طریقوں میں بعض حقانی نیتوں کے ساتھ امورِ محدثہ یعنی نئے نئے امور پیدا کئے ہیں جن میں نہایت صحت اور تحقیق کے بعد رخصتی کا حکم ہے۔ برعکس اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوں کے سرِمُو بھی سُنّت کی مخالفت نہیں اور ابداع و احداث یعنی کسی نئے امر کا پیدا کرنا روا نہیں رکھتے۔ پس اس تحریک میں نفس کی مخالفت پورے طور پر کرتے ہیں۔

اس لیے یہی طریقہ تمام دیگر مسالک سے اَقْـرَبَ وَ اَحْسَنَ ہے۔ پس طالبِ حق کے لیے اس طریق کا اختیار کرنا نہایت ہی بہتر اور مناسب ہے، کیونکہ یہ راہ نہایت اقرب ہے اور ان بزرگوں کا مطلب کمالِ رفعت حاصل کرنا ہے۔ لیکن ان کے متاخرین خلفاء کی ایک جماعت نے ان بزرگوں کے اوضاع و اطوار کو ترک کر کے اس طریق میں بعض نئے نئے امور پیدا کئے ہیں۔

اولیاء اللہ کا گھر میں تشریف لانا وجہ خیر و برکت ہے

چہ سعادت ست کہ دوستان خدا جل وعلا کسے را قبول فرمایند سَلَّمَکُمُ اللّٰہ تعالیٰ وَثَبَّتَکُمْ عَلٰی جَادَۃِ الشَّرِیْعَۃِ عَلٰی صَاحِبِھَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

وَ اُلتَحِیَۃِ۔ نخستین بشارت خاندان ایشاں راقدوم میاں شیخ مزمل است برکات
صحبت ایشاں راچہ شرح وہد چہ سعادت کہ دوستانِ خدا جل وعلا کسے راقبول نمایند
چہ جائے آنکہ بہ محبت وقربت ممتاز سازند هُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ
بالجملہ صحبت ایشاں راغنیمت شمرند وآداب صحبت را مرعی دارند تا مؤثر افتد زیادہ
چہ نویسد والسلام اولاً وآخراً۔ (دفتر اوّل حصہ دوم۔مکتوب نمبر ۸۷، صفحہ نمبر ۸۰)

ترجمہ:۔ اس سے بڑھ کر کونسی سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول کر لیں (حق تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے، اور شریعت کے رستہ پر ثابت قدم رکھے)

میاں شیخ مزمل کا آنا آپ کے خاندان کے لئے مبارک ہے۔ ان کی صحبتوں کی برکتوں کا کیا بیان ہو سکے۔ اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول کر لیں۔ چہ جائیکہ محبت اور قربت سے ممتاز فرمائیں (یہ لوگ ہیں جن کا ہمنشیں بد بخت نہیں ہوتا) غرض ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور صحبت کے آداب کو مدِ نظر رکھیں تا کہ زیادہ مؤثر ہو۔ زیادہ کیا لکھے۔ اوّل آخر سلام ہو۔

عجائبات راہ سلوک

از مقولہ مولوی علیہ الرحمتہ پرسیدہ بودند کہ گفتہ آں نازنینے کہ در کنار من بودہ
حق بودہ است آیا ایں گفتن جائز است یا نہ بداند کہ ایں قسم امور دریں راہ بسیار
واقع می شود وَ بزبان می آید ایں نوع معاملہ تجلی صوری است کہ صاحب معاملہ
اں صورت متجلی را حق می انگارد حق تعالیٰ شانہ سخن ہماں است کہ شیخ اجل امام
ربّانی حضرت خواجہ یوسف ہمدانی فرمودہ اند تِلْکَ خَیَالَاتٌ تُرَبّٰی
بِهَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَةِ۔ (دفتر اوّل حصہ سوم مکتوب نمبر ۲۱۱ صفحہ نمبر ۱۱۳)

ترجمہ:۔ آپ نے مولوی (رومی) رحمۃ اللہ علیہ کے مقولہ کی نسبت پوچھا تھا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ نازنیں جو میری بغل میں تھا وہ حق تعالیٰ تھا۔ آیا اس قسم کی باتیں کہنی جائز ہیں یا نہیں تو جاننا چاہیئے کہ اس قسم کی باتیں اس راہ میں بہت دفعہ واقع ہوتی ہیں اور زبان پر آتی ہیں۔ اس قسم کا معاملہ تجلی صوری کا ہے کہ صاحب معاملہ اس صورت متجلی کو حق تعالیٰ خیال کرتا ہے۔ ورنہ بات دراصل وہی ہے جو شیخ بزرگ امام ربانی خواجہ یوسف

ہمدانی قدس سرہٗ نے فرمائی ہے۔ یہ وُہ خیال ہے جن سے طریقت کے بچّوں کی تربیت کی جاتی ہے۔

نِگاہ کی عصمت

زنِ اجنبیہ زن را رنگِ مردِ اجنبی است درحقِ نظر ومس بشہوت روا نیست کہ زن خود را برائے غیر شوہر خود بیاراید وخود را زینت وہد ومزّیت ساز وغیر شوہر مرد باشد یا زن چنانچہ مردان را نظر بشہوت با مردان حرام است ومساس امروان نیز ایشاں را بشہوت محرم زنان را نیز نظر بشہوت بزنان محرم ست ومساس بشہوتِ ایشاں را حرام نیک ایں دقیقہ را رعایت باید کہ دکہ شاہ راہ خسارت دنیا وآخرت ست وصول مرد وزن بواسطہ تباین صنفین تعسّر دارد بموانع درمیان ست بخلاف وصول زن بزن بواسط اتحاد صنف در کمال یسُر وآسانی ست احیار اینجا بیشتر مرعی باید داشت ودر منع نظر ومساس لنساءِ بنساء از نظر مرد بزن ونظر زن بمرد اندازِ بلیغ وبلاغ مبین باید نمود۔

(دفتر سوم حصّہ ہشتم صفحہ ۹۷ مکتوب نمبر ۴۱)

ترجمہ:۔ بیگانی عورت کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنے اور ہاتھ لگانے میں اجنبی عورت یعنی بیگانی عورت بھی بیگانہ مرد کی طرح ہے۔ عورت کے لیے جائز نہیں کہ اپنے آپ کو اپنے خاوند کے سِوا کسی اور کے لیے خواہ عورت ہو یا مرد آراستہ کرے اور اُن کو اپنی زیب وزینت دکھائے جس طرح مردوں کو مردوں یعنی بے ریش یا نابالغ لڑکوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا اور مس کرنا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا اور ہاتھ لگانا منع ہے۔ اس امر کو بخوبی مدِّنظر رکھنا چاہیئے کہ دین ودنیا کے خسارہ کا موجب ہے۔ مرد کا عورت تک پہنچنا دونوں کی جنس کے مختلف ہونے کے باعث مشکل ہے۔ کیونکہ کئی رُکاوٹیں درمیان میں ہیں۔ برخلاف ایک عورت کے دوسری عورت تک پہنچنے کے۔ کہ دونوں کے ہمجنس اور متحد ہونے کے باعث نہایت آسان ہے۔ یہاں زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ اور مرد کو عورت کی طرف بہ نظر شہوت دیکھنے اور مس کرنے سے اچھی طرح منع کرنا اور ڈرانا چاہیئے۔

اِطاعتِ مُصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَمَا یُنَاسِبُ ذٰلِکَ قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ حضرت حق سُبحانہٗ وتعالیٰ اطاعت رسُول راعین اطاعت خود فرمود پس اطاعتِ خداعزّ وجل کہ غیر اطاعت رسُول باشد اطاعت او نیست سبحانہ واز برائے تاکید وتحقیق ایں معنیٰ کلمہ قد آورد تا بوالہوی درمیان این دو اطاعت جدائی پیدا نکند و یکی را بر دیگری نگزیند ودر جائے دیگر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ شکایت می کند از حال جماعہ کہ درمیان این دو اطاعت تفرقہ نماند کَمَا قَالَ سُبْحَانَہٗ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلاً اُولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا.

(دفتر اوّل حصّہ سوم مکتوب نمبر ۱۵۲ صفحہ نمبر ۲۸)

ترجمہ:۔ حق سُبحانہ، وتعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضرت سبحانہ وتعالیٰ نے رسُول کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت فرمایا ہے۔ پس حق تعالیٰ کی وُہ اطاعت جو رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے سِوا ہو وُہ حق تعالیٰ کی اطاعت نہیں ہے۔ اور اس مطلب کی تاکید وتحقیق کے لیے کلمہ قد لایا۔ تاکہ کوئی بوالہوس اِن دونوں اِطاعتوں کے درمیان جُدائی ظاہر نہ کرے اور ایک دوسرے پر اختیار نہ کرے۔

اور دوسرے مقام میں حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ان لوگوں کے حال سے شکایت کرتا ہے۔ جو ان اطاعتوں کے درمیان تفرقہ ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وُہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسُولوں کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور کہتے ہیں کہ بعض سے ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض سے اِنکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُس کے درمیان رستہ نکالیں۔ حقیقت میں یہی لوگ کافر ہیں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعوت کا نور ہر جگہ پہنچا ہے

اے فرزند این فقیر ہر چند ملاحظہ می نماید ونظر را سیر میدہد ہیچ جائی نمی یابد کہ دعوت پیغمبر ما علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام رسیدہ است بلکہ محسوس می گردد کہ در رنگ آفتاب ہمہ جا نور دعوت او علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسّلام رسیدہ است حتیٰ کہ در یاجوج ماجوج نیز کہ سد حائل دارند ودر امم سابقہ کہ ملاحظہ می کند کہ بقعہ می یابد کہ در آنجا بعثت پیغمبری تشدہ باشد حتیٰ کہ در زمین ہند کہ دور از یں معاملہ نماید نیز می یابد کہ از اہل ہند پیغمبران مبعوث شدہ اند ودعوت بصانع جلشانہ فرمودہ اند ودر بعضے از بلاد ہند محسوس می گردد کہ انوار انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام والتسلیمات در ظلمات شرک در رنگ مشعلہا افروختہ اند واگر خواہد تعیّن آن بلاد ہند نماید ومی بیند کہ پیغمبری است کہ ہیچ کس اورا نگر دیدہ است ودعوت او را قبول نکردہ و پیغمبر یست دیگر کہ یک کس بوی ایمان آوردہ ست ودیگر یست کہ دو کس بوے گردیدہ اند وبعضی را سہ کس ایمان آوردہ باشند تا چہار کس امت یک پیغمبر بود ند وآنچہ روسائ کفرۂ ہند از وجود واجب تعالیٰ واز صفات او سبحانہ واز تنزیہات وتقدیسات او تعالیٰ نوشتہ اند ہمہ مقتبس از انوار مشکوٰۃ بنوتست چہ در ہر یک عصری در امم سابقہ نبی از انبیاء گذشتہ است۔

(دفتر اوّل حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۹ صفحہ نمبر ۲۷)

ترجمہ:۔ اے فرزند یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی جگہ نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب کی طرح سب جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دعوت کا نور پہنچا ہے۔ حتیٰ کہ یاجوج ماجوج میں بھی جس کو دیوار حائل ہے پہنچا ہوا ہے اور گزشتہ اُمتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ حتیٰ کہ زمین ہند میں بھی جو اس معاملہ سے بہت دُور دکھائی دیتی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اہل ہند سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور صانع جلشانہ، کی طرف دعوت فرمائی اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن

ہیں۔ اگر ہندوستان کے شہروں کو متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی ایسا پیغمبر ہے جس کی کسی نے تابعداری نہیں کی اور کسی نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور کوئی پیغمبر ایسا ہے، کہ صرف ایک ہی آدمی اس پر ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع صرف دو شخص ہوئے ہیں اور بعض کے ساتھ تین آدمی ایمان لائے ہیں۔ تین آدمیوں سے زیادہ نظر نہیں آتے جو ہند میں کسی پیغمبر پر ایمان لائے ہوں یا کہ چار آدمی ایک پیغمبر کی اُمّت ہوں اور جو کچھ ہند کے رئیس کفار نے واجب تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات اور اس تنزیہ و تقدس کی نسبت لکھا ہے سب انوار نبوت سے مقتبس ہے کیونکہ گزشتہ اُمتوں میں سے ہر ایک کے زمانہ میں ایک نہ ایک پیغمبر ضرور گزرا ہے۔

حقیقتِ مُحمّدی و حقیقتِ احمدی کی وضاحت

کہ مبداء وجود اعتباری آن شان است کما مر حقیقت محمدی عبارت از شان است العلیم است و حقیقت احمدی کنایہ از اں معنی است کہ مبداء آن شان ست و حقیقت کعبہ سبحانی نیز ہماں معنی است و نبوتی کہ پیش از خلق حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام آن سرور را حاصل بودہ داز ان مرتبہ خبر دادہ و گفتہ کنتِ نبیاً و آدم بین الماء والطین یا عتبار حقیقت احمدی بودہ است کہ بعالم امر تعلق دارد و بہمیں اعتبار حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ کلمۃ اللہ بودہ اند و بعالم امر بشیتر مناسبت داشتہ بشارت قدوم آن سرور اعلیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ والتسلیمات با سم احمد دادہ و فرمودہ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ونبوتی کہ بنشأۃ عنصری تعلق دارد نہ باعتبار حقیقت محمدی است بلکہ باعتبار حقیقتین است و رب اودریں مرتبہ آن شان و مبداء آن شان لہٰذا دعوت ایمز تبہ اتم است از دعوت مرتبہ سابق چہ دران مرتبہ دعوت او مخصوص بعالم امر بود۔ و تربیت او مقصود بر روحانیاں و درین مرتبہ دعوت او شامل خلق است و تربیت او مشتمل بر اجساد و ارواح غایت مافی الباب دریں نشأۃ نشاۃ عنصری او را علیہ و آلہ الصّلوٰۃ والسّلام غالب ساختہ بودند بر نشاۃ ملکی او تا مناسبت کہ سبب افادہ و استفادہ است بیشتر پیدا شود

بخلائق کہ جانب بشریت در ایشان غالب است۔

(مکتوب نمبر ۲۰۹ صفحہ ۱۰۴ جلد اوّل حصہ سوم۔)

ترجمہ:۔ اس شان کے وجود اعتباری کا مبداء ہے، جیسے کہ گزر چکا۔ اور حقیقت محمدی شان العلیم سے مراد ہے۔ اور حقیقت احمدی اس کے معنی سے کنایہ ہے جو اس شان کا مبداء ہے اور حقیقت کعبہ سبحانی بھی اس کے معنے سے مراد ہے اور وُہ نبوت جو حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی پیدائش سے پہلے آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حاصل تھی، جیسا کہ اس مرتبہ کی نسبت خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ میں نبی تھا جب کہ آدم ابھی پانی اور کیچڑ میں تھے۔ وہ باعتبار حقیقت احمدی کے تھی جس کا تعلق عالم امر سے ہے اور اسی اعتبار سے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جو کلمۃ اللہ تھے اور عالم امر سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تشریف آوری کی خوشخبری اسم احمد سے دی ہے اور فرمایا ہے۔ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسُول کی جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہے۔ اور وہ نبوت جو عنصری پیدائش سے تعلق رکھتی ہے وہ صرف حقیقت محمدی اعتبار سے نہیں ہے بلکہ دونوں حقیقتوں کے اعتبار سے ہے اور اس مرتبہ میں آپ کا تربیت کرنے والا وہ شان اور اس شان کا مبداء ہے یہی وجہ ہے کہ اس مرتبہ کی دعوت پہلے مرتبہ کی دعوت کی نسبت زیادہ اتم ہے کیونکہ اس مرتبہ میں آپ کی دعوت عالم امر سے مخصوص تھی اور آپ کی تربیت روحانیوں پر منحصر تھی اور اس مرتبہ میں آپ کی دعوت خلق وامر کو شامل ہے اور آپ کی تربیت اجساد وارواح پر مشتمل ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اس جہاں میں آپ کی عنصری پیدائش کو آپ کی ملکی پیدائش پر غالب کیا ہوا تھا تا کہ مخلوقات کے ساتھ جن میں بشریت زیادہ غالب ہے۔ وہ مناسبت جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے زیادہ پیدا ہو جائے۔

انبیاً معصوم اور اولیاء محفوظ ہوتے ہیں

بدانند کہ چوں درست دار وحضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بندہ را ذنب از دے صادر نشود کہ اولیاء حق جل وعلا از ارتکاب ذنوب محفوظ اند اگرچہ جائز ست کہ

ذنب از ایشاں صادر شود بخلاف انبیاء عَلَیْھِمُ الصَّلٰوٰاتُ وَالتَّسلِیْمَاتُ کہ از ذنوب معصوم اند جواز صدور ذنب ہم از ایشاں مسلوب ست وچوں ذنب از اولیاء صادر نشود یقین است کہ ضرر ذنب ہم نخواہد بود پس در صورتِ عدم صدور ذنب لَایَضُرُّہٗ ذَنبٌ درست ست کَمَا لَایَخفٰی عَلٰی اَرْبَابِ الْعِلْمِ ونیز تواند بود کہ مراد از ذنب، ذنب سابق باشد کہ پیش از وصول بدرجہ ولایت صادر شدہ بود فان الاسلام یجب مَا کَانَ قبله وحقیقةُ الامر عند الله سبحانه. (دفتر دوم حصہ ششم صفحہ ۱۲۲، ۱۲۱ مکتوب نمبر ۴۴)

ترجمہ:۔ جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو کوئی گناہ اس سے صادر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اولیاء اللہ ارتکاب گناہ سے محفوظ ہیں۔ حالانکہ ان سے گناہ سرزد ہوجانا بعید از قیاس نہیں البتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے پاک اور معصوم ہیں۔ جب اولیاء کرام سے گناہ صادر نہ ہوگا تو یقیناً گناہ کا ضرر بھی نہ ہوگا۔ پس گناہ کے صادر ہونے کی صورت میں لا یضرہ ذنب درست ہے جیسے کہ صاحبانِ علم سے پوشیدہ نہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گناہ سے مُراد وہ پہلے گناہ ہوں جو درجہ ولایت تک پہنچنے سے پہلے صادر ہوئے ہیں فان الاسلام یجب ما کان قبله کیونکہ اسلام پہلی باتوں کو قطع کردیتا ہے۔ وحقیقة الامر عند الله سبحانه حقیقت حال کا تو اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے۔

سادات کی مُحبّت باعثِ رحمت ہے

نیز شیخ عبدالوہاب صدور یافتہ در سفارش سیدے۔ جناب قدس سادات کثیر البرکات بواسطہ جزئیت آن سرور دین ودنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتحیات ازاں برتر ست کہ بزبان قاصر بیان منقبت ومحمدت آن تواند کرو مگر آنکہ آنرا وسیلہ سعادت خود دانستہ دریں باب جرأت نماید بلکہ خودرا بتوسل آن می ستاید واظہار مودّت ایشاں کہ بآن مامورست می نماید۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَامِنْ مُحِبِّیْھِم بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَعَلَیْھِمُ الصَّلوٰةُ والسَّلَامُ. (دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۵۶، صفحہ ۲۹ تا ۳۰)

ترجمہ:۔ ایک سیّد کی سفارش میں شیخ عبدالوہاب کی طرف صادر فرمایا ہے۔ سادات کثیر

البرکات کی پاک درگاہ و دین و دنیا کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جزئیت یعنی جز و اور اولاد ہونے کے اس بات سے بڑھ کر ہے کہ اس کی تعریف اور توصیف ہو سکے۔ ہاں اس کو اپنی سعادت کا وسیلہ بنا کر اس بارے میں جرأت کرتا ہے۔ بلکہ اس وسیلہ سے اپنے آپ کی ستائش کرتا ہے اور ان کی محبت کو جس کا ہمیں امر ہے ظاہر کرتا ہے۔

یا اللہ تو اپنے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل سادات کے محبوں میں سے ہم کو بنا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اولیاء اللہ کی توجّہ اور نظر امراضِ قلبی کے لیے شافی ہے

اَلَیْسَ اللّٰہ بِکَافٍ عَبْدَہٗ نص قاطع است وکریمہ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ مؤیدایں معنی ست بالجملہ نظر ہمّت بزرگوارانِ ایں طریقہ علیّہ بلند افتادہ است بہر زرّاقے ورقاصے نسبت ندارند لہٰذا نہایت دیگراں در بدایت ایشاں مندرج گشتہ است ومتبدیِ طریقہ ایشاں حکم منتہی طُرقِ دیگر یافتہ واز ابتداء سفر ایشاں در وطن مقرر شدہ است وخلوت در انجمن بحصول پیوستہ ودوام حضور نقدِ وقت شان آمدہ ایشانند کہ تربیت طالباں مربوط بہ صحبتِ علیّہ ایشاں ست وتکمیل ناقصاں منُوط بتوجہ شریفِ شان نظر شان شافی امراض قلبیّہ است والتفات شانِ دافع علل معنویہ است یک تُوجہ ایشاں کارِ قدر اربعین میکذ ویک التفاتِ شان برابرِ ریاضاتِ ومجاہداتِ سنین۔

(دفتر دوم حصہ ششم مکتوب نمبر ۲۳، صفحہ ۶۰)

ترجمہ:۔(کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں) نص قاطع ہے اور آیت کریمہ (کہ اللہ پھر ان کو چھوڑ دے) اس مضمون کی تائید کرتی ہے، غرض اس طریقہ عالیہ کے بزرگوں کی نظر ہمت بہت بلُند ہے ہر زرّاق اور رقاص یعنی مکّار اور ناچنے والے سے نسبت نہیں رکھتے۔ اِسی واسطے دوسروں کی نہایت ان کی بدایت میں مندرج ہے اور اس طریقہ کا مبتدی دوسرے طریقوں کے منتہی کا حکم رکھتا ہے۔ ابتداء ہی سے ان کا سفر وطن میں مقرر ہوا ہے اور حلوت در انجمن حاصل ہو چکی ہے اور دوام حضور ان کا نقد وقت ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت ان کی صحبت علیہ پر موقوف ہے اور ناقصوں کی تکمیل ان کی شریف توجہ پر منحصر ہے ان کی نظر امراضِ قلبی کو شفا بخشتی ہے اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دُور کرتی ہے۔ ان کی ایک توجہ سو چلّوں کا کام کرتی ہے اور ان کی ایک التفات کئی سالوں کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے برابر ہے۔

کلمہ طیّبہ کے فضائل بمطابق طریقت وحقیقت شریعت

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ . ایں کلمہ طیبہ متضمن طریقت و حقیقت وشریعت تا زمانیکہ سالک در مقام نفی ست در مقام طریقت است

وچوں از نفی بتمام فارغ شود وجمیع ماسوائے از نظرِ او منتفی گردد طریقت را تمام کر
دہ باشد و بمقام فنا رسیدہ بود وچوں از نفی در مقام اثبات آید واز سلوک بجذبہ
گراید بمر حقیقت متحقق شدہ باشد و ببقا موصوف گشتہ وایں نفی واثبات
وبایں طریقت وحقیقت وبایں فنا وبقا وبایں سلوک وجذبہ اسم ولایت صادق
مے آید ونفس از امارگی باطمینان میگراید ومزکی ومطہر میگردد پس کمالات
ولایت مرطوط بجز واوّل ایں کلمہ طیبہ گشت کہ نفی واثبات ست باقی ماند جزودوئیم
ایں کلمہ مقدسہ کہ مثبت رسالتِ خاتم الرسل ست عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰاتُ
وَالتَّسْلِيْمَاتُ ایں جزواخیر محصِّل ومکمل شریعت ست آنچہ درابتداوسط و
وسطت از شریعت حاصل شدہ بُود صورتِ شریعت بود اِسم ورسم او بود حصول
حقیقت شریعت درین موطن ست کہ بعداز حصول مرتبہ ولا بحصول مے پیوندد
کمالاتِ نبوت کہ کُمّل تابعان رابہ تبعیّت ووراثتِ انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَوٰاتُ
وَالتَّحِيَّاتُ حاصل میگرد ونیز درین موطن ست طریقت وحقیقت کہ محصِّلان
ولا یت اند گویا شرائط اندازبرائے تحصیلِ حقیقتِ شریعت وتحصیل کمالات
نبوت ولایت راہچون طہارت باید دانست وشریعت راہچوں صلوٰۃ در طریقت
گویا ازالہ نجاساتِ حقیقیہ است ودر حقیقت ازالہ ونجاساتِ حُکمیہ تابعداز
طہارت کاملہ شایان اتبان احکام شرعیہ گردد وقابلیتِ ادئے نماز یک نہایت
مراتبِ قرب ست دسبوندین است ومعراجِ مومن ست پیدا کند جزوِ
واخیر این کلمہ مقدسہ راوریائے یافتم بیکراں کہ جزداوّل درجنب آن قطرہ
مینمود بلے کمالات ولایت رادر جنب کمالات نبوت ہیچ مقدرائے نیست
ذرّہ رادرجنبِ آفتاب چہ مقدار بود سُبْحَانَ اللّٰهِ جمعے از کج بینی ولایت را از
نبوت افضل دانستہ اند۔ (دفتر اوّل حصہ ششم صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷ مکتوب نمبر ۴۶)

ترجمہ:۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ یہ کلمہ طیبہ طریقت وحقیقت وشریعت کا
جامع ہے۔ جب تک سالک نفی کے مقام میں ہے طریقت میں ہے اور جب نفی سے
پورے طور پر فارغ ہو جاتا ہے اور تمام ماسوا اس کی نظر سے منتفی ہو جاتا ہے تو طریقت
کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے۔ جب نفی کے بعد مقام اثبات میں

آتا ہے اور سلوک سے جذبہ کی طرف رغبت کرتا ہے تو مرتبہ حقیقت کے ساتھ متحقق اور بقاؑ کے ساتھ موصوف ہو جاتا ہے۔ اس نفی و اثبات اور اس طریقت و حقیقت اور اس فنا و بقاء اور اس سلوک و جذبہ سے اس پر ولایت کا حکم صادق آتا ہے اور نفس امارگی کو چھوڑ کر مطمنہ ہو جاتا ہے اور پاک وصاف بن جاتا ہے۔ پس ولایت کے کمالات اس کلمہ طیّبہ کی جزو اوّل کے ساتھ جو نفی اثبات ہے وابستہ ہیں۔ باقی رہا اس کلمہ مقدسہ کا دوسرا جزو جو حضرت خاتم الرّسل علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی رسالت کو ثابت کرتا ہے، یہ دوسرا جزو شریعت کو کامل اور تمام کرنے والا ہے۔ جو کچھ ابتداء اور وسط میں شریعت سے حاصل ہوا تھا وہ شریعت کی صورت تھی، اور اس کا اسم و رسم تھا۔ شریعت کی اصل حقیقت اس مقام میں حاصل ہوتی ہے جو مرتبہ ولایت کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور کمالات نبوّت کو کامل تابعداروں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی وراثت اور تبعیت کے طور پر حاصل ہوتے ہیں، طریقت و حقیقت جن سے ولایت حاصل ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت اور کمالات نبوّت کے حاصل ہوتی ہے۔ شریعت کی حقیقت اور کمالات نبوّت کے حاصل ہونے کے لئے گویا شرائط ہیں۔ ولایت کو طہارت یعنی وضو کی طرح سمجھنا چاہیئے اور شریعت کو نماز کی طرح۔ طریقت میں حقیقی نجاستیں دُور ہوتی ہیں اور حقیقت میں حکمی نجاستیں رفع ہوتی ہیں تاکہ کامل طہارت کے بعد احکام شرعیہ کے بجالانے کے لائق ہو جائیں اور اس نماز کے ادا کرنے کی قابلیت حاصل ہو جائے جو مراتب قرب کی نہایت اور دین کا ستون اور مؤمن کی معراج ہے۔ مجھے کلمہ کا دوسرا جزو دریائے ناپیدا کنار کی طرح معلوم ہوا جس کے مقابلہ میں پہلا جزو قطرہ کی طرح دکھائی دیتا تھا، ہاں کمالاتِ نبوّت کے مقابلہ میں ذرّہ کی کیا مقدار ہے۔ سبحان اللہ بعض لوگ کج مینی سے ولایت کو نبوّت سے افضل جانتے ہیں۔

کشفِ کُفّار اِستدراج ہے

وکشف بعضے از اُمور غیبی کہ در وقت صفائے نفس کُفار و اہل فسق را دست مید ہد استدراج است کہ مقصود ازاں خرابی و خسارت آں جماعہ است نَجَّانَا اللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ عَنۡ ھٰذِہِ الۡبَلِیَّۃِ بِحُرۡمَۃِ سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ

وَالتَّسلِيْمَاتُ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاٰلِ كُلٍّ.

(حوالہ دفتر اوّل حصہ چہارم صفحہ ۱۱۹ مکتوب نمبر ۲۶۶)

ترجمہ:۔ بعض امور غیبی کا کشف جو تزکیۂ نفس کے وقت کافروں اور فاسقوں کو حاصل ہوتا ہے وہ استدراج ہے جس سے مقصود خود ان لوگوں کی خرابی وخسارا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہم کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔

صحابہ پر طعن کرنا قرآن اور شریعت پر طعن کرنا ہے

یقین تصور فرمایند کہ فساد صحبت مبتدع زیادہ از فساد صحبت کافر ست وبدترین جمیع فرق مبتدعان جماعۂ اند کہ با صحاب پیغمبر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن مجید خود ایشاں را کفار می نامد لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ قرآن وشریعت را اصحاب تبلیغ نمودہ اند اگر ایشان مطعون باشند طعن در قرآن وشریعت لازم می آید قرآن جمع حضرت عثمان است علیہ الرضوان اگر عثمان مطعون ست اَعَاذَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَمَّا يَعْتَقِدُ الزَّنَادِقَةُ.

(دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۵۴ صفحہ نمبر ۲۸)

ترجمہ:۔ یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ بدتر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحاب ہی نے کی ہے اور اگر ان پر طعن لگائیں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے۔ قرآن کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع کیا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی مطعون ہے۔ خدا تعالیٰ ان زندیقوں کے ایسے بُرے اعتقاد سے بچائے۔

اولیاء کی صحبت ریاضتوں سے بہتر ہے

مرو زحصول ایں دولت عظمیٰ وابستہ بتوجہ واخلاص باین طبقہ علیّہ نقشبندیہ است بریاضات شاقہ ومجاہدات شدیدہ آں میسّر نہ گردد کہ بیک صحبت ایشاں حصول یابد چہ در طریق این بزرگواران اندراج نہایت در بدایت است در

اوّل صحبت آن می بخشند کہ منتہیان را در نہایت بدست می افتد طریق ایں بزرگوار
اں طریق اصحاب کرام است کہ ایشاں را در اوّل صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم
الصلوٰۃ والتسلیمات آن کمالات میسر میشد کہ اولیاء امّت را در نہایت شائید
میسر شود وایں طریق اندراج نہایت در بدایت است۔

(دفتر اوّل حصہ دوم مکتوب نمبر ۹۰ صفحہ ۸۲)

ترجمہ:۔ آج اس دولت کا حاصل ہونا اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے ساتھ توجہ اور اخلاص پر وابستہ ہے۔ بڑی بڑی سخت ریاضتوں اور مجاہدوں سے اس قدر حاصل نہیں ہوتا جو ان بزرگواروں کی ایک ہی صحبت میں وہ کچھ بخش دیتے ہیں جو دوسرے طریقہ کے منتہیوں کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے۔ ان بزرگواروں کا طریق اصحاب کرام کا طریق ہے۔ ان کو خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں وُہ کمالات حاصل ہو جاتے تھے، جو اَولیائے اُمت کو نہایت میں شاید ہی میسّر ہوں اور یہی ابتدا میں انتہا کے درج کا طریق ہے۔

طالب اپنے کشف اور خواب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ مُرشد کا اتباع کرے

مخدوما اگر وقائع را اعتبار بودے بر مقامات اعتماد باشد مریداں را بہ پیراں
ہیچ احتیاج بنا شد والتزام طریقے از طُرق عبث می اُفتد چہ ہر مریدی موافق
وقائع خود عمل خواہد کرد و مطابق منامات خود زندگانی خواہد داں وقائع ومنامات و
موافق طریق پیر باشند یا نباشند ومرضی او بوند یا نبوند بریں تقدیر سلسلہ پیری و
مریدی برہم میخورد وہر بوالہوسے بوضع خود متسقل میگردد ومرید صادق ہزار وقائع
را باوجود پیر بہ نیم جو نمیخرد وطالب رشید بدولت حضور پیر منامات را از اضغاث
احلام می شمرد وہیچ التفات بہ آنہا نمی نماید شیطان لعین دشمنی است قومنتہیاں
از کید او ایمن نسیتند واز مکر او نرساں ولرزاں اندازمبتدیاں ومتوسطاں چہ گوید
نمایۃ ما فی الباب منتہیان محفوظ اند واز سُلطانِ شیطان مصوٗن بخلاف مبتدیان
ومتوسطاں پس وقائع ایشاں شایان اعتماد نباشند واز مکر دشمن محفوظ نبوند۔

(دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۷۳ صفحہ ۱۹)

ترجمہ:۔ میرے مخدوم! اگر واقعات کا کچھ اعتبار ہوتا اور منامات اور خوابوں کا کچھ بھروسہ ہوتا تو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طریق میں سے کسی ایک طریق کا پکڑنا عبث معلوم ہوتا کیونکہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کر لیتا اور اپنی خوابوں کے مطابق زندگی بسر کر لیتا۔ اور خواہ وہ واقعات و منامات پیر کے طریقہ کے موافق ہوتے یا نہ ہوتے۔ اس تقدیر پر سلسلۂ پیری و مریدی درہم برہم ہو جاتا اور ہر ابوالہوس اپنی وضع پر مستقل و برقرار ہو جاتا۔ حالانکہ مرید صادق ہزارہا واقعات کو اپنے پیر کے ہوتے ہوئے نیم جو کے ساتھ نہیں خریدتا اور طالب رشید حضور پیر کی بدولت منامات کو اضغاث احلام یعنی جھوٹی خوابیں جانتا ہے اور کچھ التفات ان کی طرف نہیں کرتا، شیطان لعین بڑا بھاری دشمن ہے جب منتہی اس کے مکر سے ترساں ولرزاں ہیں تو پھر متوسطوں اور مبتدیوں کا کیا ذکر ہے۔ حاصل کلام یہ کہ منتہی محفوظ ہیں اور شیطان کے غلبہ سے بچے ہوئے ہیں۔ برخلاف مبتدیوں اور متوسطوں کے پس ان کے واقعات اعتماد کے لائق نہیں ہیں۔

اِتباع سُنّت عالم حقیقت کے لیے ضروری ہے۔

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ بر جادہ شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ استقامت کرامت فرماید آنچہ لابد است و ناچار تصحیح عقاید است اولاً بموجب آرائی صائبہ اہل سنّت و جماعت کہ فرقہ ناجیہ اند وثانیاً ایتان اعمال است بموجب احکام فقہیہ بعد از دانستن آں احکام از فرائض وسنن وواجبات مستحبات وحلال وحرام ومکروہ ومشتبہہ چوں این دو جناح اعتقادی وعملی میسّر شد اگر توفیق خداوندے جل سلطانہ، مساعدت نماید میتواند کہ بعالم حقیقت طیران نماید و بے حصول این دو باز وطیران وصول بعالم حقیقت محالست۔

بیت ۔ محالست سعدی کہ راہ صفا ۔۔۔ توان رفت جز بر پئے مصطفیٰ

(دفتر اوّل دوم مکتوب نمبر ۹۴ صفحہ ۸۵۰)

ترجمہ:۔ حق تعالیٰ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم کے راستہ پر استقامت عطا فرمائے جو کچھ ضروری ہے یہ کہ اوّل فرقہ ناجیہ اہل سنّت و جماعت کے عقائد کے موافق اپنے عقائد کو درست کریں اور پھر احکام فقہی از قسم فرض واجب وسُنّت و

مستحب وحلال وحرام ومکروہ ومشتبہ جاننے کے بعد ان کے موافق عمل بجالائیں جب یہ اعتقادی اور عملی دو بازو حاصل ہو گئے اور خداوند تعالیٰ کی توفیق نے مدد کی تو عالم حقیقت کی طرف پرواز کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان دو بازوؤں کے حاصل ہونے کے بغیر عالم حقیقت تک پہنچنا محال ہے۔

مجذوب کی تعظیم

ونیز منقول است کہ شیخ مہنہ ابوسعید ابوالخیر مجلسے داشتند وسید اجل از اکابر سادات خراسان نیز در مجلس ایشاں نشستہ بودند اتفاقاً در آں اثنا مجذوبے مغلوب الاحوال پیدا شد حضرت شیخ اورا بر سید اجل تقدیم دادند سید را ناخوش آمد و بسید فرمودند کہ تعظیم شما بوسط محبت رسول است علیہ الصلوٰۃ والسلام و تعظیم ایں مجذوب بواسط محبت حق سبحانہٗ ایں قسم تفرقہ را نیز کابر مستقیم الاحوال تجو بز نمی نمائیند وغلبہ محبت حق سبحانہ وتعالیٰ بر محبت رسول او علیہِ الصَّلوٰۃُ والسَّلاَمُ از سکر حال مے دانند و جز فضولی نمی انگارند اما این قدر ہست کہ در مقام کمال کہ مرتبۂ ولایت است حق سبحانہ غالب است در مقام تکمیل کہ نصیبے از مقام نبوت است محبت رسول غالب ثَبَّتَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی اِطَاعَةِ الرَّسُوْلِ الَّتِیْ هِیَ عَیْنُ اِطَاعَةِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ ۔

(دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ ۲۹۔ مکتوب نمبر ۱۵۲)

ترجمہ:۔ منقول ہے کہ شیخ مہنہ ابوسعید ابوالخیر ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً وہاں ایک مغلوب الحال مجذوب آ نکلا۔ حضرت شیخ نے ایک خراسانی نے سید صاحب سے فرمایا کہ آپ کی تعظیم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے باعث ہے اور اس مجذوب کی تعظیم حق سبحانہ، وتعالیٰ کی محبت کے سبب سے۔ لیکن مستقیم الاحوال بزرگوار اس قسم کے تفرقہ کو بھی جائز نہیں سمجھتے وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت پر حق تعالیٰ کی محبت کو حالت سکر سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ مقام بیکار ہے۔ لیکن اس قدر ضرور ہے کہ مرتبہ کمال میں جو مرتبہ ولایت ہے حق تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے اور مقام تکمیل میں جو مقام نبوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت غالب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت پر جوعین اللہ کی اطاعت ہے ثابت قدم رکھے۔

ہر حال میں ذکرِ الٰہی کرنا چاہیئے

فرزندان گرامی وقت ابتلا ہر چند تلخ و بے مزہ است امّا اگر فرصت و ہند مغتنم است دریں وقت چوں شمارا فرصت دادہ ند۔ حمد خدا جَلَّ شانُہٗ بجا آوردہ متوجہ کار خود باشند دیک لمحہ ولحظ فراغت بر خود تجویز نکنند و یکے از سہ چیز باید کہ خالی ازاں نباشند۔ تلاوت قرآن مجید واداۓ نماز بطول قراءۃ وتکرار کلمہ طیّبہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ باید کہ بکلمہ لانفی آلہہ ہواۓ نفس خود نمایند و دفع مقاصد و مرادات خویش کنند مراد خود طلبید ن دعویٰ الوہیّت خود کردن است باید کہ ہیچ مراد را در ساحت سینہ گنجائشِ بنود وہیچ ہَوَسے در متخیلہ فاند تا حقیقتِ بندگی محقق شود مراد خود خواستین مستلزم دفعِ مراد خود است ومعارضہ کردن است بصاحب خود این معنی مستلزم نفی مولاۓ خود است واثبات مولویّت خود قبح این امر را نیک دریافتہ نفی دَعویٰ الوہیّت خود نمایند تا زمانیکہ از ہواہا وہوسہا تمام پاک نہ گردند وجز امر داۓ ولا مرادے نداشتہ باشند این معنیٰ بعنایۃ اللّٰہ سُبحانَہٗ امید است کہ در ایام بلا ودر اوقات ابتلا بہ سہولت میسر دگر دو ردر غیر این ایام این ہواہا وہ سہاسَدّ ہاء سکندریہ است در گوشہ ہا خزیدہ بایں امر مشتغل باشند کہ فرصت مغتنم است در زمانِ فتن اندک را بہ بسار قبول مے نمایند ودر غیر زمانِ فتن ریاضات ومجاہدات شاقہ در کار است خبر شرط است ملاقات واقع شود یا نہ نصیحت ہمیں است کہ مُرادے وہَوَسے نماند والدہ خود را نیز بایں معنیٰ مطلع سازند و دلایت نمایند باقی احوال این نشاءِ چوں گزرندہ است چہ در معرض بیان آرد برخورداں شفقت دارید دبخو اندن ترغیب نمایند داہل حقوق را تا توانید از جانب ما راضی سازید وبدُعاء سلامتی ایمان مدد ومُعاون باشید مکرر رومو کدمی شود ایں وقت ربامور لا طائل صرف تکنند وبغیر ذکر الٰہی جَلَّ شَانُہٗ باید کہ بہ ہیچ چیز نہ پردازند اگرچہ بمطالعہ کُتب وتکرار طلبہ بود وقت ذکر است ہواہاۓ نفسانی را کہ آلہتہ باطلہ اند در تحت لا آرند تا تمام منتفی شوند وہیچ مرادے ومقصود در سینہ نماند حتیٰ کہ خلاصی من

کہ بالفعل از اہم مقاصد شما است نیز باید کہ مراد ے شما نباشند وتبقد یو فعل
و ارادۂ او تعالیٰ راضی باشند در جانب اثبات کلمہ طیبہ غیر از غیب ہویت
کہ ورائے ورائے معلومات وتخیلات است ہیچ نباشد غم حویلی وسرا و شاہ دباغ
وکتب واشیاء دیگر خود سہل است باید کہ ہیچ چیز مزاحم وقت شما نشود وغیر از
مرضیات حق جل وعلا مراد ومرضی شما نباشد اگر ما مے مرویم ایں ہمہ ایشا می رفت گو در
حیات ما رفتہ ہیچ باشد فکر نکنند اولیاء ایں اُمور را باختیار خود گزاشتہ اند ما باختیار اُو
تعالیٰ ایں امور ا بگذاریم وشکر بجا آریم واُمید است کہ از مخلصاں باشیم (بفتح لام)
جائیکہ نشستہ اند ہماں را وطن انگارند حیات چند روزہ ہر جا کہ گذرد باید کہ بیاد حق جل
شانہٗ گزرو معاملہ دنیا سہل است متوجہ آخرت باشند والدہ خود را تسلّی بدہند وترغیب
آخرت نمانید۔ (دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۰۸)

ترجمہ:۔اے فرزندانِ عزیز! ابتلاء کا وقت اگرچہ تلخ و بے مزہ ہوتا ہے۔لیکن اگر فرصت دیں تو غنیمت ہے۔تم کو اب فرصت مِل گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کی حمد بجالا کر اپنے کام میں لگے رہو اور ایک دم بھی فراغت و آرام اپنے لیے پسند نہ کرو اور تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور مشغول رہو۔قرآن مجید کی تلاوت کرو یا لمبی قرأت کے ساتھ نماز کو ادا کرو یا کلمہ طیبہ لا الہ الا اللّٰہ کا تکرار کرتے رہو۔کلمہ لا الہ الا اللّٰہ کے ساتھ حق تعالیٰ کے سوا تمام جھوٹے خداؤں اور اپنے نفس کی خواہش کی نفی کرنی چاہئے اور اپنی تمام مُرادوں اور مقصودوں کو دفع کرنا چاہیئے کیونکہ اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیّت کا دعوے کرنا ہے۔بلکہ سینہ میں کسی مُراد کی گنجائش نہ رہے اور متخیلہ میں کوئی ہوس باقی نہ رہے تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو اپنی مُراد کو طلب کرنا گویا اپنے مولا کی مراد کو دفع کرنا اور اپنے مالک کے ساتھ مقابلہ کرنا اس امر میں اپنے مولا کی نفی اور اپنے مولیٰ بننے کا اثبات ہے۔اس امر کی بُرائی اچھی طرح معلوم کر کے اپنی الوہیت کے دعویٰ کی نفی کرو تاکہ تمام ہوا وہوس سے کامل طور پر پاک ہو جاؤ اور طلب مولا کے سِوا تمھاری کوئی مراد نہ رہے۔یہ مطلب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بلا و ابتلا کے زمانہ میں بڑی آسانی سے میسّر آجاتا ہے اور اس زمانہ میں ہوا و ہوس سد سکندری ہے۔گوشہ میں بیٹھ کر اس کام میں مشغول رہو کہ اب فرصت غنیمت سے فتنہ کے زمانہ میں تھوڑے کام کو بہت اجر کے عوض قبول کر لیتے ہیں اور فتنہ کے زمانہ کے

سواسخت مجاہدے اور ریاضتیں درکار ہیں۔ اطلاع دینا ضروری ہے۔ شاید مُلاقات ہو یا نہ ہو یہی نصیحت ہے کہ کوئی مراد و ہوس نہ رہے۔ اپنی والدہ کو بھی اس امر پر اطلاع دے دو اور اُسے اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دو۔ باقی احوال چونکہ یہ جہان فانی اور گزرنے والا ہے کیا لکھے جائیں چھوٹوں پر شفقت رکھو اور اُن کو ہماری طرف سے راضی کرو اور ایمان کی سلامتی کی دُعا سے مدد و معاون رہو۔ بار بار یہی لکھا جاتا ہے کہ وقت کو بیہودہ اُمور میں ضائع نہ کرو اور ذکر الٰہی کے سوا کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ اب کتابوں کے مطالعہ اور طلباء کے تکرار کا وقت نہیں۔ اب ذکر کا وقت ہے۔ تمام نفسانی خواہشوں کو جو جُھوٹے خدا ہیں لا کے نیچے لا کر سب کی نفی کر دو اور کوئی مراد و مقصود سینے میں نہ رہنے دو۔ حتیٰ کہ خلاصی بھی جو کہ تمہارے لیے نہایت ضروری ہے۔ تمہاری مراد و مطلوب نہ ہو اور حق تعالیٰ کی تقدیر اور فعل اور ارادہ پر راضی رہو۔ اور کلمہ طیبہ کے اثبات کی جانب میں غیب ہویت کے سوا جو تمام معلومات و متخیّلات کے وراء الوراء ہے، کچھ نہ رہے حویلی و سرائے و چاہ و باغ اور کتابوں اور دوسری تمام اشیاء کا غم سہل ہے۔ ان میں سے کوئی چیز تمہارے وقت کی مانع نہ ہو اور حق تعالیٰ کی مرضیات کے سوا تمہاری کوئی مراد و مرضی نہ رہے۔ ہم اگر مر جاتے تو یہ چیزیں بھی چلی جاتیں بہتر ہے کہ ہماری زندگی میں چلی جائیں تاکہ کوئی فکر نہ رہے۔ اولیاء نے ان اُمور کو اپنے اختیار سے چھوڑا ہے۔ ہم حق تعالیٰ کے اختیار سے ان اُمور کو چھوڑ دیں اور شکر بجالائیں۔ اُمید ہے کہ مخلصین بفتح لام میں سے ہو جائیں۔ جہاں تم بیٹھے ہو اسی کو اپنا وطن خیال کرو۔ چند روز زندگی جہاں گذرے یاد حق میں گذر جائے، دُنیا کا معاملہ آسان ہے۔ اس کو چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ رہو اور اپنی والدہ کو تسلّی اور آخرت کی ترغیب دو۔

نوافل کی نسبت فرائضِ پر زیادہ توجہ دی جائے

درادائے فرائض اہتمام تمام بائید نمود و در حِل و حرمت نیک احتیاط باید فرمود عبادات نافلہ در جنب عبادات فرائض کالمطروح فی الطریق اندواز اعتبار ساقط اند اکثر مردم ایں وقت در ترویج نوافل اندو در تخریب فرائض دراتیان نوافل عبادات اہتمام دارند و فرائضِ را خوار و بے اعتبار و بے اعتبار شمرند مبلغ

دکلی بتقریب بمستحق وغیر مستحق بدہند اما یک جتیل درادائے زکوٰۃ ایشاں رادر مصرف داون متعسر ست نمید انند کہ یک جتیل درزکوٰۃ داون بہ از لکھہائے صدقہ نافلہ است دزادائے زکوٰۃ مجرد امتثال امر مولیٰ است جل سلطانہ ودر صدقہ نافلہ بسیار است کہ منشاء آں ہوائے نفسانی بود۔ لہٰذ در فرض ریا راگنجائش نیست ودر نفل جولا نگاہ ریا است از ینجاست کہ درادائے زکوٰۃ اظہار اولیٰ است کی نفی تہمت نماید ودر صدقہ نافلہ استتار بہتر است کہ الیق بقبول ست جملہ از التزام احکام شریعہ چارہ نیست تا از مضرت دنیا رستگاری متصوری شود اگر بہ حقیقت ترک دُنیا میسّر نہ گرد واز ترک حکمی دُنیا کوتہی نکنند وآں التزام شریعت است دراقوال وافعال وَاللّٰہُ سُبْحَانَہُ الْمُوَفِّقُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم۔ صفحہ ۸۲-۸۳ مکتوب نمبر ۸۲)

ترجمہ :۔ ادائے فرائض میں خصوصاً کوشش کرنی چاہیئے اور حلت وحرمت میں بڑی احتیاط برتنی چاہیئے اور عبادات نوافل کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں خس وخاشاک کی طرح بے اعتبار جاننا چاہیئے۔ اس زمانہ میں لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں۔ یعنی نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں اور فرائض کو بے اعتبار جانتے ہیں۔

سب کا سب روپیہ وقت بے وقت مستحق اور غیر مستحق لوگوں میں خیرات کر دیتے ہیں۔ لیکن ایک حبہ بطور زکوٰۃ کے طور پر خرچ نہیں کرتے۔ یہ نہیں جانتے کہ ایک حبہ بطور زکوٰۃ مصرف شرعیہ کے مطابق دنیا صدہا صدقہ سے نافع اور بہتر ہے۔ کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں حق سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے اور صدقہ میں اکثر ہوائے نفسانی کی تابعداری، پس اس لیے فرض ریا کی گنجائش نہیں، اور نوافل میں ریا کا دخل ہے۔ یہی سبب ہے کہ زکوٰۃ کو ظاہر کرکے دینا بہتر ہے۔ تاکہ تہمت دُور ہو جائے اور صدقہ چھپا کر دینا بہتر ہے، جو قبولیت کے لیے مناسب ہے۔

غرض جب تک احکام شرعیہ کو لازم نہ پکڑیں تب تک دنیا کی مضرت سے نہیں بچ سکتے۔ اگر دنیا کی ترک حقیقی میسّر نہ ہو تو ترک حکمی میں کوتاہی نہ کرنی چاہیئے۔ نیز اقوال وافعال میں شریعت کے احکام پر نظر رکھنا لازمی ہے۔ سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا۔

ہر مقام پر اتباعِ سُنّت ضروری ہے

مراد از کمال شر و نقص علم ذوقی ست نہ آنکہ بہ شرارت و نقص متصف شود صاحب این متخلق با اخلاق اللہ ست تعالیٰ شانہ و تقدس۔ این علم ہم از جملہ ثمرات آں تخلق ست شرارت و نقص را دراں موطن چہ مجال جز آنکہ علم بآن متعلق شود این علم بواسطہ شہود تام بخیر محض است کہ در جنب آن ہمہ شرمی نماید این بعد از فرو آمدن نفس مطمئنہ است بمقام خود۔ ہذا تا این قسم خود را بزمین نزند و کارش تا باین انجام نرسد از کمالِ مولائے خود جل شانہٗ بے نصیب ست فکیف کہ خود را عین مولا داند و صفات خود را صفات او انگارد۔ تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا. این الحاد در اسماء و صفات ست ارباب این در زمرہ وَذَرِ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ اَسْمَآئِهٖ داخل اند نہ آنکہ ہر کہ جذبہ او بر سلوک مقدم ست از محبوبین ست لیکن تقدم جذبہ شرط است در محبوبیت آرے در ہر جذبہ نحوے از معنی محبوبیت حاصل است کہ جذب بے آن نمی شود و آں معنی از عوارض پیدا شدہ است ذاتی نیست آں معنی ذاتی غیر معطل ست بِشَيْئٍ مِنَ الْاَشْيَآءِ چنانچہ ہر منتہی را آخر جذبہ میسر ست اما داخل زمرہ محبان است بواسطہ عارض معنی محبوبیت پیدا شدہ است وَهُوَ لَا يَكْفِيْ فِيْهِ و آں عارض تزکیہ و تصفیہ است و در بعضے مبتدیان اتباع آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام وَلَوْ بِالْجُمْلَةِ باعثِ حصول آں معنی فی الجملہ است بلکہ در منتہی ہم اتباع ست و بس و در محبوبان ظہور آں معنی ذاتی فضلی نیز وابستہ باتباع آں سرور عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ واسمے کہ ربّ اوست مناسب اسمیکہ ربّ آنحضرت ست علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واقع شدہ است در حقِ این خصوصیت واز آنجا این سعادت اکتساب کردہ۔

(دفتر اوّل حصّہ اوّل صفحہ ۱۹۔ ۱۸۔ مکتوب نمبر ۹)

ترجمہ:۔ کمال شر اور نقص سے مراد اس کا علم ذوقی ہے، نہ یہ کہ شرارت و نقص سے متصف ہو، اس علم والا اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہے اور یہ علم بھی اسی تخلق کے ثمروں میں سے ہے، شرارت و نقص کو مقام میں کیا مجال ہے۔ سوائے اس کے کہ علم اس کے

متعلق ہو۔ یہ علم شہود تام کی وجہ سے خیر محض ہے کہ جس کے پہلو میں سب کچھ شر دکھائی دیتا ہے۔ یہ معاملہ نفس مطمئنہ کے اپنے مقام پر اُتر آنے کے بعد ہے۔ پس بندہ جب تک اس طرح اپنے آپ کو زمین پر نہ ڈالے اور کام یہاں تک نہ پہنچائے، اپنے مولا جلّ شانہ کے کمال سے بے نصیب ہے۔ پس اس کا کیا حال ہوگا جو اپنے آپ کو عین مولا جانے اور اپنی صفات کو اس ذات پاک کی صفات خیال کرے۔ (اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند ہے) یہ امر اسماء وصفات میں الحاد وزندقہ ہے۔ اس عقیدے والے لوگ اس گروہ میں شامل ہیں جن کے حق میں یہ آیت ہے (ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں) یہ نہیں کہ جس کا جذبہ سلوک پر مقدم ہے۔ محبوبین میں سے ہے لیکن محبوبیّت میں جذبہ کا اوّل ہونا شرط ہے۔ ہاں ہر جذبہ میں محبوبیّت کے ایک قسم کے معنی حاصل ہیں کہ جن کے بغیر جذبہ نہیں ہوتا اور وہ معنی عوارض سے پیدا ہوتے ہیں ذاتی نہیں ہیں اور وُہ ذاتی معنی کسی شے سے معلل اور وابستہ نہیں ہیں جس طرح ہر منتہی کو آخر جذبہ حاصل ہے، لیکن محبّوں کے زمرہ میں داخل ہے، نہ زمرہ محبوبین میں اسی طرح عارض کے سبب محبوبیت کے معنی پیدا ہوئے اور یہ بات اس کے حق میں کافی نہیں ہے اور وُہ عارض تصفیہ وتزکیہ ہے اور بعض مبتدیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اگرچہ بعض امور میں ہو مجمل طور پر اس معنی کے حاصل ہونے کا باعث ہے۔ بلکہ منتہی میں بھی اتباع ہی ہے اور محبوبوں میں ان ذاتی فضلی معنوں کا ظہور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی مناسبت کی وجہ سے ہیں اور وُہ اسم جو اِس کا ربّ ہے اِس خصوصیّت کے حق میں اس اِسم کے مناسب واقع ہُوا ہے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ربّ ہے اور وہاں سے یہ سعادت حاصل کی ہے۔

شریعت، صورت اور حقیقت

کہ شریعت را صورتے است وحقیقتے صورتش آں ست کہ علماء ظواہر بہ بیان آن متکفل نادو چیقلش آن کی صوفیہ علیہ بآں ممتاز اند نہایت عروج صورت شریعت تا نہایت سلسلہ ممکنات است بعد ازاں اگر در مراتب وجوب وسیر واقع شود صورت با حقیقت ممتزج خواہد بود و ایں معاملہ امتزاج نیز تا عروج بشان العلم است کہ

مبداء تعیّن سیّد البشر است عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات بعد ازاں اگر ترقی واقع شود صورت وحقیقت ہر دو وداع خواہند نمود ومعاملہ عارف بشان الحیواۃ خواہد افتاد ایں شان عظیم الشان را با عالم ہیچ مناسبتے نیست از شیونات حقیقیہ است کہ گرد اضافت بآں نرسیدہ است تا تعلقے با عالم پیدا کند وایں شان دروازہ مقصود است ومقدمہ مطلوب دریں موطن عارف خود را از دائرہ شریعت بیرون می یابد امّا چوں محفوظ است دقیقہ از دقائق شریعت فرو نمی گزارد۔ (حوالہ: دفتر اوّل حصہ سوم صفحہ نمبر ۵۷ مکتوب نمبر ۱۷۲)

ترجمہ:۔ شریعت کے لیے ایک صورت یعنی ظاہر ہے، اور ایک حقیقت یعنی باطن ہے۔ اس کی صورت وُہ ہے جو علمائے ظاہر اس کے بیان کرنے کے ذمہ دار ہیں اور اس کی حقیقت وُہ ہے جس سے صوفیہ علیہ ممتاز ہیں۔ شریعت کی صورت کا نہایت عروج سلسلہ ممکنات کی نہایت تک ہے۔ بعد ازاں اگر وجوب کے مرتبوں میں سیر واقع ہو تو صورت حقیقت کے ساتھ مِل جائے گی اور اِس آمیزش کا معاملہ بھی شانِ علم کے عروج تک ہے جو سیّد البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعیّن کا مبداء ہے۔ اس کے بعد اگر ترقی واقع ہو تو صورت وحقیقت دونوں کو وداع کریں گے اور عارف کا معاملہ شانِ حیات سے جا پڑے گا اور اس عظیم الشان شان کو عالم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے۔ یہ شان حقیقی شیونات سے ہے جس کو اضافت کی گرد نہیں پہنچی۔ تا کہ جہاں سے تعلق پیدا کرے اور یہ شان مقصود کا دروازہ اور مطلوب کا مقدمہ ہے۔ اس مقام میں عارف اپنے آپ کو دائرہ شریعت سے باہر پاتا ہے لیکن چونکہ محفوظ ہے اس لیے شریعت کے دقائق میں سے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرتا۔

طریق سلسلہ عالیہ کے فیوض وبرکات

اکابر این طریقہ علیہ از ذکر جہر اجتناب فرمودہ وذکر قلبی دلالت نمودہ اند واز سماع ورقص ووجد وتواجد کہ در زمان آں سرور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام وور زمانِ خلفائے راشدین نبودہ علیھم الرّضوان منع فرموجودہ وخلوت واربعین کہ در صدر اوّل نبودہ بجائے آں خلوت در انجمن اختیار کردہ لاجرم نتائج عظیمہ بریں التزام مترتب

گشتہ است وثمرات کثیرہ بر آں اجتناب متفرق شدہ ازیں جاست کہ نہایت دیگراں در بدایت ایں بزرگواراں مندرج است ونسبت ایشاں فوق ہمہ نسبت ہا آمدہ کلام ایشاں دواء امراض قلبیہ است ونظر شان شفاء علل معنویہ وتوجّہ و جمیلہ ایشان طالبان را از گرفتاری کونین نجات می بخشد وہمت رفیع شان مریدان را از حضیض امکان بذروۂ وجوب می بُرد۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

(مکتوب نمبر ۱۶۸، دفتر اوّل حصہ سوم، صفحہ ۵۲)

ترجمہ:۔ اس طریقہ علیہ کے بزرگوں نے ذکر جہر سے پرہیز فرمایا ہے اور ذکر قلبی کی رہنمائی کی ہے اور سماع ورقص وتواجد سے جو آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھے ان سے منع کیا ہے اور خلوت وچلّہ جو صدر اوّل میں نہ تھا۔ اس کی بجائے خلوت اور انجمن اختیار کی ہے۔ اسی سبب سے بڑے بڑے نتیجے اس التزام پر مترتب ہوئے ہیں اور بہت قسم کے فائدے اس اجتناب سے حاصل ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت ان بزرگواروں کی ابتداء میں مندرج ہے اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔ ان کا کلام ولی مرضوں کی دوا ہے، اور ان کی نظر باطنی امراض کی شفا ہے۔ ان کی بزرگ توجہ طالبوں کو دونوں جہاں کی گرفتاری سے نجات بخشتی ہے اور ان کے بلند ہمت مُریدوں کو امکان کی پستی سے وجوب کی بلندی تک پہنچاتی ہے۔

عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبند
کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ حرم تک قافلے کو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احوال آخرت کا تذکرہ دُنیا سے بہتر ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بعد الحمد والصلوٰة وتبلیغ الدعوات میرساند دریں مدت از احوال باطن خود خبر معتد بہ نوشتہ نہ آمد تا باعث فرحت باشد امور دنیا لا طائل است دنیا و مافیہا کرای آن نمی کند کہ تذکر احوال آخرت را گزاشتہ کسی بحشویات اشتغال نماید ہر چند نیت شما خیر خواہد بود اما حسنات الابرار سیأت الابرار سیأت المقربین شنیدہ باشند بہر حال متوجہ احوال باطن باشند و طفیلی را ضروری دانند والضرورۃ تتقدر بقدر ھا اللہ سبحانہ الحمد والمنۃ کہ فقرای اینجای ہر چند رزق معلوم ندارند اما بی سعی و بے کوشش بضر اغت و وسعت میگزرانند زیادہ از قدر کفاف می رسد روز نو روزی تو نقد وقت ماست ۔ باقی احوال ایں حدود مستوجب حمد است دریں چند ماہ وبا عود کردہ بود کسیکہ اجل اور سیدہ بود مُرد و حالا برطرف شدہ است للہ سبحانہ، الحمد والمنۃ علیٰ جمیع النعماء والسلام ۔

(مکتوب نمبر ۶۵، دفتر دوم صفحہ ۳۶ حصہ ہفتم)

ترجمہ:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ حمد وصلوٰۃ اور دُعا کے بعد واضح ہو کہ آپ نے اتنی مدت سے اپنے باطنی احوال کی پختہ خبر نہیں لکھی تا کہ خوشی کا باعث ہوتی ۔ دنیا و مافیہا بے فائدہ اور بیہودہ امور ہیں ۔ اس لائق نہیں ہیں کہ انسان آخرت کے احوال کا تذکرہ چھوڑ کر آپ بیہودہ کاروباروں میں مشغول رہے ۔ اگر چہ آپ کی نیت نیک ہو گی مگر آپ نے سُنا ہی ہو گا کہ (ابرار کی نیکیاں مقربوں کے گناہ ہیں) بہر صورت اپنے احوال کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور طفیلی کو ضروری جاننے چاہئیں، ضرورت بقدر ضرورت ہونی چاہیے) اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ یہاں کے فقراء اگر رزق معلوم نہیں رکھتے لیکن سعی و کوشش کے بغیر کفایت سے زیادہ رزق پہنچ رہا ہے ۔ ہر روز نئی روزی آ جاتی ہے ۔ اس طرف کے باقی احوال حمد کے لائق ہیں و پچھلے چند مہینوں میں پھر وبا کا غلبہ ہو گیا تھا ۔ جس جس کی اجل آ چکی تھی مر گئے ۔ اب وباء دُور ہو گئی ہے ۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر اور احسان ہے ۔ والسلام!

امام ابو حنیفہ کا مسلک افضل ترین ہے

پس سواداعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضال ومبتدع باشند بلکہ از جرگہ اہل اسلام بیرون بوند ایں اعتقاد نکند مگر جاہلی کہ از جہل خود بے خبراست یا زندیقی کہ مقصودش ابطال شطر دین است ناقصی چند احادیث رایاد گرفتہ اند واحکام شریعت را منحصر دراں ساختہ اند وماورائے معلوم خود را نفی می نمایند وآنچہ نزد ایشاں ثابت نشدہ منتفی میسارند۔

چوآن کرمی کہ در سنگ نہاں است
زمین وآسمان او ہماں است

وائے ہزاروائے از تعصبہائے باردایشاں واز نظرہائے فاسد ایشان بانی فقہ ابو حنیفہ است وسہ حصہ از فقہ اورا مسلم داشتہ اند ودرربع باقی ہمہ شرکت دارند باوے درفقہ صاحب خانہ اوست ودیگراں ہمہ عیال وی اند باوجود التزام ایں مذہب مرا با امام شافعی گویا محبت ذاتی است وبزرگ میں دانم لہٰذا در بعضی اعمال نافلہ تقلید مذہب او میںنائم اماچہ کنم کہ دیگرآنرا باوجود وفور علم وکمال تقوی در جنب امام ابی حنیفہ دررنگ طفلاں می یابم والامر الی اللہ سُبحَانَہٗ براسر اصل سخن رویم وگویم کہ بالاگزشتہ است کہ اختلاف احکام اجتہادیہ اگرچہ آن اختلاف از پیغمبر صادرشود مستلزم نسخ نیست بخلاف اختلاف دراحکام شرعیہ کتاب وسُنّت کہ موجب نسخ است کامر ایضاً تحقیقہ پس مقرر شُد کہ معتبر وراثبات احکام شرعیہ کتاب وسنّت است وقیاس مجتہدان واجماع اُمّت نیز مثبت احکام است۔

(دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر ۵۵۔ صفحہ ۱۵)

ترجمہ:۔ تو ان فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سواد اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہ اسلام سے باہر ہے۔ اس قسم کا اعتقاد وہ بے وقوف جاہل کرتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا وہ زندیق جس کا مقصود یہ ہے اسلام کا نصف حصہ باطل ہو جائے۔ ان چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو یاد کر لیا ہے اور شریعت کے احکام کو انہی پر موقوف رکھا ہے اور اپنی معلومات کے ماسوا سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ اُن کے نزدیک صادق نہیں ہُوا اُس

کا انکار کردیتے ہیں۔

وُہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے   وہی اس کا زمین و آسماں ہے

ان کے بیہودہ تعصبوں اور فاسد نظروں پر ہزار ہا افسوس ہے۔ فقہ کے بانی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور فقہ کے تین حصے اُن کو مسلم ہیں اور باقی چوتھے حصے میں سب شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ وہی ہیں اور دوسرے سب اُن کے عیال ہیں۔ باوجود اس مذہب کے التزام کے مجھے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے محبّت ذاتی ہے اور میں اُن کو بزرگ جانتا ہوں اسی واسطے بعض اعمال نافلہ میں اُن کے مذہب کی تقلید کرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں کہ دوسرے لوگ باوجود کمال علم وتقویٰ کے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے مقابلہ میں بچّوں کی طرح نظر آتے ہیں (پوری پوری حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں) اب ہم اصل بات کو بیان کرتے اور کہتے ہیں کہ اُوپر گزر چکا ہے کہ احکام اجتہادیہ کا اختلاف اگرچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے صادر ہو، نسخ کو مستلزم نہیں برخلاف کتاب وسنّت کے احکام کے اختلاف کے جو نسخ کا موجب ہے جیسے کہ اس کی تحقیق گزر چکی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ احکام شرعیہ کے ثابت کرنے میں معتبر کتاب وسنّت ہے اور مجتہدوں کا قیاس اور اجماع اُمّت بھی حقیقت میں احکام کے مثبت ہیں۔

تلاوت کے درجات

پس قریب ترین اشیاء بجنابِ قُدس خداوندی جلّ سلطانہٗ قرآن مجید باشند و ظاہر ترین صفات واجبی ہم اُو جل سلطانہ کہ گردے از ظلیتِ بوے نرسیدہ است وخس وخاشاکِ تقدیم وتاخیر را خیر را در چشم مجوباں انداختہ باصالت خود در عالم ظلال جلوہ گر شتہ لہٰذا افضل عبادات تلاوتِ قرآن مجید آمدہ شفاعتِ او مقبول ترین شفاعتِ دیگراں گشت چہ شفاعت ملک مقرب وچہ شفاعت بنی مرسل نتائج وثمرات کہ بر تلاوتِ قرآنی مترتب میشود چہ تفصیل آن تواند نمود بساست کہ تالی را برداشتہ بدرجاتے بردہ است کہ مور آنجا گنجائش متصور نبود۔

(دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۰۰ حصہ نہم صفحہ نمبر ۱۷)

ترجمہ:۔ پس خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام اشیاء سے مقبول ترین قرآن مجید ہے اور حق

تعالیٰ کی صفات عالیہ سے ظاہر بھی یہی صفت ہے جس کو ظلیت کی گرد بھی نہیں لگی اور تقدیم وتاخیر کے خس وخاشاک کو محجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہُوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام عادات سے افضل ترین قرآن مجید کی تلاوت ہے اور اس کی شفاعت دوسروں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے۔ خواہ ملک مقرب کی شفاعت ہو خواہ نبی مرسل کی اور وہ نتائج وثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مترتب ہوتے ہیں۔ تفصیل کے محتاج نہیں۔ بسا اوقات تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات تک لے جاتا ہے کہ وہاں بال کی بھی گنجائش نہیں ہوسکتی۔

لاء کی حقیقت سے موجود کی نفی کرنا چاہیے

حضرت خواجہ نقشبند قُدس سرہ می فرماید ہر چہ دیدہ شُد وشنیدہ شُد دانستہ شُد آن ہمہ غیر است بحقیقت حکم لانفی باید کرد پس شہودِ وحدت در کثرت نیز شایان نفی گشت وہر چہ شایان نفی است از آن جناب قدس منتفی است این کلام حضرت خواجہ مرا از ین شہود برآوردہ است در از گرفتار یہائے مشاہدہ ومعائنہ نجات بخشید ہ درخت را از علم بجہل کشیدہ از معرفت بحیرت بُردہ جَزَاہُ اللّٰہ سُبْحَانَہٗ عَنِّیْ خَیْرَ الْجَزَآءِ من باین یک سخن مُرید حضرتِ خواجہ ام وحلقہ بگوشِ ایشان والحق از اَولیا کم کے بمثل ایں عبارت تکلّم نمودہ است وجمیع ومشاہدات ومعائنات را برین نہج نفی ساختہ۔ (دفتر اوّل حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۷۲ صفحہ نمبر ۱۱)

ترجمہ:۔ حضرت خواجہ نقشبند قُدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سُنا گیا اور جانا گیا۔ اس کا سب غیر ہے کلمہ لا کی حقیقت سے اس کی نفی کرنی چاہیئے۔ پس کثرت میں وحدت کا مشاہدہ بھی نفی کے لائق ہے وُہ اس پاک بارگاہ سے منتفی اور دُور ہے۔ حضرت خواجہ قُدس سرہٗ کے اُس کلام نے مجھ کو اس شہود سے نکال دیا ہے، اور مشاہدہ اور معائنہ کی گرفتاری سے نجات بخشی ہے اور میرے اسباب کو علم سے جہل کی طرف اور معرفت سے حیرت کی طرف لے گیا ہے۔ جَزَاہُ اللّٰہ سُبْحَانَہٗ عَنِّیْ خَیْرَ الْجَزَآءِ (اللہ تعالیٰ اُن کو میری طرف سے جزائے خیر دے) میں صرف اسی ایک بات سے حضرت خواجہ قدس

سرہٗ کا مُرید اور حلقہ بگوش ہوں اور واقعی اَولیا میں سے شاید ہی کسی نے اِس طرح کی عبارت بیان کی ہو اور تمام مشاہدات و معائنات کی اس طرح پر نفی کی ہو۔

بیان سلوک از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ انسان دس لطیفوں سے مرکب ہے۔ اور وہ پانچ لطیفے تو عالم سے ہیں اور پانچ عالم خلق سے۔ عالم امر کے پانچ لطیفے یہ ہیں۔(۱)۔ قلب (۲) روح (۳) سِر (۴)۔ خفی (۵)۔ اخفیٰ۔ اور عالم خلق کے پانچ لطیفے یہ ہیں۔(۱)۔ نفس، عناصر اربعہ (۲)۔ آگ (۳)۔ مٹی (۴)۔ پانی (۵)۔ ہوا۔ عالم امر اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا ظہور امر کن سے ہوا۔ اور عالم خلق بتدریج تخلیق کیا گیا۔ عالم امر فوق العرش ہے۔ جبکہ عالم خلق زیر عرش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہیکل جسمانی وانسانی کو پیدا فرما کر عالم امر کے یہ لطائف اُسمیں چند جگہ عنایت فرمائے ہیں۔ اور انسان کے جسم کے ساتھ اسے ایک خاص تعلق اور تعشق بخشا ہے۔ ہر ایک انسان میں صفات الٰہیہ کا پرتو موجود ہے۔ بعض اوقات تو صفات باری تعالیٰ کی تکمیل انسان کے ذریعے سے ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہ خصوصیات کچھ زیادہ ہی قوت کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اور اولوالعزم انبیاء کی کسی ایک ایک خاصیت کو زیادہ اور نمایاں طور پر ودیعت فرمایا گیا ہے۔ ہر لطیفہ کی ولایت کسی نبی کے زیر قدم ہے۔ چنانچہ وہ لطائف جو کہ انبیاء کیساتھ منسوب ہیں۔ اس نبی کی خصوصیت کی تکمیل کیلئے اُس نبی کے تابع قدم ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں دیکھنا ہوگا۔ کہ ہمارا قدم کس قدر مضبوطی سے اپنے متبوع کے تابع ہے۔ اور ہم اُس نبی کی اس خصوصیت کی کس قدر تکمیل کر رہے ہیں لہٰذا ہمیں اُس لطیفے کی زیادہ مشق کرنا چاہیئے اور اگر اُس میں کچھ خامی نظر آئے تو جان لینا چاہیئے۔ کہ ابتدا میں کچھ کمی ہے۔ لہٰذا اسی وقت لطیفہ قلب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہی لطیفہ دیگر لطائف کے حصول کا بڑا راستہ ہے۔ اس کے بغیر دیگر لطائف کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ ہر لطیفے کی اصل عالم امر سے ہے۔ چنانچہ اصل نفس اصل قلب سے ہے۔ اصل باد اصل روح سے ہے۔ اصل آب اصل سِر سے ہے۔ اصل نار اصل خفی سے اور اصل خاک اصل اخفیٰ سے ہے جب انسان نے ان لطائف اور اپنی اصل سے غفلت کر لی تو پیکر جسمانی وظلمانی میں

مشغول ہو کر منزل مقصود سے رہ گیا۔ چونکہ یہ لطائف انسان کے اصل الاصل ہیں۔ لہٰذا طالب بطور هل من مزید اپنے اصل کی طرف رجوع کرتا ہے۔

ہر کسے کہ دور ماند از اصل خویش ۔۔۔ باز جوید روزگار وصل خویش

اسی لئے اُسے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اُس شخص کے شامل حال ہو جائے۔ تو وہ کسی اللہ کے دوست کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ بزرگ ریاضات ومجاہدات کا حکم فرما کر اس کے باطن کا تزکیہ وتصفیہ فرما دیتا ہے۔ اور کثرت اذکار وافکار سے وہ لطائف اپنی اصل پر متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نوازش وعنایت سے یہ لطائف ظاہر ہو جائیں۔ تو انسان ہر قسم کی کثافت بشریہ سے مصفل ہو جاتا ہے۔ اور یہ تصفل وتصفیہ بجز ذکر الٰہی ممکن نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب**۔ ایک اور جگہ فرمایا **واذکر اللّٰہ کثیرا لعلکم تفلحون**۔ ان بزرگان طریقہ عالیہ نقشبندیہ نے سالکان کیلئے چار شرائط مقرر فرمائی ہیں۔ اول۔ متابعت شریعت میں عقائد مطابق وموافق آرائے اہل سنت والجماعت، دوم۔ لقمہ حلال، سوم ذکر کثیر، چہارم۔ اجازت شیخ کامل۔

(۱) لطیفہ قلب:

جب سالک ان منازل سے گزر چکے۔ تو سب سے پہلے لطیفہ قلب طے کرے۔ اس لطیفہ کا نور زرد ہے۔ اس کی جگہ پستان چپ بفاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو ہے۔ اس کی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ جو کوئی اسے طے کرے اُسے آدم المشرب کہا جاتا ہے۔

ہر لطیفہ مطابق طریقہ مراقبہ طے کیا جاتا ہے۔ جو اس طرح ہے۔ کہ سالک آنکھیں بند کرے لب برلب، دانت پر دانت رکھ کر زبان کو تالو کے ساتھ چسپاں کرے۔ اور تمام خیالات وخطرات کو دل سے نکال باہر کرے۔ اور ہر لمحہ اس بات کا خیال رکھے۔ کہ دیگر خیالات کا گزر دل کے اندر نہ ہونے پائے۔ اور کمال حضوری سے لفظ اللّٰہ کی ضرب قلب یا دیگر لطائف کے مقامات پر لگائے اور کثرت سے ذکر کرے کہ قلب ہر وقت ذکر کا عادی ہو جائے۔ اور سالک تکلیف سے بھی ترک ذکر کی خواہش کرے تو اس

کیلئے ممکن نہ ہو۔ حضرت شاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ے لب بہ بند و چشم و گوش بند گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

(۲) لطیفہ ءروح:

اس کے بعد دوسرا لطیفہ روح ہے۔ یہ زیر پستان راست بفاصلہ دہ (دس) انگشت ہے۔ اس لطیفے کا نور سرخ ہے اور اس کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے جس کو یہ حاصل ہو جائے اُسے ابراہیم المشرب کیا جاتا ہے۔

(۳) لطیفہ ءسر:

تیسرا لطیفہ سرِ ہے۔ اس کی جگہ بائیں پستان سے بفاصلہ دو انگشت سینے کی طرف ہے۔ اس لطیفے کے نور کا رنگ سفید مانند پنیر ہے۔ اور اس کی ولایت زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ اس کے حامل کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔

(۴) لطیفہ ءخفی:

چوتھا لطیفہ خفی ہے۔ اس کا مقام دائیں پستان سے دہ (دس) انگشت سینے کی طرف ہے۔ اس کے نور کا رنگ سیاہ ہے۔ اور اس کی ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے۔ نور کے حاصل کرنے والے کو عیسوی المشرب کہا جاتا ہے۔

(۵) لطیفہ ءاخفی:

پانچواں لطیفہ اخفیٰ ہے۔ اس کی ولایت نبی آخر الزماں ﷺ کے زیر قدم ہے۔ اس کے نور کا رنگ سبز زمرد مائل ہے اس کا مقام خفی سے اوپر وسط سینہ ہے۔ جس کو یہ لطیفہ حاصل ہو جائے۔ اُسے لوگ محمدی المشرب کہتے ہیں۔ حضرت محبوب سبحانی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ، فرماتے ہیں کہ نماز تہجد اندھیرے میں پڑھی جائے۔ کیونکہ اس سے اخفیٰ جلد حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح حضور ﷺ کی ذات پر دین کی تکمیل ہوئی۔ اسی طرح دیگر لطائف کی تکمیل بھی حضور ﷺ کے ساتھ منسوب لطیفے کو طے کرنے سے ہوتی ہے۔ اور جس طرح تمام انبیاء حضور اکرم ﷺ کے زیر سایہ ہیں۔

اسی طرح لطیفہ اخفیٰ جس کی ولایت حضور علیہ ﷺ کے زیر قدم ہے تمام ولایتوں کی تکمیل کرتی ہے۔

(۶) لطیفۂ نفس:

لطیفۂ نفس کا مقام پیشانی ہے۔ اس کے نور کا رنگ سفید مثل آفتاب ہے۔ ان لطائف کو طے کرنے کیلئے محبت شیخ اور مراقبہ ضروری ہیں۔ محبت شیخ کیلئے تصور شیخ ضروری ہے۔ تصور شیخ وسیلہ وذریعہ حضوری قلب ہے خارجی خطرات سے محفوظ ہو کر سالک جلد ہی لطائف عشرہ کو طے کر سکتا ہے۔ بعض لطائف کے نزدیک جب لطائف کے انوار ستاروں کی مانند نظر آنے لگیں۔ تو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ پانچ لطائف عالم خلق اور پانچ لطائف عالم امر حاصل ہو چکے ہیں۔

جب پانچوں لطائف میں پختہ ہو جائے۔ تو بیک تصور پانچوں ذکر کرے۔ تا کہ پورے بدن سے ذکر جاری ہو جائے۔ اسے سلطان الاذکار کہتے ہیں بعدہ، ذکر نفی اثبات کرے اس کے بعد مراقبات عشرہ کرے جو کہ چار کے اندر جمع ہیں۔

ویسے اس دور میں طالبوں کی ہمت واستطاعت کم ہے۔ اس لئے پیران نقشبند پہلے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور ریاضات ومجاہدات شاقہ کی بجائے۔ اعمال اور عبادات میں میانہ روی کا حکم کرتے ہیں۔ حد اعتدال کی ہر حالت میں رعایت رکھتے ہیں۔ اور طالب کے حق میں توجہ باطنی فرماتے ہیں۔ کیونکہ کئی چلے بھی اس کی برابری نہیں کر سکتے۔

آنکہ بتبریز یافت یک نظر شمس دیں　　　　سخرہ کند بردہ طعنہ زند بر چلہ

طالبوں کو بدعت سے اجتناب اور اتباع سنت کا حکم فرماتے ہیں۔ حتی الوسع رخصتی عمل اُس کے حق میں تجویز کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اپنے طریقہ میں ذکر خفی اختیار کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ذکر خفی کی ستر درجہ ذکر جلی سے افضلیت ثابت ہے۔ طریقۂ نقشبندیہ اقرب واسبق، اوفق، احکم واسلم واصدق، ادنیٰ واعلیٰ واجل وارفع واکمل واجمل ہے۔ اس طریقہ میں تین اشغال کا معمول ہے۔ ۱۔ شغل ذکر۔ ۲۔ شغل مراقبہ۔ ۳۔ شغل ذکر رابطہ۔ شغل اول:۔ ذکر اسم ذات بانفی اثبات مگر پہلے سالک کو صرف اسم ذات ہی کے لئے ارشاد

فرمایا جاتا ہے۔ اور اس کا طریقہ یوں ہے۔ کہ سب سے پہلے سالک اپنے قلب کو جمیع خطرات و حدث النفس سے خالی کر کے گذشتہ و آئندہ کی اپنے دل سے نفی کرے۔ اور رفع خطرات کے لئے جناب الٰہی میں تضرع و زاری کرے۔ اور جس بزرگ سے تلقین پائے۔ اُس کی صورت کا تصور دل کے مقابل یا دل کے اندر لے جائے اس تصور صورت شیخ کو ذکر رابطہ کہتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ اگر ذکر کے وقت بھی شیخ کا تصور بے تکلف ظاہر ہو۔ تو اُس کو بھی قلب کی طرف لے جانا چاہیے۔ اور قلب پر نگاہ رکھ کر ذکر کرنا چاہئے۔ اس کے بعد پھر ذکر میں مشغول ہو۔ مگر ساتھ وقوف قلبی کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ذکر تنہائی خطرات کی نگہداشت کیلئے ہے۔ اور وہ وقوف قلبی ہے بغیر فائدہ مند نہیں۔ حضرت امام طریقہ شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ وقوف عددی کو اتنا لازم نہیں سمجھتے تھے۔ جتنا کہ وقوف قلبی کو شرائطِ واجبات سے فرماتے تھے۔ طالب ہر وقت اٹھتے بیٹھتے۔ لیٹتے، چلتے پھرتے، اسم مبارک **اللّٰہ** کا ذکر زبان سے جاری رکھے۔ اور اسی کی نگہداشت میں مصروف رہے۔ اور اسی کی طرف دھیان لگائے رکھے۔ تاکہ ذکر کرے۔ پھر لطیفہ سر، پھر لطیفہ خفی، پھر لطیفہ اخفیٰ اور پھر لطیفہ نفس کا ذکر کرے۔ اس کی جگہ وسط پیشانی میں ہے۔ اس کے بعد سارے بدن سے ذکر کرے۔ اسے لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں۔ طالب کو چاہئے کہ وہ اس کثرت سے ذکر کرے۔ کہ ہر رگ و پے اور بن مُو سے ذکر کی ہی آواز سنائی دے۔ ذکر کے اس طریقہ کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ پھر ذکر نفی اثبات طالب کو تلقین فرماتے ہیں۔

جس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ نفس کو زیر ناف تصور کر کے لفظ **لا** کو ناف سے اٹھا کر پیشانی تک لے جائے۔ اور **الٰہ** کو دائیں کندے پر لا کر **الا اللّٰہ** کی ضرب اس طور سے دل پر لگائے۔ کہ اس کا گزر جملہ لطائف پر ہو جائے۔ اور اس ذکر کا اثر سارے اعضاء پر محسوس ہو۔ یہ ذکر بلا حرکت اعضاء و جوارح کیا جاتا ہے۔ اور جس نفس میں دقت محسوس ہو۔ تو بے حبس ذکر کر لینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اور یہ شرائط میں سے نہیں ہے۔ نیز ساتھ کلمے کے معنی کو بھی درمیان میں رکھے۔ کہ اے معبود کوئی مقصود بجز تری ذات نہیں ہے۔ جب چند بار ذکر کر چکے۔ تو یہ الفاظ اپنے دل میں لائے کہ خداوندا میرا مقصود فقط تو اور تیری رضا ہے۔ مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما اسے بازگشت کہا جاتا ہے۔ اور جب

حصر نفس کرے۔ تو اپنے سانس کو طاق عدد پر چھوڑے۔ اسے وقوف عددی کہتے ہیں۔ نیز جب سانس چھوڑے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خیال لائے۔ دل کو ایک طرف متوجہ کرنے اور حضوری حق سبحانہ، باطن کی صفائی کی خاطر کھاتے پیتے، بیٹھتے، اُٹھتے ہر وقت ہر آن ذکر میں مصروف و مشغول رہے۔ مگر نگہداشت اور وقوف قلبی ملحوظ خاطر رہے۔ اس تصفیہ کی علامت یہ ہے کہ ہر لطیفے کے انوار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ یہ انوارات باطن سے باہر مشاہدہ ہوتے ہیں اسے سیر آفاقی کہتے ہیں اور جب یہ انوارات باطن کے اندر مشاہدہ میں ہوں تو اسے سیر انفسی کہا جاتا ہے۔ سیر آفاقی زیر عرش ہے۔ جبکہ سیر انفسی بالائے عرش ہے۔ جب یہ قالب سے نکل کر اصول کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔ عرش تک پہنچتے ہیں تو یہ سیر آفاقی ہے۔ اور جب عرش کے اوپر پہنچیں۔ تو انہیں ایک جذب اور عروج پیدا ہونے لگتا ہے۔ اور سیر انفسی شروع ہو جاتی ہے۔ اگر وہ شخص صاحب کشف ہے۔ تو وہ انوار اور اپنے سیر کو دریافت کرسکتا ہے۔

شغل ذکر رابطہ۔

اس سے مراد یہ ہے۔ کہ شیخ کی صورت کو اپنے ادراک یا دل میں نگاہ رکھے۔ یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔ جب یہ رابطہ بڑھ جاتا ہے تو ہر ایک چیز شیخ ہی کی صورت میں نظر آتی ہے۔ اسی کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ طریقہ رابطہ ہی قرب کا راستہ ہے۔ اور اس کا منشاء عجائب و غرائب کا ظاہر ہونا ہے۔

امام ربانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بکھرے ہوئے انمول موتی

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیفِ عالیہ خصوصاً مکتوبات امام ربانی میں بے شمار ایسی باتیں ارشاد فرمائی ہیں کہ چند لفظوں میں بہت کچھ فرما گئے کوزے میں دریا کو سمو دیا۔ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۹۱ھ ۱۲۹۲ء) نے صرف اخلاقیات پر فصاحت و بلاغت کا کمال دکھایا تھا لیکن حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ نے شریعت و طریقت کے مسائل کو پند نصائح کی شکل میں جتنے فصیح و بلیغ انداز سے

پیش کیا ہے اس کی نظیر شاید ہی کسی دوسرے بزرگ کی تصانیف میں پائی جاتی ہو۔ تبلیغ دین کی خاطر چند ایسے ارشادات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ وَبِاللّٰہ التوفیق و علیہ التکلان۔

(۱) انسان کی پیدائش سے مقصود اس کی عاجزی اور انکساری ہے۔
(۲) جب تک انسان قلبی مرض میں مبتلا ہے اس وقت تک اس کی کوئی عبادت نافع نہیں ہے۔
(۳) انبیائے کرام نے وحدتِ وجود کی نہیں بلکہ وحدتِ معبود کی دعوت دی تھی۔
(۴) شریعت تمام دنیوی و اخروی سعادتوں کی ضامن ہے۔
(۵) شریعت کا مقصود نفسانی خواہشات کو زائل کرنا ہے۔
(۶) صاحبِ شریعت کی پیروی کے بغیر نجات محال ہے۔
(۷) سعادت دارین کی دولت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر موقوف ہے۔
(۸) آدمی کو کھانے پینے کے لیے نہیں بلکہ عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔
(۹) شریعت کی پیروی اور نبی کی اطاعت نجاتِ اخروی کی ضامن ہیں۔
(۱۰) دینِ متین سے ضاد کے لزومات کو دفع کرنا ضروریات دین سے ہے۔
(۱۱) شریعت و طریقت میں بال برابر بھی مخالفت نہیں ہے۔
(۱۲) شریعت و طریقت ایک دوسرے کا عین ہیں۔
(۱۳) توحید وجودی تنگ کوچہ ہے جبکہ شاہراہ اور ہے۔
(۱۴) فتوحات مدینہ نے ہمیں فتوحات مکیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔
(۱۵) دلالت فصوص سے نہیں بلکہ نصوص سے ہوتی ہے۔
(۱۶) مذہب اہل سنت و جماعت کی بال برابر مخالفت بھی خطرناک ہے۔
(۱۷) جو مذہب اہل سنت سے جدا ہوئے وہ گمراہی اور خرابی میں جا پڑے ہیں۔
(۱۸) کتاب و سنت کے وہی معنی معتبر ہیں جو علمائے اہلِ سنت نے سمجھے ہیں۔
(۱۹) اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا بد اعتقادی اور سمِ قاتل ہے۔
(۲۰) اہل سنت و جماعت ہی ناجی گروہ ہے۔
(۲۱) اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ناجی گروہ میں داخل فرمایا۔
(۲۲) سب سے بدترین فرقہ وہ ہے جو صحابۂ کرام سے بغض و عناد رکھتا ہے۔

(٢٣) صحابۂ کرام پر طعن کرنا قرآن مجید اور شریعت محمدیہ پر طعن کرنا ہے۔
(٢٤) صحابۂ کرام کی پیروی کا پابند صرف اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے۔
(٢٥) صحابۂ کرام میں عیب نکالنا پیغمبر خدا کی ذات میں عیب نکالنے کے مترادف ہے۔
(٢٦) بعض صحابہ میں عیب نکالنا سب کی متابعت سے محروم ہونا ہے۔
(٢٧) صحابہ کے معاملے میں زبان کو سنبھالنا اور انھیں اچھے لفظوں سے یاد کرنا چاہیے۔
(٢٨) تمام صحابۂ کرام کی پیروی ضروری ہے کیونکہ اصول میں وہ سب متفق تھے۔
(٢٩) صحابہ شریعت کے تابع تھے اور ان کا اجتہادی اختلاف حق کی سربلندی کے لیے تھا۔
(٣٠) تمام صحابۂ کرام افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر متفق تھے۔
(٣١) خلفائے راشدین کی افضلیت ترتیبِ خلافت کے لحاظ سے ہے۔
(٣٢) سادات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی قرابت کے باعث محبت رکھنی چاہیے۔
(٣٣) علماء کی سیاہی قیامت میں شہیدوں کے خون سے وزنی ہوگی۔
(٣٤) علمائے حق کی نظر صوفیہ کی نظر سے بلند تر ہے۔
(٣٥) علماء ہی شریعت کے حامل ہیں انھیں ترجیح دینے میں شریعت کا احترام ہے۔
(٣٦) لوگوں کی نجات علماء کے ساتھ وابستہ ہے۔
(٣٧) علمائے آخرت کے کلام کی برکت سے توفیق عمل بھی مل جاتی ہے۔
(٣٨) حقیقت سے واقف کار علماء کی دعا و توجہ کا طالب رہنا چاہیے۔
(٣٩) حلال و حرام کے معاملے میں ہمیشہ دین دار علماء کی جانب رجوع کرنا چاہیے۔
(٤٠) تمام نصیحتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ دین داروں اور شریعت کی پابندی کرنے والوں سے میل جول رکھا جائے۔
(٤١) دنیا کی رغبت رکھنا علماء کے چہرے کا بدنما داغ ہے۔
(٤٢) دولت کے حریص یعنی دنیا دار علماء کی صحبت زہر قاتل ہے۔
(٤٣) علماء بہترین مخلوق ہیں اور علماء ہی بدترین مخلوق ہیں۔
(٤٤) بہتر ٧٢ گمراہ فرقے علمائے سوء کی کارگزاری کا زندہ ثبوت ہیں۔
(٤٥) جسم کو زندہ کرنے کی نسبت قلب کو زندہ کر دینا عظیم الشان امر ہے۔
(٤٦) پیر حق تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا ایک وسیلہ ہے۔

(۴۷) اللہ والوں یعنی علمائے آخرت کی صحبت کبریتِ احمر ہے۔
(۴۸) صوفیا کے علوم و معارف اگر کتاب و سنت کے مطابق ہیں تو مقبول ورنہ مردود ہیں۔
(۴۹) اولیاء اللہ کے ساتھ بغض و عناد رکھنا زہر قاتل ہے۔
(۵۰) اللہ تعالیٰ جس کو برباد کرنا چاہے اسے بزرگوں پر طعن و تشنیع میں مبتلا کر دیتا ہے۔
(۵۱) ناقص پیر کی صحبت زہر قاتل اور اس کی طرف رجوع کرنا مہلک ہے۔
(۵۲) شدید ریاضتوں سے بھی وہ بات میسّر نہیں آتی جو بزرگوں کی صحبت سے مل جاتی ہے۔
(۵۳) دنیا دار صوفیا سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔
(۵۴) جس علم سے عمل مقصود ہے اس کا کفیل علمِ فقہ ہے۔
(۵۵) دشمنانِ دین سے قولی جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔
(۵۶) کفار کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنا خلقِ عظیم میں داخل ہے۔
(۵۷) اسلام کی عزّت کفر اور کافروں کی ذلت میں ہے۔
(۵۸) جس قدر اہل کفر کی عزّت ہوگی اسی قدر اسلام کی ذلّت ہے۔
(۵۹) کفار کے ساتھ جہاد کرنا اور ان پر سختی کرنا ضروریات دین سے ہے۔
(۶۰) مسلمان رہنے کے لیے کفر اور کافری سے بیزار رہنا ضروری ہے۔
(۶۱) فقیر کی نظر میں خدا کے دشمنوں سے بیزاری کے برابر کوئی عمل نہیں۔
(۶۲) فقیر کی تمنا یہی ہے کہ اللہ اور رسول کے دشمنوں پر سختی کی جائے۔
(۶۳) اللہ اور رسول کے دشمنوں سے میل جول اور محبت رکھنا بہت بڑی تقصیر ہے۔
(۶۴) کامل محبت کی نشانی یہ ہے کہ محبوب کے دشمنوں سے دلی عداوت رکھی جائے۔
(۶۵) سلاطین و حکام سے میل جول ابدی ہلاکت اور دائمی نقصان کا سبب بن جاتا ہے۔
(۶۶) بادشاہوں کے درباروں کا چرب و شیریں لقمہ قلبی مرض میں اضافہ کرتا ہے۔
(۶۷) دولت مندوں کی صحبت زہر قاتل ہے۔
(۶۸) دنیا بظاہر شیرین و خوشنما ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل ہے۔
(۶۹) دنیا اس لیے مبغوض ہے کہ یہ نفس کی معاون ہے۔
(۷۰) ملک میں بادشاہ روح کی طرح اور رُعایا جسم کے مانند ہے۔
(۷۱) الہام دوسرے کے لیے حجت نہیں ہے۔

(۷۲) فرضی عبادتوں کے مقابلے میں نفلی عبادتیں بالکل بے حقیقت ہیں۔

(۷۳) فرائض سے اعراض کر کے نوافل میں مشغول رہنا نفع سے خالی ہے۔

(۷۴) بُرے افعال سے ہر وقت توبہ کرنی چاہیے کیا خبر کہ توبہ کی توفیق ملے یا نہ ملے۔

(۷۵) زندگی کو حق تعالیٰ کی مرضی کے کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔

(۷۶) چندروزہ زندگی کو موہوم مقاصد میں صرف کردینا عقل مندی نہیں ہے۔

(۷۷) فوت ہوجانے والوں کی صدقہ و دعا سے مدد کرنی چاہیے کیونکہ وہ زندوں کی مدد کے محتاج ہیں۔

(۷۸) جوانی کے تھوڑے عمل کا ثواب بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ نفس و شیطان کے غلبے کا وقت ہے۔

(۷۹) بندہ نیکی کے راستے پر چلتا ہوا اپنے بال سفید کرے۔ یہ اس پر خدا کا بڑا احسان ہے۔

(۸۰) احسان کا بدلہ احسان سے دو، اور دعاؤں کے ذریعے اپنے محسن کی مدد کرتے رہو۔

(۸۱) مجازی مالک کی رضامندی کا خیال رکھتے ہو لیکن حقیقی مالک کی مرضی کو نظر انداز کردیتے ہو۔

(۸۲) اختیار کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا بندوں کو حکم دیا ہے، وہ اسے کرسکتے ہیں۔

(۸۳) تہجد کا اہتمام کریں کیونکہ وہ طریقہ کی ضروریات سے ہے۔

(۸۴) تمام احکام شرعیہ کو عقل کی میزان پر تولنا اچھا نہیں ہے۔

(۸۵) رب وہ نہیں ہے جو انسان کی عقل یا اس کے وہم و گمان میں سما جائے۔

(۸۶) جو چیز انسان کے عقل یا اس کے وہم و گمان میں سما سکتی ہے وہ رب کی ذات نہیں ہوسکتی۔

(۸۷) حقیقی بندہ وہ ہے جو اپنی مرضی کو اپنے معبود کی مرضی میں فنا کردے۔

(۸۸) جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمتِ دو عالم ہونے کے زاویے سے دیکھتے ہیں وہ ایمان کی دولت سے مشرف رہتے ہیں۔

(۸۹) صحابۂ کرام سارے ہی حق پر تھے لہٰذا سب کو اچھے لفظوں سے یاد کرنا چاہیے۔

(۹۰) سارے ہی صحابہ کرام آسمانِ ہدایت کے ستارے تھے۔

(۹۱) فقہ کے میدان میں امام ابوحنیفہ صاحبِ خانہ ہیں۔

(۹۲) تین چوتھائی فقہ امام ابوحنیفہ کے لیے مسلّم ہے اور باقی سارے فقہا ایک چوتھائی میں شامل ہیں۔

(۹۳) حنفی تنہا بھی اُمّتِ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا سوادِ اعظم ہیں)۔

(۹۴) سو سالہ مجدد اور ہزار سالہ مجدد کے مراتب میں وہی فرق ہے جو سو اور ہزار میں ہے۔

(۹۵) ہزار سالہ مجدد اولوالعزم پیغمبروں کا نائب ہوتا ہے۔

(۹۶) زاہد دنیا کا عقل مند ترین انسان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری کی دیگر علمی کُتب

(۱) مقتدائے اسلام اور صوفیائے کرام کے آخری لمحات دو حصہ مکمل

(۲) عمامہ کے فضائل اور مسائل

(۳) دوستی کا شرعی طریقہ

(۴) زیارات مکہ معظمہ اور زیارات مدینہ منورہ دو جلد مکمل

(۵) تحفہ اساتذۂ کرام

(۶) اساتذہ کیلئے تربیتی واقعات

(۷) طلبہ کیلئے تربیتی واقعات

(۸) اہل علم کے قیمتی نصائح

(۹) جواہر مجددیہ

(۱۰) اسلاف اُمت کے تصنیفی وتالیفی کارنامے

ناشر

دارالاشاعت

اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی ۱ پاکستان

فون نمبر 021.2213768

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عربی زبان میں لغت پر شاہکار تصانیف

المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم (عربی)
محمد فواد عبد الباقی
قرآنی کلمات کی ترتیب پر جس میں الفاظ تلاش کرنا نہایت آسان ہے
عمدہ پاکستانی کاغذ، اعلیٰ ریگزین جلد ۲ رنگ ڈائی و امبوز

قاموس الفاظ القرآن الکریم اردو
ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی، پروفیسر عبد الرزاق
قرآن کریم کی یہ لغت حروفِ تہجی کی ترتیب اور معنوی سیاق کے مطابق جس میں صرفی و نحوی ایضاحات اور مشہور شبہوں اور شخصیات کی تفصیل کے ساتھ مرتب کی جانے والی لغت۔ قرآن فہمی کے لئے ایک نایاب تحفہ،
سفید کاغذ، عمدہ طباعت، کمپیوٹر کمپوزنگ، خوبصورت پکی جلد۔

کلمات القرآن
ڈاکٹر حقانی میاں قادری
کلمات القرآن کا یہ مجموعہ اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ ایک عام مبتدی اگر قرآن کریم کے معانی سیکھنا چاہے تو بہت آسانی کے ساتھ سیکھ سکتا ہے اور ہر سورۃ کا مختصر مفہوم بھی ہر سورۃ کے شروع میں دے دیا گیا ہے۔ مقدمہ مولانا عبد الحق حقانی

مختار الصحاح اردو
اردو ترجمہ پروفیسر عبد الرزاق
الفاظ حدیث کے مستند معانی کی مشہور لغت جس سے ایک زمانے سے طالبان علوم حدیث استفادہ کر رہے ہیں اب اردو ترجمہ کے ساتھ پہلی بار
اعلیٰ کاغذ، ۲ رنگ طباعت، حسین جلد کے ساتھ

المنجد جامع عربی اردو باتصویر لغت
بیروت سے شائع ہونے والی مشہور زمانہ لغت المنجد الکبیر کا مستند ترجمہ جس میں ساٹھ ہزار عربی الفاظ محاورات و ضرب الامثال درج ہیں۔ صفحات ۱۲۰۰
اعلیٰ کاغذ اعلیٰ جلد $\frac{20\times30}{8}$

المعجم جامع اردو عربی لغت
چالیس ہزار الفاظ کی اردو سے عربی ڈکشنری اس کے علاوہ آخر میں بہت سی علمی معلومات کا قابل قدر ذخیرہ۔ صفحات ۸۰۰ اعلیٰ طباعت کاغذ
اعلیٰ جلد سائز $\frac{20\times30}{16}$

مصباح اللغات مکمل عربی اردو لغت
از مولانا عبد الحفیظ بلیاوی استاذ ادب لکھنؤ، پچاس ہزار عربی الفاظ کا نہایت جامع و مستند ذخیرہ۔ یہ عربی اردو لغت اپنی اشاعت اول سے اب تک قبولیت عام سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہے آخر میں دو ہزار الفاظ کا اضافہ بھی شامل ہے۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۱۰۵۰ اعلیٰ کاغذ اعلیٰ جلد

قاموس القرآن قرآنی ڈکشنری عربی اردو
از قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
قرآن کریم کے تمام الفاظ مع اردو تشریح اور ضروری صرفی و نحوی ترکیب اور اہم الفاظ پر تفسیری نوٹ لکھے گئے ہیں۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۶۱۶
اعلیٰ کاغذ و طباعت اعلیٰ جلد

القاموس الاصطلاحی الجدید عربی اردو
از: مولانا وحید الزماں کیرانوی
بیس ہزار جدید عربی الفاظ و اصطلاحات کا قابل قدر ذخیرہ جو جدید عربی الفاظ، عبارات و رسائل اور دفاتر وغیرہ میں آج کل مستعمل ہیں، کاغذ و طباعت اعلیٰ جلد
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۵۲۸

قاموس المدرسی عربی سے انگریزی، انگریزی سے عربی
دو ڈکشنریوں کا مجموعہ
جو عربی انگریزی کے خوب صورت ٹائپ میں چھپی ہیں۔ اعلیٰ کاغذ و طباعت، خوبصورت جلد
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۸۲۶

بیان اللسان عربی اردو ڈکشنری
از قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
چالیس ہزار سے زیادہ قدیم و جدید عربی الفاظ کی تشریح مع ضروری نحوی مباحث کے کی گئی ہے جو ہمارے ملک میں مستعمل جدید اور قرآن کریم کے تمام لغات شامل ہیں
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۷۷۷ اعلیٰ کاغذ و طباعت

لغات القرآن (کامل) چھ جلد مع فہرست الفاظ
مولانا رشید احمد نعمانی، مولانا عبد الدائم جلالی
قرآن پاک کے معانی و مطالب کو سمجھنے کیلئے نہایت مفصل اور جامع لغات القرآن اردو زبان میں سب سے زیادہ مستند اور بڑی لغات القرآن۔ کل صفحات ۲۱۶۷
اعلیٰ کاغذ و طباعت حسین جلدیں

لغات کشوری اردو
از مولوی سید تصدق حسین رضوی
ہند و پاک کی مشہور و معروف اور مستند لغت جو نول کشور پریس لکھنؤ سے چھپتی تھی جس میں چالیس ہزار الفاظ و اصطلاحات شامل ہیں۔ اعلیٰ کاغذ اعلیٰ جلد
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۶۱۲

فرہنگ فارسی فارسی سے اردو جامع لغت
مولانا محمد رفیع فاضل دیوبند
فارسی و عربی کے قدیم و جدید پچاس ہزار الفاظ کے معنی نہایت سلیس عبارت میں درج ہیں۔ ضرورت کے تمام الفاظ پر حاوی لغت۔ اعلیٰ کاغذ اعلیٰ جلد
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۸۰۰

فرہنگ نامہ جدید فارسی اردو انگریزی
از پروفیسر فیروز الدین رازی
بیس ہزار فارسی الفاظ کی اردو اور انگریزی میں بہترین تشریح۔ یہ لغت پہلی مرتبہ چھپی ہے۔
اعلیٰ کاغذ و طباعت اعلیٰ جلد

جامع اللغات اردو
از مولانا محمد رفیع عثمانی فاضل دیوبند
پچاس ہزار الفاظ کی نہایت مستند لغت۔ جو ضرورت کے تمام الفاظ پر حاوی ہے۔
سائز $\frac{20\times30}{16}$ اعلیٰ کاغذ و طباعت صفحات ۸۰۰

فہرست کتب مفت ڈاک کے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں — **دار الاشاعت** اردو بازار **کراچی** فون ۲۱۳۷۶۸

تفاسیر و علوم قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ پر

دار الاشاعت کی مطبوعہ مستند کتب

تفاسیر و علوم قرآنی

تفسیر عثمانی بعد تفسیر عنوانات جدید کتابت ۲ جلد ——— علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، اضافہ عنوانات جناب محمد ولی رازی
تفسیر مظہری اردو ——— ۱۲ جلدیں ——— قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتیؒ
قصص القرآن ——— ۴ حصے در ۲ جلد کامل ——— مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ
تاریخ ارض القرآن ——— علامہ سید سلیمان ندویؒ
قرآن اور ماحولیات ——— انجینئر شفیع حیدر دانش
قرآن سائنس اور تہذیب و تمدن ——— ڈاکٹر حقانی میاں قادری
لغات القرآن ——— مولانا عبد الرشید نعمانی
قاموس القرآن ——— قاضی زین العابدین
قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی انگریزی) ——— ڈاکٹر عبد اللہ عباس ندوی
سلک البیان فی مناقب القرآن (عربی انگریزی) ——— حبان چیمبرس
امثال قرآنی ——— مولانا اشرف علی تھانویؒ
قرآن کی باتیں ——— مولانا احمد سعید صاحب

حدیث

تفہیم البخاری مع ترجمہ و شرح اردو ۳ جلد ——— مولانا ظہور الباری اعظمی، فاضل دیوبند
تفہیم المسلم ۳ جلد ——— مولانا زکریا اقبال، فاضل دار العلوم کراچی
جامع ترمذی ۲ جلد ——— مولانا فضل احمد صاحب
سنن ابو داؤد شریف ۳ جلد ——— مولانا سرور احمد صاحب، مولانا خورشید عالم قاسمی صاحب فاضل دیوبند
سنن نسائی ۳ جلد ——— مولانا فضل احمد صاحب
معارف الحدیث ترجمہ و شرح ۳ جلد ۷ حصے کامل ——— مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
مشکوٰۃ شریف مترجم مع عنوانات ۳ جلد ——— مولانا عابد الرحمن کاندھلوی / مولانا عبد اللہ جاوید
ریاض الصالحین مترجم ۲ جلد ——— مولانا خلیل الرحمن نعمانی مظاہری
الادب المفرد کامل مع ترجمہ و شرح ——— از امام بخاریؒ
مظاہر حق جدید شرح مشکوٰۃ شریف ۵ جلد کامل اعلیٰ ——— مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری فاضل دیوبند
تقریر بخاری شریف ——— ۳ حصے کامل ——— حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب
تجرید بخاری شریف ——— ایک جلد ——— علامہ حسین بن مبارک زبیدی
تنظیم الاشتات ——— شرح مشکوٰۃ اردو ——— مولانا ابو الحسن صاحب
شرح اربعین نووی ——— ترجمہ و شرح ——— مولانا مفتی عاشق الٰہی البرنی
قصص الحدیث ——— مولانا محمد زکریا اقبال، فاضل دار العلوم کراچی

ناشر:- دار الاشاعت اردو بازار کراچی فون ۲۶۳۱۸۶۱-۲۲۱۳۷۶۸-۰۲۱

دارالاشاعت کی مطبوعہ فقہی کتب ایک نظر میں

خواتین کے مسائل اور انکا حل ۲ جلد ــــــ جمع وترتیب مفتی ثناء اللہ محمود فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
فتاویٰ رشیدیہ مبوّب ــــــ حضرت مفتی رشید احمد گنگوہی
کتاب الکفالۃ والنفقات ــــــ مولانا عمران الحق کلیانوی
تسہیل الضروری لمسائل القدوری ــــــ مولانا محمد عاشق الٰہی البرنیؒ
بہشتی زیور مُدَلّل مکمّل ــــــ حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
فتاویٰ رحیمیہ اردو ۱۰ حصے ــــــ مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری
فتاویٰ رحیمیہ انگریزی ۳ حصے ــــــ " " "
فتاویٰ عالمگیری اردو ۱۰ جلد مع پیش لفظ مولانا محمد تقی عثمانی ــــــ اورنگ زیب عالمگیر
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲ حصے ۱۰ جلد ــــــ مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲ جلد کامل ــــــ مولانا مفتی محمد شفیع رح
اسلام کا نظام اراضی ــــــ " " "
مسائل معارف القرآن (تفسیر معارف القرآن میں مذکور قرآنی احکام) " " "
انسانی اعضاء کی پیوندکاری ــــــ " " "
پراویڈنٹ فنڈ ــــــ " " "
خواتین کے لیے شرعی احکام ــــــ اہلیہ ظریف احمد تھانوی رح
بیمہ زندگی ــــــ مولانا مفتی محمد شفیع رح
رفیق سفر سفر کے آداب واحکام " " "
اسلامی قانون نکاح، طلاق، وراثت ــــــ فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
علم الفقہ ــــــ مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح
نماز کے آداب واحکام ــــــ انشاء اللہ خان مرحوم
قانون وراثت ــــــ مولانا مفتی رشید احمد صاحب
داڑھی کی شرعی حیثیت ــــــ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
الصبح النوری شرح قدوری اعلیٰ ــــــ مولانا محمد حنیف گنگوہی
دین کی باتیں یعنی مسائل بہشتی زیور ــــــ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
ہمارے عائلی مسائل ــــــ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تاریخ فقہ اسلامی ــــــ شیخ محمد خضری
معدن الحقائق شرح کنز الدقائق ــــــ مولانا محمد حنیف گنگوہی
احکام اسلام عقل کی نظر میں ــــــ مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح
حیلۂ ناجزہ یعنی عورتوں کا حق تنسیخ نکاح " " " " "

دارالاشاعت ❁ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی ۱، پاکستان ۰۲۱۔۲۶۳۱۸۶۱ مستند اسلامی وعلمی کتب کا مرکز

اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے اتباعِ شریعت ایضاحِ طریقت اور صراطِ مستقیم کی ہدایت کا جو کام لیا اس کی بدولت دینِ اسلام کا ہر طالب علم خصوصاً برِصغیر سے تعلق رکھنے والا ہر سالک راہِ تصوف ان کا احسان مند ہے حضرت کے ارشادات ایک تراشے ہوئے ہیرے کی مانند ہیں جن کے ہر پہلو سے فکری اور روحانی شعاعیں نکلتی ہیں اور انسانی دل و دماغ کو اپنی لازوال چمک سے نہ صرف متاثر کرتی ہیں بلکہ ایک مستقل انقلابی اور روحانی کیفیت پیدا کر کے آمادۂ عمل کرتی ہیں آپ کی تصانیف و مکتوبات میں علوم باطنیہ اور شریعت و طریقت کے جملہ مسائل کا حل موجود ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ ''جواہر مجدّدیہ'' میں حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے خاندانی حالات، نسب، حلیہ، بیعت و خلافت، شیوخ سے استفادہ، تصانیف، خلفاء، مریدین و تلامذہ، خوارق و کرامات، آپ کی نسبت اولیاء سابقین کی بشارتیں اور آپ کے ارشادات کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہے جن کے ذریعے پاک و ہند میں سنت کا دوبارہ احیاء ہوا، کفر و ضلالت اور بدعات کے بادل چھٹ کر اسلام کا نور پھیلا۔

نیز ان بدباطن لوگوں کے خلاف آپ کے قلمی جہاد کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے خلاف اپنی بدعقیدگی کا اظہار کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مجدّد الف ثانی کی فیوض و برکات سے حصہ وافر عطاء فرمائے۔ آمین

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

جواہر مجدّدیہ

DIU-3188